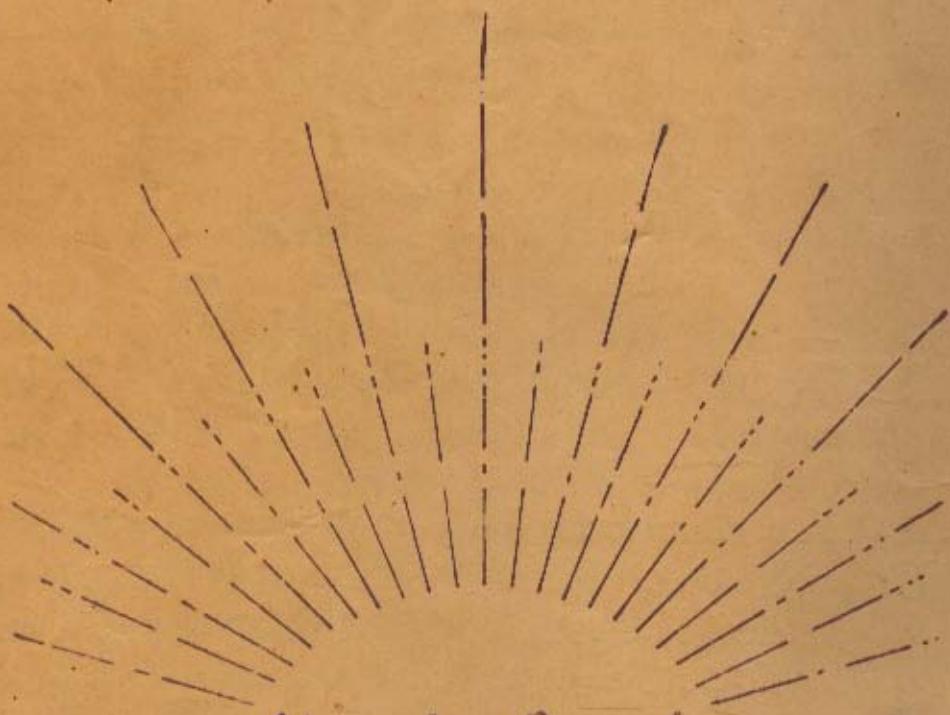


No.

# تجلی مہنامہ دیوبند



Islamie News Paper Agency.  
CLOTH BAZAR, RAICHUR.  
(C. R.L.)

ایڈٹر: عاصم عثمانی (ناضل دیوبند)

12 As.



بائی۔

العلم  
الرحمن  
الحق  
یاد دیوبند

دیوبند

ستان

آنچہ تو سال پہلے

کی ایک عظیم تاریخی دوستکاری  
تو رہتے بصریوں کا نئی حالت  
و اقامت اور ناطق کیا جاتے ہی  
سیستھن ہے، قابل وید ہے۔

# لطف علمیہ

ترجمہ اردو

کتابت الاذکیا

عظام محدث واعظ  
حس کے بال پر ہیں بڑا جو دو  
انسانی سلام توں کیا اور  
ایک الحکمت زیاد کو دیوں نے  
وہ کی تھی خامیں الجزوی۔

## مولف شہر و آفاق محدث و فقیہہ ادیب و خطیب عالمہ ابن الجوزی بغدادی

اس کتاب کے صاحب جعفری صدی بھری کے طیل العصریت فیقہ ماء مامن انجمن بندوں کی وجہ اعلیٰ علیہم السلام اور تقویت فتنے  
و بین و علمی طبق بخوبی و اتفاق ہیں۔ ایک تعارف میں عوام کو اتنا بھی بتانا کافی ہے کہ اسکے بال پر ہر ہفت ہزار یونہ و نصانی نے سلام توں کیا اور ایک لاکھ سے زیاد  
اویسیوں نے تو بکری حضرت سے سطح اپنے حصہ تعلق اور لطف کا نامہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ میں قلعوں سے آپ احادیث لکھتے تھے اُن کے تراش خوفنا  
کھتے تھے۔ آپ صاحب خدا تعالیٰ کے نیرے مسلسل سستکا پانی ان تی تراشوں سے اُمریکی جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گی اور تراشوں کا ایک نیزہ پھر کیا جائے گی۔  
ایسے عالی مقام صرف کی اضافی حس قدر اعلیٰ وارث یوں سکتی ہیں تا اب تک سوچا ہیں ایسا ایں اضافیں بخوبی تو اس کی ایک تین ہو ہیں اسکے بعد اس کی کل اندھی اور میراثیں اور اس  
اس کتاب میں لکھے ہے۔

سات واپسیے قصص و لائف نہ کوہ جب جسیں ہر ایک ذکاوت یا ناضر جو ایسی بحث یا انشائی میں مزاج یا کائنات عقل و فرونت کا ایسیدا  
ہے۔ یہ کتاب تفہیم ابواب پر مشتمل ہے جس میں عقلاً و فرونت کے فضائل و مناقب اور فہم و ذکا، ایک طلاقات کے علاوہ ایمان، حجج، عذر و مشائخ، فتنہ  
و ادب، اعباد و زیارت، روسار و خربا، عوام و توان، غرض سب بھی ای تعلق دیجئے پھر چھوٹے سے۔ پادشاہوں، وزیروں، شیخوں کی کوچ پا یوں تک کہ کاؤت کی حالت  
دیکھ رہا اندھیں بیان کے گے ہیں۔ اصل کتاب عربی میں تھی اور عبارات نہیں دیکھی گئیں۔ فاضل ترجمہ صورت مولانا اشتیاق احمد صاحب  
استاد اور الحلم دیوبندی تیری محنت و جانشینی سے اس اوقات کا کون صرف اردو لپاں پر نیا بلکہ بھتے مفید اضافے نہیں کے۔ یات کو کچھ کے کے  
عربی تھا جو دوں گی تو پھر اور تلاکی و اقامت کی شرکی و نیتیت کے علاوہ جمال اختصار کے باعث طالب سمجھنا شکل تھا۔ ہاں عمارت دیکھاری اور اسی  
حکایتیں ہیں کوئی تھیں کہ تھا جیسا جو اتحاد قویں میں اسکی طرف اشارہ کر دیا گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض افادت کے کی وجہ اُنہیں چھوٹی گئی۔ حضرت مولانا  
فاری محمد طیب صاحب بحیرہ العلوم دیوبند نے اس کا پیش افتتاح کیا تھا جو بیان ہے کہ مہماں طلبیوں سے اس کتاب کے طالع کی پروردگاری کرتے ہیں۔  
ضخامت:- چار سو اسی صفحات۔ چیزیں:- مجدد مع خوشناگ، پوش صرف پانچ روپے رضا۔

هر قسم کی عربی قاری اور عکت بین قاعدے پائے } مکتبہ محلی دیوبند ضلع سہارنپور یوپی  
قرآن مجید حاکیں مری و مترقب ارزان سے کاہست

ہر انگریزی چینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت چھروپے۔ فی پرچہ ۵ نئے پیسے  
غیر مالک سے سالانہ قیمت ۵ اشلنگ لشکن پوشن آرڈر

دیوبند

ماہنامہ

شمارہ ۹۸۶  
اس شماں کی قیمت ایک روپیہ  
جنہیں جلد

۱	آغازِ سخن
۲	آہ جلو راہ بادی
۳	حُجَّ پارے
۴	شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فرمودات
۵	چند تعریفی خطوط
۶	ایک تسلیک اسکریپٹ
۷	تہسید کر بلما اور پریید
۸	کیا تم مسلمان ہیں
۹	وسا اور دین کی فلاح
۱۰	تجھلی کی ڈاک
۱۱	مسجد میں مخالفت کنک
۱۲	سایر رسول
۱۳	جادو کر بلما اور حقيقة اہل صفت
۱۴	مولانا ابوالعلی مودودی
۱۵	باب الصحت

اگر اس اترے میں مشخص نہ ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آگئی خبرداری قائم ہے

یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت چھین دی ہی کی اجازت دیں۔ اگر آگئی خبرداری چارٹی رکھنی ہوتی بھی اطلاع دین اخamoشی کی صورت میں اگلارچہ دی وی فی سے بھجوائیگا جسے دصول کرنا آپکا اخلاقی فرض ہو گا دوی یہی چھروپے باطنستہ پیسے کا ہو گا اسی آرڈر پر جگہ اسی پرچہ کا ہو جائے گا۔  
پاکستانی حضورات۔ ہمارے پاکستانی پرچہ پر چندہ بھجوئیں میں آرڈر ہیں بھجوئیں رسال جاری ہو جائے گا۔

## اشہد فری

تربیل نر اور خط و کتابت کا پڑھ  
پاکستان کا پتہ: مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸ یمنا بازار  
دفتر تحریکی دیوبند ضلع سہارنپور (پیپی) پیر آنحضرت کالونی کراچی (پاکستان)

عامر عثمانی پر نظر پیش رئے "کوہ نور" پریس دہلی سے چھپا کر اپنے دفتر تحریکی دیوبند سے شائع کیا۔

# اعتراف

قدم کو تجھے پڑھانے پر آمادہ تھا، بلکہ وہ مطابقہ بیعت بھی پائی کوتیار تھا جس کے بعد کسی جھگٹے کی گھاشش ہیں رہ جاتی تھی۔ اگر یقول بعض اس کے کسی ساتھی سے جذبہ اتفاق اس کے تحت کوئی نامزوں حرکت کر بھی دی تھی تو حرفی کو صبر و ضبط سے کام لینا چاہئے تھا۔ سبط رسولؐ کے حق میں ہر اُتنی کو خارج وہی نہ چاہئے۔ یہ ہرگز مناسب نہیں تھا اُن غلیقہ وقت۔ یہ زید بن معادیہ کی حرضی کے خلاف شخص و قسمی استعمال سے تیجیں خالوادہ رسولؐ کو تہہ تیج کر دیا جائے یعنی قیچ جس نے جس درجہ میں کیا اتنا بھی وہ ظالم و مفاسد پہنچنے کا حق ہے اور لشکر ہے کہ ان شرکاء الفساد اس سے پورا پورا بدل دے گا۔ لیکن اگر واقعہ اسی طرح پیش آیا تھا جس طرح اکثر لوگ بتاتے ہیں تو مظلومیت حسینؐ اور بھی زیادہ تایاں ہو جاتی ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

اور عربت انگریز اسلئے کہ شہادت حسینؐ اللہ کی بے نیازی اور سنت اللہ کی فولادی ملامت اور حقائقی کی سخت گیری کا مظہر اتم ہے۔ کون ہو سکتا ہے اُن جس و جیسی رضی اللہ عنہ کی جھوپیت کا کہیں جھیس اللہ کا برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک شانوں پر حظر حالیتا ہو۔ جس کا اول و براز اُس سینہ مبارک پر ہوا ہر جس کی عظمت و تقدیس کے آگے لاکر کی نور انبت پیجھ ہے۔

مگر جب انھی جھوپ تین نواسوں میں سے ایک کا اجتہاد حقائق کے بے رحم ملاپ سے مکرايا تو اللہ جل جلالہ کی سنت تے ذرا بھی پروانہیں کی اس بات کی کریم جرأت منکون ہے اور اس کے لئے اپنے شدہ طرز عمل میں کیا تبدیلیاں کرنی چاہتیں۔ تبدیلی مکن ہی نہیں تھی۔ تبدیلی

لیجے بحثِ حتمِ موئی اگر کسی شے پر زنگ کی ہوئی تھے سخت ضرب میں اسے توڑ توڈیں گے صاف نہیں کر سکتے۔ زنگ صاف کرنے کے لئے مسلسل ہٹھنے کا صبر آزمائ اور الگاندینے والا عمل چاہئے۔ یہ عمل تحلیل ہمیزوں سے اخراج ہے رہا ہے کم و بیش بارہ صوں میں گزدے ایک ہولناک واقعہ میں آیا تھا۔ اللہ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا رفعِ المریض تو اسٹر اپنے پاک بازی عیناں کو ساختے ہیئے سے کوئی کی طرف چلا اور نامساعد حالات کی قرمانیوں کے ہاتھوں میں ہمیک شہادت دیا گیا۔ یہ شہادت ہیچ سن مظلوم از تھی اور عربت انگریز تھی۔ مظلوم از اس لئے کہ جس خروج اور طلب خلافت کے اقدام نے حرفی کی نظر وہیں اسے جھوپ بنایا تھا اس سے تو اس نے صریح طور پر مستدری دیدی تھی اور خیر شہزاد الفاظ میں کہا تھا کہ لے لو گو اس تھے واپس جلنے دو۔ نہیں جانے چیز تو زیرید کے پاس نے جلو اپنی پناہ اتھاں کے باحقیں دی دی۔ حرفی پر لازم تھا اس حقاڑ کا احترام کرتا اور خدا نادہ رسولؐ کا امدادیں پر کر لایا خاک پر زدہ تھا۔ لیکن خدا جانے کیا ہو اک تلواریں جون میں ڈوب گئیں اور دست اجل نے ایک المناک کہانی و اقتات کے لہو اس پر لکھ دی۔ کھلے گئتے ہیں کہ یہ کہانی ایک قلیل اللہ ناہماںی اور زیرش کی کہانی ہے جس میں حرفی کی جھوپیوں کو بھی دخل ہے اور زیادہ لوگ ہیچہ میں کہ یہ بے رحمی و شقاوت کی کہانی ہے جس کے آینہ میں خوں آشامی اور کنفی و عحاد کا خاہر جھلکتا ہے۔ حقیقت پچھے بھی رہیا ہے۔ اُس شخص کی مظلومی میں کوئی کلام نہیں جو نہ صرف اپنے بڑھے ہوئے

ہر سکنی تو اس جگہ کا وحدہ میں ہوتی جب مال کوئی مجبوب ریاستی صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوتے تھے۔ وہ انہوں دندان مبارک جس کی تیمت یہ پوری کائنات بھی نہیں جن کے کناروں پر لرزتی ہوتی خون کی چند دنیں پورے عالم کا سورہ الہمسکی ہیں، لیکن اللہ کی سنت نے اس وقت بھی انی یوں نہیں بدی۔ پھر بھلا دہ کہاں اور کیوں بدلتی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اہل الراسے کے مشوروں کو نظر انداز فرماتے ہوئے ایک اجنبی کا تھا۔ انھیں یقین تھا کہ حکومتِ مقتدیہ کے خلاف خروج سے برکتے والی حدیثوں کا اطلاق میرے موجودہ اقدام پر نہیں ہوتا۔ وہ موقع رکھتے تھے کہ اہل کوفہ کی پشت پناہی بجھے مائیں با احاطہ انصاف اسلامی کی صلاح کا موقع دے گی، لیکن سنت اللہ ان کے خلاف استہ ہم آہنگ نہیں تھی۔ ہاتھ بڑا گئی اور وہ ذہراً گداز ساخت پیش آیا جس کے شیبِ ذراز پر آج ہم آپ یا تیں کرو سے ہیں۔

سچائی کو کچھ بھی دری ہو۔ دنیا نے مختلف دعاویوں کے تحت اس پر خوب خوب رنگِ حرط مصلیے اور یہ رنگ قدر رفتہ رنگ میں تبدیل ہوتے۔ اب اگر اتفاقی وقت نے یہ محبت چھپڑ دی ہے کہ سچائی کیا ہی تو تکلی نے بھی کوشش کی کہ رنگ کی کچھ ہمیں آتا رہے اور تم کشتہ اسی کے شہستان میں جملکت کی جرأت کرے۔ کوشش طولانی ہو گئی۔ تھی کہ قارئین میں الگ الگ اکٹانا بھی چاہتے۔ تتوسع اور نگارنگی کا لطف ختم ہو گیا ضروری عنوانات خائب ہو گئے۔

لیکن اب یہ محبت بند کیا جائی ہے۔ دلائل و شواہد کا اتنا اشارہ ہے کہ اگر یہ کہ جب جس کا جی چاہے کہ اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ آخری گزارش ہماری یہ ہے کہ ضروری تجویز کے بغایی حروف سے پوچھا رہتے ہیں اور مدحت حسین میں اتنے آگے محبت جائی کہ ایمیر معاویہ اور کتبی اور جبل القدر صحابہ کی صحابت گردیں جائے۔ جذاب گھوڑہ عساکر کا موتف اگر بعض ہم لوگوں سے اپنے اس سے تو وہ بزرگ بھی کچھ اپنیا اپنے نہیں ہیں جو زبان پر مدحت حسین کے قصیدے اور قدیحہ بزید کے نعروے نیک کرنے تھے۔

یہیں دلوں میں بغرض معاویہ کا زہر پوشیدہ ہے۔ بعض حالتو میں انھیں خود بھی اس زہر کا احساس نہیں ہوتا مگر ظاہر ہے۔ آنھیں بند کر لینے سے رات نہیں ہو جاتی۔ قتل عبد الرحمن تو قتل خطا بھی جرم ہی ہے جسیں پر اللہ کی رحمت ہو بہت بڑے تھے۔ گرما واریہ بیر بھی اللہ کی رحمت ہو وہ بھی بہت بڑے تھے۔ مقابلہ میں اگر کوئی کسکے کم معاویہ بڑے تھے مدعی اس سے بھی بڑے تھے۔ مترقبہ ختم کو دیجئے، لیکن اگر کوئی کیہے کہ اچھا لہ سر اسرائیلی کا برحق معاویہ خطا کیتی تھی تو کہہ دیجئے یہ عقیدہ ہم نہیں رکھتے۔ ہمارا خقیدہ یہ ہے کہ ان دلوں کا معاملہ اللہ کے سردار ہے۔ عقلی و ذری دلالت معاویہ کے ساتھ ہیں مگر ملی ایک برتری بھی اپی جلد سلم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اس طولانی بحث کو تم اس دعا بر ختم کر۔ ہم کے لئے اللہ اجنبی کوچھ ہے کہ قلم سے خلاف حق نکلا اسے صاف رہا اور جو بھتخت کی تائیدیں نکلا اسے قبول فرم۔ بھتخت اور تیرے رسول پر ایمان لانے کے بعد سب سے زیادہ خوف ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جلد صحابہؓ کی عزت و حرمت کو سینے سے سوار رکھیں اور ان لوگوں سے بیزاری کا اٹھا کریں جو براہ راست یا بالواسطہ کسی برگزیدہ صحابیؓ کی حرمت کو بخروج کرئے۔ درستے ہیں۔ انھیں اپنے کرم سے عقل سلم عطا فرماؤ کر جا کا پردہ ان کی مکھوں سے ہٹا دے۔ انکی ملکی کلشی قدم

ہاں۔ ایک بات لمحو مظہر ہے۔ مولا نامیہ بالوالع

مودودی نے بھی ابھی اپنے مہمنانے میں اسی موضع پر اک ادارہ پر قلم فرمایا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کے باشے کچھ تراویز معرفہ نہایت ان کی حرمت میں پیش کریں۔ ملک اس سے توک گئے کہ تخلی فی الوقت نقد و بحث کا پلٹ نہ ہے اس میں وہ چیز نہیں دینی چاہئے جو نقد و بحث سے ہمہ فقط استقہام کا درجہ رکھتی ہے۔ الشام اللہ آمنہ ۱۴۳۷

موقع آئے گا۔ کوشش کریں گے کہ بات طویل نہ ہو۔

## والد محترم مولانا مطلوب الرحمن محمد التدقی

سب کیاں پھالا تو دگل میں نمایاں ہیں  
خال میں کیا صورتیں ہوں گی وہاں ہیں

جب والد محترم زمان قلم دلوں سے برادر اس خواہش کا  
انہار کرئے رہے کہ تجھیں ان کے علاالت اور ارشادات و  
پریات کا مسلسل جاری ہونا چاہئے اور ان کے اسفار کی  
تفصیل بھی آئی چاہئے۔

اور اب بھی جب کہ وہ دار فانی سے سفارت کے لامرا  
برابر جاری ہے۔ ہم اسے اپنی طبیعت کا عیب کہیں یا کیا  
نام دیں باوجودیہ جانش کے والد محترم کے افاضات عالیشے  
علماء مسلمین کو کافی فائدہ پہنچ سکتا ہے اور ان کے وضع حلقہ  
ارادت میں تخلی کی اشاعت فزوں ہو سکتی ہے طبیعت الشائع  
قلیک ساختہ اس کام پر آمادہ نہیں ہوئی اور مجھک ہوئی  
رجی کر ایک بیٹا بپکے مناقب یہیں لکھئے۔ اسلام کے قانون عدا  
نے بپکے حق میں بیٹے کی شہادت قبول نہیں کی۔ یہ کوئی  
معمولی بات نہیں۔ علی روضی اللہ عز کے صاحبزادے سے  
جھوٹ کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی، مگر قاضی نے شہادت رد  
کردی تو معلوم ہوا کہ اسلامی زادت نظر کی جریں تفصیلات لسانی  
میں بہت بھری اُتری ہوئی ہیں۔

ذریلاندا تھا اور اب بھی لگتا ہے کہ ہم بپکے اوصاف  
محامد لکھتے ہوئے جذبات کی رنگ آمیزی سے دہن نہیں پچا  
سکیں گے۔ نیت بھر ہوتے بھی بپکے حق میں بیٹے کی شناخوانی  
پر ویکنڈسے کے ایسا ہم سے خالی نہیں۔ پھر جب بپکے ایسا ہو کر  
اس نے اوصاف و اخلاق کی محتاط ترین عکاسی بھی اعلیٰ ترین  
قدار کے نمایاں پر تو سے خالی نزد مسکتی ہو تو معاملہ اور مشتبہ  
ہو جاتا ہے۔

بہر حال ہیں اس بات میں تأمل پڑتے بھی تھا اُرچ بھی  
ہے۔ گذشت تینہ جنہیں بھی یکسوئی کے نقد ان کو ہم نے تاخیر کا عدد  
بنایا تھا اس کا بجز بیکھیجئے تو شاید اس کا رشتہ بھی اسی دیر نہیں

تائل سے جلتے گا۔ بارہ ماہ بہت ناہے کہ آدمی اپنے کسی قلم فصل  
کی تقریبی سی تو جسم کریتے ہے لیکن بنیادیں کہیں اور ہوتی ہیں۔

پھر بھی یہ بڑی بے تو فیقی ہو گی کہ اس ذکر خیر کو بالکل بی  
نظر انداز کر دیا جائے۔ ہم کو شکستہ ہیں کہ تیارداری کے  
آن بارہ دنوں کی بعد اس پر قلم کر دیں جوں ہیں اپنے فتح للر  
باپکے قلم چھوٹے کی پہترین سعادت غصب ہوئی۔ جھیں ہمارے  
 تمام خجالت نام و نیادی فرائض اور تمام مشاغل ایک ہی  
نقطف کے گرد گھومتے رہے جوں ہیں ہم نے ایک بزرگ نیدہ مرد  
ہو من کو بوسی جنگ کرنے ہیں، بلکہ خدا پیش کیا تھا اس کا  
استقبال کرتے اور بیک کہتے دیکھا۔ جوں میں سائے لئے طراست  
ہے اور جن کی یاد کے نقوش ہماری لوح قلبے بھی ہیں مٹ سکتے  
ہیں بعد ادھر جوں ای سے شروع ہوتی ہے۔ ۳۰ رجون

کو راجی سے چھوٹے بھائی خشان ملنہ کا جو خط مل تھا اس سے یہ  
تو قع نہیں ہوتی تھی کہ دیراً حاصل کرنے اور کراچی تک کا طویل  
ناصل رہنے کرنے کے بعد والد محترم اللہ علیہ کوزنہ پائیں گے۔  
بھیجی کو شکری گئی اور ۳۰ رجون ای کو سفر شروع ہو گیا۔ سفر کی  
تفصیلات اہل ہوش سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں پھر بھی اتنا  
کچھ حصہ ایسا ہے کہ اسے ہم اپنے حق میں آزادی نہیں گے ہماری  
اہلیہ کا اصرار تھا کہ خسر کے دیدار اور تجلی داری کے لئے وہ بھی  
ضرور جائیں گی۔ یہ ہے اس اصرار کے آئے اس لئے تسلیم ختم  
کیا کہ اپنے محترم بپکے علمت کا ہم احساس تھا۔ ایک آخری  
خبر دت کا موقع ہے بھی مل جائے اس کی آخرت کے لئے بہت  
پچھے ہتر توقعات یاد ہی جاسکتی ہیں۔ بھی وجہ پوچھی کہ کوئی کم کی  
شدت اور سفر کے طول کی پرواکت بغیر اپنے بھی ساختے یا  
گیا۔ ہماری بائیں ران پر عرصہ سے ایک پھر باکلی ہوئی تھی جو  
رفتہ رفتہ چھوڑاں گی تھی اور جن دنوں یہ سفر شروع ہواں تو  
اس کی حالت خراب بھی نہیں برداشت کئے بغیر چرچھتی ہی  
چنانچاں ہو رہا تھا۔

شدتی دیکھئے گاڑی امر تسلیم بھی۔ پاستان جانے  
والوں کی چیلنج بند ہو چکی تھی۔ بتاں گا کہ آج دیں سے جانے  
کی کوئی صورت نہیں کل تک منتظر رہیجے۔ امر تسلیم بیں یک

میں غصہ اور بے بسی کے احساس کی طی جعلی ہوس کیا افت  
ڈھانی ہیں یہ بتائی کی بات نہیں۔ نامنجم بچوں کو تکمیل کھایا  
جاسکتا تھا اور صورت حال کیا ہے اور وہ سندھی کے  
لئے تمہرے لئے افلاطون قوتِ انتخاب کیا ہے۔

مگر ہی پاکزہ یاد— جس کا ذکر مذکور شد آغاز سخن ہی  
بھی آجھا ہے چارہ گردی کے لئے آجے پڑھی کیسی محبت  
غیر شے ہے یعنی عقیدت ہی۔ رحمت و رافت کے مکہریہاں  
سب سے پڑھ کر شفیق و کرم ختمی مرتب صلی اللہ علیہ وسلم کی  
ذاتِ معیمہ کا تصویر جب قلب وہن کی سطح پر اپھرنا ہے  
تو روح میں لکھی تو انہی آجائی ہے۔ دل کتنا غمی ہو جاتا ہے  
صد قتے اس کرکیں و سعادت کے جس کی یاد سراپا یاد  
راحت اور جس کا خیال سربرتر سکیں دل و جان ہے۔

ایسا خوش ہوا جیسے سارا ماحول بدل گیا۔ دھوپ کی تیزی  
بدل گئی جسم و جان بدلتے گئے، غصہ اور بے بسی کی اموریں  
بدل گیں۔ اب کوئی حیرانی کوئی خلش کوئی جھلاؤٹ نہیں  
تھی۔ ان کی یاد جب بھی آتی ہے تھا نہیں آتی۔ بہت سے  
رنگارنگ مناظر جلوں میں لئے آتی ہے۔ مگر، طائف،  
بدونِ أحد۔ خلافتے راستین، ایمات المؤمنین۔ خصوصاً  
حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم جمع  
جیسے ایک طیارہ زمین پر پھیلے چلتے "شہر باختی" کو تیزی سے  
ٹھٹھے کر تباہ را ہمرو۔

معلوم نہیں زندگی کے عمومی سہارا میں استھان  
ٹھٹھے انسان کی یاد کا سہارا لیتے ادھی تو نہیں۔ جو بھی ہو  
تصویرات کے چیزوں میں پیدل سفر کا سارا مرحلہ اپنے ط  
ہو گیا جیسے خواب دیکھ رہے ہوں۔ خواب ہی میں یہ بھی کھل  
کر چنانہ وہ مسافر ہماری سیستہ لکڑائی پر نہیں رہے تھے۔ وہ  
بعض سایہ بھی زیر لب نہیں رہے تھے جو ہمیں بندوق قب  
سلیمی کی طرف رہے تھے۔ ان کے ششم میں ترمیم بھی مخفی اور  
استہزا بھی۔ ترمیم اس لئے کوئہ انسان تھے۔ ان میں سے بھی  
کئی کے بال پچھے ہوں گے اخیں بھی احساں ہو گا اکٹھا۔  
بندوق سے زیادہ ٹھووس ممتاز کو بھی پھٹھلا۔

بھی گھاڑی لا ہو رجاتی ہے۔ یہ نکل جائے تو اگھدن اسی فیقت  
کی راہ دیکھے بغیر حارہ نہیں۔ سماں سے اب دھوپ میں تھیں  
یا تو امر سرہی میں قام کریں یا اس کے ذرعہ اثماری کے باروں  
پر تھیں۔ جلدی سے جلدی کراچی بیٹھ جانے کی طبیعت میں بڑی  
بھی ہمروت بہتر معلوم ہوتی اور اسی بیجاتے ہم نے ملکیہ میں  
بھی تاکہ لا ہو رجھنے میں دیر نہ ہو۔

لیکن مشیت کو خاید بھر جو انا مقصود تھا میکی دور بڑا  
سفر میں خراب ہو گئی۔ دراٹیور نے نصف گھنٹہ کو شش کی کہ  
ٹھک ہو جاتے طور پر سوہ۔ اس کا کہنا تھا کہ کسی پرنسے میں  
ایک ایسا سوراخ ہو گیا ہے جسے بند کرنے کے لئے دھنات کا  
گول سا مکڑا اچاہے۔ مکڑا جنکل میں کھاں تھا۔ یہی مٹرک کے  
دوں طرف کھیت ہی کھیت ہے۔ گوارہ تھے کی جملہ اتنی  
ہوئی دھوپ دھوپ تک محلی ہوئی تھی اور دستی پٹکوں میں  
ٹوکت دینے کے باوجود بھی بچوں کو روئے دھونے سے باز  
وہ خدا ممکن نہیں ہو رہا تھا۔ وہ پسینے میں شرابوں میں اور یہ  
ہمیں بھجو یا رجی تھیں کہ گاری کا خراب ہو جانا کیا ہوتا ہے  
ران کا زخم کچھ امور سے رہا تھا۔ ہمیں اندیشے سر جھار سے  
تھے کہ گھاڑی ٹھیک نہ ہوئی تو ہمارا کیا حشر ہو گا اور کب  
تک ہمیں اس حالت پر صبر کرنا چاہتے۔

بارے اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا۔ انتقالِ ذہنی کا اس  
سے بڑھ کر فائدہ ہمیں بھی نہیں تھا ہو گا۔ نہماں نیا پیلس  
ملوکہ مقام پر ایسا فاطہ ہوا جیسے ہمیں کے لئے بنا ہو۔  
گھاڑی پل کی۔

اس باروں کو کہاں کرنا کا ہمیں پہلے سے کوئی تجزیہ  
نہیں تھا۔ ثابت ہوا کہ جنگ کی دنوں جنکوں سے گذرا کر  
بس تک پہنچنے میں تقریباً دو فرلانگ کی مسافت پیدل قطع  
کرنی لازمی ہے۔ جولائی کا پنٹا ہوادوپر، کلی دھوپ،  
سائے سے تھوڑم سڑک۔ بھوڑے نے بھی شم کھانی تھی کہ  
آج ہی سارا نور ختم کر دے گا۔ کو شش کی کہ جان قلی کی کوڑ  
میں جڑھ جائیں مگر نہ وہ اس پر آمدہ ہیں نہ پیدل ہی چلنے کے  
لائق ریتی تھیں میں وہ اولاد چارہ ہی تھیں۔ ایسے وقت

لائق ذکر ہے جو اس رہاہ میں ملتے ہیں۔ بے گوشت کی بوٹیاں اور بے گھی کا لارن سالوں میں دیکھنے میں آیے ہیں لیکن اسے آنا شہر میں شال نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا جھوٹ ہے۔

کراچی کشت سے پر کا لوٹی تک ایک خوف سادل پر مستولی رکارڈ تکمیل کیا شدہ ہے لیکن کیا شدہ ہے لیکن اس لیتے ہیں، گرشیتے ہے اسے لئے کچھ ایام سعادت مقدار فرمائیتے ہے۔ دہ سرت ناقابل بیان چہ جو والدہ گھر کو زندہ پالنے سے ہوئی۔ رہا کی ساری کلفتوں کا احساس یافتہ کا فور ہو گیا۔ محنت ٹھہر لے لگی۔ باہر کے کمکٹے میں وہ گاؤں کے سے ملک لگاتے اسی وجہ نشریت فرما تھے جس جگہ سالوں میں کئی بارہم نہ اپنیں بیکھا تھا۔ یہ عویں سی تفصیل اس لئے اہم معلوم ہوتی کہ انہیں سے گھر پڑا دہن تو کچھ اور ہی تصور لیکے پہنچا تھا۔

”اچھا یہاں بیٹے تم آگئے۔“

یہ تھے پہلے الفاظ جو سلام کا جواب دینے کے بعد انہوں نے ہمارے سر پر ہاتھ پھر لئے ہوتے فرماتے۔ ان سادہ لفظوں کی چاشنی اور اشاریت اُجھی دل محسوس کر رہا ہے۔ پھر کو دیکھ کر انہوں نے اور بھی خوشی کا اظہار فرمایا۔

ان کے پیر ان دونوں بہت متور ہم تھے۔ معلوم ہوا کہ کافی دونوں سے یہ درم بحالہ قائم ہے۔ کبھی چکم پڑتا ہے تو اگلے ہی دن اور سوا پڑ جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ گھروں نہیں ہو سکتے تھے۔ مرد اسے تکرے سے باہر کاچھ تک گودی میں لاتے جاتے تھے۔ کئی ماہ کی متراجح ترقی کرنی ہوئی بیماری نے بدن کا تمام سوت جوں لیا تھا اور پڑیوں پر بھی ہوئی چکریوں دار اکمل ظاہری صورت حلل یہ تھی کہ پیشاب غریب عویں کثرت سے آتا تھا۔ رات دن میں شاید بھی تیر ہر تین تک نوبت پہنچ جاتی ہو۔ علاج کے ذریعے اسکے کیا جاتا تو دست شروع ہو جاتے تھے دونوں ہی حالتوں میں قلب اور ضعف کی شدت تجاوز یا انہوں پر بھر جی نہماز بآجاعت کا مکن حستک الترام فرماتے تھے۔

قیام گاہ کے آگے چونکہ چوڑی مٹک ہے۔ محل وقوع ایسا ہے کہ اہل محل کے سوا دھرستے کوئی نہیں گذرتا۔ سالوں

رکھتے ہیں۔ اور استہراہ اس لئے کہ ایک لٹانگے آدمی کے کانہ سے پر لردے ہیں سکد۔ پھر کامنظر کچھ اسی ہی ہوتا ہے! بیداری کے اس خواب سے اس وقت آنکھی جیب چیلگ کے صبر آزماء حل سے گزرنے کے بعد ہم لاہور جلسے والی بن کے قریب پہنچ گئے۔ خالہاں میں پہنچنے سے قبل رخم کی مرجم پتی کر کے بامس بدیں گے تاکہ پاس پہنچنے والے مسافروں کو خون اور بیپ میں فتحر ہے پا جائے سے مکن اکے لیکن یہ بھی ممکن نہ ہے۔ اقل توں چلنے کے لئے تاریخی دوسرے چیلگ کی اٹ پلٹ سے مرجم بھی سامان میں گم ہو گیا تھا۔

چھبیس لاپور پہنچے۔ کراچی ایکسپریس اٹھ بجے چھوٹی ہے۔ میں بھولا تجویز تھا کہ گھنٹہ بھر قبل اٹیش نہ پہنچ جاؤ گاڑی میں جلوک ہیں تھی۔ لیکن جس عالی میں ہم اس وقت تھے انہیں تھا کہ تھوڑے سے آرڈ اٹسیل وغیرہ کے تیری اٹیش کا رکھ کر سکیں۔ اگر امر سروریل میں تھا نا ہو گیا ہوتا تو نہ تو اتنی درج ہوتی نہیں بے ایڈو جو کہ دہتے۔ کئی کرم فرالا ہور کے اٹیش پر لینے آئے تھے جو وہ وقت برباد کر کے کوٹھڑے گئے تھے۔

آخر کار حضرت مفتی شفیع صاحب بے صاحبزادے میان ذکی سلسلہ کے دو دفات خانے پہنچے۔ یہ صاحب زادے نگر میں کم ہونے کے باوجود ہمارے بے شکفت دوستوں میں ہیں اور یہ دستی اس قرابت داری پر بھی غالباً اگئی ہے جو ہمارے ان سے مابین ہے جو شفیع اخلاق اور دست دست فواز تو یہ پہنچے ہی سے تھے مگر آج اسکے حسن اخلاق نے جس چاہدستی اور ستدی کامناظہ ہر کیا اسے ہم کبھی نہ بھوپیں گے۔ تھوڑے ہی مدد و دقت میں انہوں نے شاید ان کھانا تیار کر کے ہوئے ساٹھ کیا اور تھریا ساٹھ سے سات بچے ہم اٹیشیں روادہ ہوئے۔ امید نہیں تھی کہ گاڑی میں جگہ میں لیکن جلدی سے جلدی کراچی پہنچے کا جذبہ صبر اور آم کی ہیئت نہیں ہے رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ مولانا حامد حسن صاحب مولوی سب سکرط پسیں کو حیران سے خیر دے ان کی مخلصانہ امداد سے پیر رکھنے کی جگہ لٹکنے پر بھروسہ اصلی ہو گ لائی تیکرہ ہیں جن کی شرافت سے اس جگہ کو ضرورت کے عطا فیض بھی جانے کا موقع عطا فرایا۔

بنیا یہ آگے کا سفر دیسے تو ان کھاناوں اور ناشتوں کے اقباب سے

بے رحمان ضروری سے مختلف اعضا کو جو شدید حصہ یہ بھی تھا اس کی تلاشی پر فوجِ حبہ کی روایتِ مخالف قویں کی طرح نہیں کہ ملکی تھیں، لیکن وجہ تھی کہ کسی مرض ہیں مبتلا نہ ہونے کے باوجود مالوں سے مستقل ضعف و نقاہت کا درفت پہنچ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ انھیں اپنی بے مثال نعمتوں سے فوازے خاز

با جماعت کا الترام انھیں پہنچی۔ یہ اس قدر خساکہ بعض مرتبہ قسم اپنی خانہ کے لئے تشویش انگیر بن جائیتا تھا۔ دیوبند کے دوران قیام میں بار بار ایسا ہوتا تھا کہ انھوں کافی تیز بخار ہے، پوری رات میں شکل ایک دلخون طسوت سے ہیں۔ تجوید بھی بیٹھ کر ادا کیا ہے۔ حوالج ضروری کے لئے قدم قدم پر کسی نہ کسی شے کا سہارا لینا پڑتا ہے، لیکن فخر کاوخت میں اور اپنی پھری اٹھا کر حسکی طرف چلتے۔ لکھاڑی رکھ لیکن ان کا اصول شاید یہ خحالہ نہ سر کے بل بھی جانا پڑتے تو جماعت کے لئے جائیں گے۔ یعنی یاد ہنس کہ شدید ساری کسے صدر و دوسرے چند مرار اتفاق کے سوا وہ بھی نماز با جماعت سے اُر کے ہیں۔ اُنکے بار ایسا بھی ہوا تھا کہ انھیں بخار میں جلتا دیکھ لیمہ نے فقر بھاری تھی۔ جو اب ارشاد فرمایا تھا۔

”بیٹے مسئلہ تھا راپ بھی جانتا ہے، جماعت کے معاملہ میں دخل ملت دیا کرو۔“

”دخل ہیں ابھی۔ یہ تکلف مالی طبق ہے کیسا یہ شکران نعمت کے منانی نہ ہوگا کہ مشرعت تو حضرت عطا فرمائے، میں یہ شفقت ہی جھیل کے درپیوں ہیں۔“ اس پر انھیں قدر سے حصہ آگیا تھا۔ فرمایا۔

”نالان تمہیں بھی طرحا ہے اخنکابن و کفران تک کام مطلب نہیں تھا۔ یاد رکھو اور حضرت کے مقام ہیں عزیمت کا درج کیں اور خانہ اگیا ہے۔ بھر خصوصی عزیمت کے مدارج بھی مختلف ہیں، بھر خضر کے لئے یکسان حکم ہیں جو شخص دوسروں کی رہنمائی تک کام کرتا ہو اس کے لئے عزیمت مأمور ہے۔“

یہ تعلیم سے نہیں کہا جاسکتا کہ الفاظ ٹھک سی تھے، مفہوم و مطوق بہر حال بھی تھا۔ روزے کے معاملے

سے یہ ہموں رہا تھا کہ مجاز مغرب اور عتمانی جماعت اسی طرک پر ہوئی۔ سجدہ قدر سے ناصل پر تھی۔ تین و قتوں کی نمازوں کو موئی اسی ہیں پڑھتے تھے، لیکن صحت سے بعد عتمانی کسکھر پر ہیدین کا اجماع رہتا اور مغرب و عتمانی کی جماعت سڑک پر ہوئی۔ ابتداء ای مقصود ہوا کرتی تھی لیکن رفتہ رفتہ بڑی ہو گئی بیانات تک کہ بعض دفعہ و جالیں یکجا سا افراد پر مشتمل ہو جاتی۔ یہ سبہ ہر دین ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ قرب دھوار کے وہ لوگ بھی ان میں شامل ہوتے جو محمد جسے عادی نہیں سمجھتے مگر ان دو جماعتوں کی توفیق انھیں ہو سکتی ہے تو فتن بھل کی حالت میں اس حد تک پہنچ کر دیکھ کر اوقات میں بھی انھیں نماز با جماعت پر لفاقت پڑتے رہتے۔

شروع مشروع میں اکثر اپنی حملہ کرنے کو یہ اجتماع پڑھتا رہا ان نماز جماعت کو پسندیدہ نظفوں سے دیکھتے تھے لیکن جب انھیں یہ احساس ہو گیا کہ یہاں اللہ و رسول کی باؤں کے سوا کچھ بھی نہیں اور بھری بھی انھوں نے تحریر کر لیا کہ اس صحیح کاہر قرآن مجید اسلام، توحش حلقوی اور بیتہ بہ خدمت کا جامعہ ہے اور ان کا شیعہ میں اخلاق اور شفقت و راستہ کا ایسا سیکھتے جس کی ذات سے اپنے بیگانے کسی کو بھی بولنا ہی اور خیر قوای ہی کے سوا کچھ نہیں ملتا تو اللہ ان کے قلوب پھیر دیتے۔

یہ اُن دنوں کی بیانیت ہے جب والد محترم صحت مند تھے پھر یہ تعاضت سے ملکر وہ ہوتے چلے گئے تو نماز خوبی اسی طرک پر ہوتے تھے۔ فی الحقیقت اُو وہ اس درجہ تھیت پر چکے تھے کہ خود حضرت کے لئے بھی سوچ لیں جا مستقل جماہدہ ہی تھا۔ چھڑا ہی کے سہاۓ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوتے ہو دیسے اکارستے تھے جیسے اب کہیے اور اب گرسے۔ پیر و نیں لغزش، جسم میں عدم توازن کی بیانیت۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں قابلِ رشک مضبوط بدن عنایت فرماتا تھا اور اُنھی سال سے گذر جانے کے بعد بھی توقع کی جا سکتی تھی کہ لکھری اُن کو ما جزا نہیں کر سکے گی لیکن چند سال قبل ہندستان میں بریل کا جو عادشاہ انہیں شآیا تھا اس نے ان کی قدر ترقی تو انہوں کو قبول از دعویٰ مفت محل کر دیا تھا۔ اس جانشی میں اتنا خون بھر گیا تھا کہ زندگی کی کوئی توقع نہیں تھی اور جملہ اُن کی

بھی جیسا عامی ملوك طریقت کے مقامات کا شور کیاں رکھتا ہے۔ ہم نہ ان بلندیوں سے باخبر ہیں جب پر اہل اللہ پرستی ہیں نہ ان مراتب سے واقف ہیں جن کا فلم کسی مرشد شیخ کے حصل مقام جانتے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ ہم نو صرف تسلیم و صفت کا خوبصوراً سالم رکھتے ہیں اور اسی کی روشنی میں کسی مرشد مطلقاً جانلے سکتے ہیں۔ ہزار ہزار شکر ہے باری تعالیٰ کا کار قرآن و صفت کی پروردی اور اسوہ رسول پر چلنے کا جز دن و شوق زندگی بھرم اپنے دال بھرم میں دیکھتے رہے دیں ہی ان آخری ایام میں بھی زندہ تھا۔ ان کی پروردی پرستی احکام شریعت کے دائرے میں محصور رہی۔ ان کا الفوف بدعاۃت سے محرز اور انہاں سنون سے محصور تھا۔ عقی جاداۃت سے ہر ٹکڑہ ان کی پوری زندگی ہی عبادت تھی۔ ایک غیر متعلق سیہ۔ ایک نماز مسلم۔

وہ تمام ایک جلوہ میں تمام ایک سجدہ  
مری بندگی میں حائل نہ تھیں نہ آستانہ  
بینیا پاپ کی بات نہیں کر دیا ہے۔ یہ اُس تماشائی کا  
اٹھاہر و اعدیم ہے جو بالغ اور ناک آئیزی سے مقدور بھرا من  
بچاتے ہوئے محاط اتراندز میں زربان ھکول رہا ہے۔ زندگی کے  
عام معاملات میں۔ کنبہ پروردی میں۔ اتفاق فی سیل اللہ  
میں۔ لین دین میں۔ صفر و تمندیوں کی دادرسی میں طلب الحسن  
رجحت اللہ علیہ کا جو تعامل اور اسوہ زندگی بھر رہا ہے اس کا مجرما  
ہر شخص بتاسکتا ہے جسے قربت کا موقع میسا را ہے۔ چند راقعاء  
افتخار اللہ آگے جل کر کر کے جائیں گے۔ اس وقت رسول  
بیان مروی طریقے کے لئے اتنا ہی کافی ہو گا کہ زندگی کے آخری  
ایام میں جو کیفیت ہم نے پیغوالو ختم کی پائی اس کی بسیار پر  
یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہیں ان کے مراتب شایانی شان  
بلند ہوں گے اور ان داشتہ و نداشتہ خطاوں کو جن سے بالکل  
محظوظ رہنا انسان کے بس کی بات نہیں اللہ غفور و حیمن نے انکو  
نیکیوں کے ذریعے حوفہ ملکر غفران و رحمت سے نوازا ہو گا۔  
ڈاکٹری طلاح سے اخیں زندگی بھرا یک طرح کا تقریباً اور  
استراز ہے۔ ان ایام کے سوا جب ان کے ذمیں جسم کو دیں کے

میں بھی انہیوں نے سترنی رخصت سے بہت ہی کم فائدہ  
اٹھا یا۔ ریل واسطے حادثے کے بعد ان کے "شیخ فانی"  
ہونے میں کوئی شبہ نہ رہا تھا۔ حق کے عادی ہونے کی وجہ سے  
روزہ کی شدت اور بھی بڑھ جاتی تھی۔ دو اوقیان کا استعمال بھی  
معطل پہچانا تھا، لیکن آخری رمضان تک کچھ نہ کچھ رہتے  
انہیوں نے ضرور رکھے۔ بس اُسی وقت ترک کرتے تھے جب  
قرت بالکل جواب دے جاتی تھی۔

خیز ذکر یہ ہو رہا تھا کہ مرض الموت کے ایام میں ظہرو  
عصر تجاعیت میں ترپڑھ پاٹے کہ ان اوقات میں ان کے  
موسیلین اپنے کارہ بارہ دنیا کی مصروفیت میں حاضر نہ ہو پاٹے  
تھے۔ لیکن باقی جماعتوں میں شرکت کرتے۔ الیا یہ کہ کسی دن  
پشاں یادستوں کی کثرت کے باعث بیٹھنے کے قابل نہ  
رہ گئے ہوں۔

بیچنے کے چند روز بعد تک ہم نے انہیں شریکِ حجت  
دیکھا ہے۔ پیروں کے درم کی وجہ سے خود خوف میں ہوئے کا  
تو کوئی سوال بھی نہیں تھا۔ گود میں لیکر صرف میں بھاگ دیا تھا  
اور خازبا جماعت کا یہ عاصی نہ جانے کے سامنے میں خازا دیکھنا  
اتھی سی بات بتائی کے لئے ہم نے بہت سی طریں  
صرف کر دیں۔ یہ شاید بعض حضرات کی نظر میں علمی اسراف  
ہو، لیکن دوستو۔ اس بات کو "اتھی سی" بت میختہو۔  
روزِ محشر کے جان گداز یاد  
اویں پریش نماز بود

نماز ایوان اسلام کا وہ اہم ترین یادوں ہے جس کی  
استواری کے بغیر پوری عمارت متحفہ کے بل اور سیہے۔ اللہ  
کے رسول نے ایک بار نہیں تحدید بار ایسے کلمات فرمائے  
ہیں کہ ان کی روشنی میں دین کا صورتی بغیر نماز کے ملکی نظر  
نہیں آتا۔ پھر جماعت بھی معمولی بات نہ بیھتے۔ یہ دو اہم تر  
واجب ہے جسے شریعت حکم نے اگ اور خون اگھلے ہوئے  
کارزاروں میں بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اللہ کے آخری یادوں  
نے خازبا جماعت کو تاب و توان کے آخری مراحل تک دا  
فرمایا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ستے کریں اور عرب کے آثار ہوئیا ہوتے۔ یہ دن تھے جب چند فقرے کہنا بھی ان کے لئے مشکل ہو گیا تھا۔ فیصلہ انداز میں فرمایا۔

”وہ وقت اور تھا۔ اب اس نئے کوچاڑو دے۔“

ان چند فقروں سے انھیں تھکا دیا تھا۔ پھر دری سکوت فرمایا پھر ارشاد ہوا۔

”حکیم اقبال صاحب تو تمہرے علاج کرو رہے ہیں تھے انھی پر جھوڑو دو۔“

حکیم اقبال کون ہیں؟ یہ بھی سنتے کی بات ہے۔ وہ اصل

سابق جماعتِ اسلامی پاکستان کے رکن ہیں اور اسی حیثیت سے چند سال پہلے رام الحوف کے ان سعد سنا نہ مرا آپ کے تھے

ان کا مطب ہر سے قریب ہی ہے۔ وقارناً فتاویٰ اکھر کے مختلف افراد ان سے علاج کرائے دیتے ہیں۔ جب میں کوئی بینچا ہوں تو والد صاحب ان ہی کے زیر علاج تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے

کہ والد صاحب کو جماعتِ اسلامی سے نظریاتی اتفاق نہ تھا۔ بلکہ یادہ سچ بات یہ ہے کہ تصوف کے بارے میں سولھ ماروڑی

کے بعض خرمودات پر انھیں خاصاً اختلاف تھا اور جماعتِ اسلامی

کے طریقِ دعوت کو وہ بعض اعتبار سے اصلاح طلب خیال فرماتے تھے۔ لیکن صیسا کا ایک حق ملکیتیں کا افادہ سے ان کا تسلیت ردا

تعصبات کی آماج گاہ نہیں ہو اکٹتا اور دوست نہیں کسی کے

سامنہ وہ غیر منصفانہ نظر نہیں ہو اکٹتا اور دوست نہیں کسی کے

کی جماعتِ اسلامی سے والد کا علم رکھنے کے باوجود وہ ان کی

حق شعاری و دین را یہ صرف نظر نہیں کر سکے۔ وہ انھیں اللہ کا ایک اطاعت شعار بندہ بھتی ہوتے ان کے علاج پر آمادہ ہرگئے اور پھر یہ آمادگی آخری سالس تک متقلب ہی فرمایا کرتے تھے۔

”علاج سنتے ہے یہ سخت ادا ہو رہی ہے۔ ایک اچھا مسلمان علاج مجھے میرے تو کیوں تم دیگا؟ اور حکیم اکثر دن کی بات کیا کرتے ہو۔“

آخری دنوں میں خود حکیم اقبال صاحب کی رائے یہ تھی کہ علاج بدلا جائے۔ میں اور میرے بھائی زیرِ نصل صاحب

ذبیت سے اٹھا کر مظفر نگے سرکاری ہسپتال میں لیجا گیا۔ مہساوس ان کی ایسی مرضی اور اختیار کا اس میں کوئی دخل نہیں تھا۔ ہمیں یاد نہیں کہ کبھی ان کا اکٹری علاج ہوا ہو۔ بیشتر لوگوں نے علاج کرتے اور ڈاک्टروں سے تقدیر بھائی۔ اس عرض الموت کے لئے نیز مر

معقدین نے بہت کوشش کی کہ کسی اچھے ڈاکٹر کا علاج ہو جائے۔ لیکن نہیں مانا تھا کہ ان کے بعض مرید ایک دبارہ اتنا ڈاکٹر کے لئے ہی آئے، لیکن یہ کار۔ ان کا تو علمی اصول اس پورے زمانے میں یہ رہا۔ نہ صرف ڈاکٹری علاج نہیں کریں گے۔ بلکہ

ایسے حکیم کا بھی علاج نہیں کریں گے جس کی دین داری اتنا تک عملی کے بارے میں حق ختن کے موقع موجود نہ ہوں۔ اُن آخری دنوں میں جب ساغریات کی تردید ڈاکٹر فخر ہوں۔ سے زیادہ باتی نہیں رہی تھی، اس کے ایک بدبتاب ہو کر ایک

بہت بڑے حکیم صاحب کو لے آئے اور انھیں نے اپنے تجویز نہ سرما یا۔ ہندو پاک میں کم ہی لوگ ہوں جسے جان شہر آنکھ حکیم صاحب کے نام نامی سے بے غیر ہوں گے۔ ان کے مخالفے کے لئے بڑی بڑی کوششیں کی جاتی ہیں اور ان کا اکھر پر بالینا تو

کارے داروں سے کم نہیں کھل جاتا۔ ہمارے خاندان کے وہ دیرینے کرم فراہم، نہیں لینا تو کجا نہیں سمجھتی دیا گیں اپنے دوا خانے سے صفت عطا فرایا کرتے ہیں اور اس وقت ان کی بلفر لفیں تشریف اوری لطف خاص سے کم نہیں تھی۔ لیکن جب وہ

والپس تشریف لے لئے تو والد صاحب نے ان صاحب سے جو انھیں لائے تھے نہ سرما یا۔

”تم میرے لئے ایسے سچے کوہاٹے ہو جسے اللہ سے تعلق نہیں ہوتا۔“

اس پر عرض کیا گیا کہ حکیم موصوف فی الواقع بہت بند اسی صاحب غلط اور بخوار انسان ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ طبقہ کی بھائیتی اتحادی صوری اعتبار سے مشرع نہ رہنے دیا ہو جاتا۔

”بھائی جب اور نقرت تو ظاہر ہی سے ہوتی ہے۔“

کم حاضرین بادگاہ میں سے بعض نے کہا کہ ہمیں پہلے بھی ایک بار ان کا علاج کر لے چکے ہیں۔ اس پر ان کے پھر سے

دو کا حصول دشوار تھا۔ ڈاکٹر موصوف نے فرمایا کہ میری گاڑی موجود ہے میں ابھی جاتا ہوں اور دواليکے واپس آتا ہوں۔

وہ چل گئے تو میں نے بڑے بھائی اور والدہ وغیرہ سے مشورہ کیا۔ یہ تو بھی جانتے تھے کہ ڈاکٹری علاج کی راہ پر ہے۔ تاہم دو وجہ سے امید ہو رہی تھی کہ شاید والدہ صورت مان جائیں۔ اول یوں کہ ڈاکٹر موصوف سرچہ ہی نہیں صورتہ بھی مسلمان ہی تھے۔ دوسرے یوں کہ تنہ کی تخلیف والد صاحب کو بہت ہی سچیں لئے ہوتے تھیں کیسی طرح افاضہ نہیں ہو رہا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ تم سب کے اصرار سے مان جائیں۔

بارہ بجھ کے قریب ڈاکٹر صاحب اپنی گاڑی میں اپس آئے اور دادا دُس کا بس نکالا۔ اس وقت پہلی بار ہمیں معلوم ہوا کہ دوسرے ان کا مقصد پلانے والا کافی کی دو اہم تھا، بلکہ اجلاش دینا مقصود تھا۔ ہم لوگوں نے ان سے سوچنی کیا کہ اجلاش تو وہ کسی قیمت پر لگوائے ہی نہیں، ہم خداں کر رہے تھے کہ آپ دیسے ہی کوئی دو استعمال کروں گے انہوں نے جواب دیا کہ دو الگ انس سے تو کچھ حال ہی نہیں چھالوں کی جڑ معدود تھے جگہ کے اختلاف میں ہے۔ بالائے سے بھی کسی نفع کی توقع مشکل ہی ہے کہ خون میں شامل ہو کر اثر انداز ہونے کے لئے دو کا ہضم ہونا ضروری ہے اور بحال میں موجودہ ہضم کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔

اب ہم متعدد اخراجات کی میں ہم برے بڑے اور چھوٹے بھائی صاحب اور والدہ صاحب والد صاحب کے پاس گئے اور عرض معرض کا کوئی اسلوب نہیں چھوڑا۔ باخیر جوڑے مفتیں کیں۔ خدا معااف کرے ہم میں سے بعض نے اُس نازار فریدہ غصتے کو بھی آزاد بھا جو شدتِ اعلیٰ کا منہر ہوا کرتا ہے، لیکن وہ اجلاش بر تیار نہ ہوتے تھے نہ ہوئے۔ صحبت کی حالت میں تو یہ ممکن ہی نہ تھا کہ وہ جملہ دین تو ہم میں سے کوئی اپنا اصرار جاوی رکھ سکے، لیکن رعجب و دقار کا یہ تجھمداد آج مشیت ایزدی کے ہاتھوں

جب بار بار حکیم صاحب کے پاس درستے تو وہ کہا کرتے کہ بھائی میں تو جو کچھ کر سکتا تھا تھا جکا۔ اب میرے پس میں چھٹیں ہیں۔ اس پر ہم دونوں بھائی موضع پر موقع والد صاحب سے کہا کرتے اور والدہ کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا کرتے کہ ابھی! فلاں ڈاکٹر اسی ساتھ فلاں حکیم ایسا ہے۔ اقبال صاحب خود یہ فرماتے ہیں کہ بعض ڈاکٹری دادا میں اسی سے وقت میں مفید رہیں گی۔ وغیرہ لک۔

جواب ملتا۔ سبیٹے دا اسیں ہماں ہیں۔ حکیم اقبال حنفی نیک آدمی ہیں بہت محبت اور کوشش سے علاج کر رہے ہیں۔ بھی بھی فرماتے۔ اور یہ ارشاد بعض مردیں کی موجودگی میں بھی ہوا۔ ”مطلوب ہمیشہ توجیہ کی راہ پر چلا، اس سکر لے ایک ہی حکیم کافی ہے۔“

گمان ہے کہ اُن کے فرمودات کو میرا حافظہ فقط بلفظ محفوظ نہ رکھ سکا ہوگا۔ جو کلمات اپنے تک میں ان کی طرف نہ سوپ کرتا آیا ہوں یا آئندہ کروں گا ان کی حیثیت و دایتِ فلسفی کی نہ بھی جائے۔ تو میری کوشش یہی ہے کہ فقط بلفظ انقدر ہو میکن بنی بر احتیاط یہی ہو گا کہ دایت بالمعنی فسرا ر دی جائے۔

ایک رات ایسا چڑا کہ میرے ایک ڈاکٹر دوست اکت کو تقریباً گیارہ بجے تشریف لاتے۔ وہ صورت اور سیرت دونوں اعتماد سے بڑے اچھے مسلمان ہیں۔ اس وقت والد صاحب کا حال یہ تھا کہ ان کی زبان میں بڑے بڑے چھالے بڑے بڑے ہوتے تھے۔ دو اور دوہرے کے چند قطیعے بھی علی سے بمشکل اترے جاتے تھے۔ بولنا دشوار تھا۔ وقت سے جو چند الفاظ بولنے کے ان کا بھی سمجھنا مشکل ہوتا۔ بہت دلت خفف سے کروٹت تک نہیں لے سکتے تھے۔ بلکہ بڑی گیلری میں تھا۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو بارہ عصیہ بھجا اور ہمان سے تمام حال عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ بھکتے چھالے فلاں فلاں وجد سے ہیں اور دادا می جاتے تو دشمن پندرہ ہی منٹ میں بہت سچھا افاقہ ہو سکتے ہے۔ اس تو پڑھ سے دل کو بڑی تصورت ملی، لیکن رات کے گیارہ بجے

لیکن یہ جسارت آمیز ارادہ فکر و نظر کی موجودی ہے  
ٹھکار کر پاش پا شہر ہو گیا۔ لکھنادی صدر مہمنجھی گانجھی کا نئے جھکھا  
گوشوں نے ان کی جسمانی بے بی کا ناجائز قرار دہنگھایا اور  
امس فیصلے کو روشنہ دلا جسے وہ آخری سانس تک سینے سے  
لگائے رہتا چاہتے تھے، ڈاکٹر کا خیال انجکشن کی سوتی جملک  
رہا تی تو نہیں ہے کہے اثر ہوئی نہ سکے۔ کیا خبرناک وہ بھجو  
نہ ہوا اور مرلیض کو صدمہ بھی پہنچ جائے۔ دیسے بھجو داؤ اور  
کی افادیت کا بڑا دار مرلیض کی ذہنی پذیرائی پر ہوا کیا تھا۔  
حال یہ کہ شب میں ایک بیجھڑا اکٹھا صاحب کی  
بے شسل مرام داپس جانا پڑا اور ہمیں ٹڑی شرمندگی  
ہوئی کہ ہماری خاطر انھیں بے وقت زحمت اٹھانی ٹڑی  
الشام اللہ العزیزان کا جری آخوت تو جمع ہے۔ انکا غلط  
جو کچھ کر سکتا تھا اس میں کوئی سکر نہیں رہی۔

(باتی)

بے بیس ٹراحتا۔ نہ زبان میں طاقت تھی کہ جھپڑ کے نہ آنکھوں  
میں صلاحیت تھی کہ جوش باطن سے شرخ ہو جائیں۔ بس  
نا تو ان ہاتھوں کی ہمیں جنمیں ہی تھی جو ہم لوگوں کے ہم اصرار  
پر ان کی قلبی ناگواری کا اعلان کئے جا رہی تھی۔ ہم نہ دیکھا  
کہ ہماری ناپسندیدہ خدا کے تیجے میں ان کی آنکھوں میں دد  
آنسو لرزے۔ اُف یہ آنسو، عزم دار اسے کی صلاحیت اور  
اسماں بے بی کی متصدی کی قیمتیوں سے لبریز آنسو، اب  
کس میں مکث تھی کہ زبان ہولنا۔

ان کے قریب سے ہر ہٹ کر ہم لوگوں نے مشورہ کیا۔  
ہم لوگوں کی دلیرشی نے یہ گستاخانہ خیال تک الفاظ کے  
سچے سچے میں ڈھال دیا کہ ہمیں نہ اجازت کے بغیر ایکثر  
لیوادیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت تو وہ دوسال کے سچے  
سے بھی زیادہ ناٹواں تھے۔ بازو میں سوتی چھونا کام ہی کئی  
دیر کا ہے۔

سفرت رسول ﷺ حدیث و سنت کے موضوع پر صرسکے مشہور صفت مصطفیٰ ابساہی کی نادرتیافت جن کا مطالعہ انکار نہ ہے  
کے اس دور میں بے حد افادیت کا حامل ہے۔ تعارف مولانا مسعود عالمؒ جیسے محقق کا خر فروہم ہے۔ قیمت سو اور دو پیسے  
مختہ بختی دیوبند

**لکھوڑ**  
**مشان فہرین کلکتی جماعت**

# رضوان

پیغمبر اکرم ﷺ کی ایسا کوچہ کوچہ کی کلکٹوٹی جماعت، سارا شاہزادہ منہجی اور احمدیہ  
بیسہ بتایا یہ کہ اس میں دوست کیجیے۔ ایک پہنچ کیشندہ کی مدد، ہمیں دو کلمہ سانکھی کیشندہ کو کہہ کر لے دیا ہے  
اوکیا خوف بیکار نہ رہو، اپنی بھرداریوں میں خلق کیوں کو اکٹھیت کر دیتی، خلق کیوں کی کامیابی کر دیتی ہے  
وہ دیکھ کر کہاں دو کلمہ سانکھ کیشندہ  
اندازی کیشندہ  
**کے علاوہ** حکم، جعلی خدیں مخوب کرنے کے لئے ایسا ہے کہ اور ہمیں پھر اپنے ملکہ ستر نہ کرو، اسی کے لئے  
ہمیں ملکہ ستر نہ کرو، اکابر قادیون جب تک ایسا ہے کہ اس سے۔

## دل کو سکون رو ح کو آرام آگیا موت آئی کہ دوست کا پیغام آگیا

# آہ جگر مراد آبادی

احیت و مروت کے ہر سانچے کے لئے پچھا پر اہم گز کوڑتہ خوشاند کے کسی بھی پیمانے کے لئے جامد پھر جوٹھ سکتا ہے گل بھیں سکتا۔

میں نے سپلی بارا تھیں جامد کے ایک مشاہرے پر غزل پڑھتے دیکھا تھا۔ لشیں بدمست خود سے بے بخ، بخ یاد ہے کہ: دیپیں شرپتھے کے بعد جب وہ اس شرپتھے میں اور تو سے علم مسلسل کی ہمکایت تھی ای تو عالم ہے تری یا دکا عالم تو بار بار اسی کو دہراتے رہے اور پھر بگیب و گل دستہ آواز میں یہ شرپتھا۔

اب دل کے دھڑکنے کی بھی آتی ہیں آواز کیجاہنے کیا ہے: دل بردا کا عالم اسے ختم کرتے اور پھر شروع کر دیتے۔ پڑھتے ہی سمجھتے ہیں مہاں تک کو قطع پڑھے بیڑا اسی پر غزل تمام کر دی۔ میشک ہنپتھے دلوں خاربی پڑھے اور اسی پیال قدر لشوون کے چکے چڑا دیئے ہیں میںک اللہ کی بیس شمار و متنیں پوس ان پر دتو اخھیں نے اپنے اس فتحی کو دہ کا فراذر بگ دیا جاؤ جمل سکھا بیڑا فراہی شاعروں کا ہلاہ اتنا ہے: دخلاتی گراہوں کی اس ناپاک دادی میں نہ کریں تھا میں جھام الحبائث کے ماروں کی عمری سیر گاہ ہے: جو فطرت صید وہ نیک آئے تھے اسے شرپتھ میلا تو کیا گر سمح نہیں کیا بھی وہ سب کو کہت پوئی انہیں نے بخواری سے کوب کر لی تھی اور یہ کوب ان کے خو گری بادا احصاب کے لئے غذاب سبق ان جانے کے باوجود نوئی نہیں۔ فالجہلہ علی ذلک۔

اہن اللہ سے کیسی عقدت اور دینی اقدار سے کسا انس تھا اس طبع کوہ ان تمام تکوں کو معلوم ہے جیسیں ان کی قربت

آج یہ خبر پرانی ہو گئی ہے کہ ارد و کاسب سے بڑا خواں گو ماہر جگر مراد آبادی اس: ارفانی سے رخصت ہو گیا۔ میکن جن لوگوں انتہائی مذاقیں اور احساس و مددان کی لطا فتوی سے نوازا ہے ان کے لئے مغل جگر کا غم دسوز آئی ہیں۔ ہیئت رہنماء نے تازہ رہیکا کیا انسان تھا۔ مولا فخر و اہمگ بجم سوز و گذاری یہ حق خارجی کا افسانہ کہنے پر آیا تو بگنی و عناقی، حسن و شہاب لکھ راشم اور غور و طلعت کی قویں قصر بھیرنا چلائیں اور جب حقیقی کے نکات درموز بیان کرنے پر آیا تو اس کی شوقی نہیں نہ سون لمیں ل کی دراں الورا جندریوں پر سوچ دیا ز کے جرایع جلا دیئے دیجرا شخت جن کی مقدس و وحی بیس روہیں سفر کرتی ہیں۔

میاں کم و بیش چھ مرتبان سے مل ہوں۔ دہ تہب پاکستان اور جاری بارہماں۔ دولا تقویں کو جھوڑ کر اتی طاقتائیں فاصی دوں رہیں۔ تھلی کے صفات اگر بخیل ہو سکتے تو ان دولا تقویں کے افغانی لوائف میسیوں صفات پر بھیل سکتے تھے۔ پھر ان کی رو ح پڑھ نہ اعلیٰ سے جو گہرا لگاؤ میرے مذاقی شاعری کو رہا ہے اس کے طبق سے تو دل بیتاب ساہرا جاتا ہے کہ اس علمیم شاعر کے ذکر بخیل میں دفتر کھا و فخر کھتا جلا جاؤں۔ دہ اس کے طریقیان کی وجہ بگھری: دہ اس کے مذاقی حال کی لطافت، دہ اس کی سپرشاری سرستی، دہ اسکار پیاڑا، گدار اور آہمگ۔ دہ سوز و ساز میں ہی رفی خاکات، دہ صحت مند رنگنی اور دھا بگر وہیت۔

گھر ہیں۔ میں دل کی بیتا جوں کا گاگھونت کر صوت فریادیہ سزیت ادا کروں گا۔ کشور عزال کا ده سرافراز شہنشاہ مرف سارہمی کی حیثیت میں خراج تعریت کا سکنی ہیں بلکہ اپنی انسانی خلائقی حیثیت سے بھی ہر اہل نظر سے خراج اٹک لیئے کا سمجھیں ہے۔ مرد، فیاضی، سرخی، عیرت، اشتراحت، دیسی، اسی در دلدار ہی کا سپرک۔ عناد و فترت سے بیزار طبعیں وحشت کا چاری

ان کی موت اس شاعر کی موت ہے جس کے بالیں پر  
خوبی کا ایک درد ایک منفرد استائل، ایک اچھوتا طرز  
اس لوب، ایک نسبے صراحتی، شدت جذبات، شاعری  
خودداری، سمجھاں جمالی سپر وی اور دعاۓ کیا کیا درد  
خالی ہے۔ انا بُلُو و انا الیه مل جوون۔

یہ سطور لکھتے ہوئے جگر کے بعض اشعار آپ سے آپ ماننے  
کی سچی را بھرتے چلے آرہے ہیں جی نہیں ماننا کہ قارئین عجل کو بھی  
ان کے لطف میں شریک نہ کیا جائے۔ مختصر و احباب فہیں ہے بلکہ  
جو بھی آپ کے آپ یاد آتے چلے جائیں اُنہیں لا ترتیب پر، قلم کے دستے  
ہیں۔ آگے کہلی "مختبر" مجر پارے کے ٹھوان سے لاحظ فڑیے۔

**جومولنا آزادو کے ذریف ماند افی حالات  
ملہ کرہ ۵ پر مشتمل ہے، بلکہ کوئی علم و مختصر پر منی اور اڑا  
کا گھینٹہ ہے۔ اسے پڑھ کر آپ مولانا حوم کی علامۃ حیثیت  
کا اندازہ کر سکتے۔ مجلد سات روپے**

**شہزادہ جہاں کے یام اسپری  
او رعہد اور نگ زب** جہنم  
اُس دور  
کی تاریخ  
جہنم  
عل کا نام  
محل کا نام

این زندگی کے آخری لمحے میں دیوار زیداں گذا رہا تھا،  
جب مغلیہ سلطنت پر ادا بار کے ادل چاہئے ہوئے تھے  
جب شہزادہ جہاں کی بڑی آنکھیں اپنے میوں کو ایک دمرے  
کے ٹھنک کا پیاسا ساد بیکھری تھیں جب ہندوستان کی سیاست  
ایک دیا مولڈڑا رہی تھی، ایک عینی شاہد کے قلم سے۔

ملات ۶۰۰ سے زائد مجلد معجمین کو رقمیت ہارہ روپے

**روشنیست** عنوان الفتاوی  
عنوان الفتاوی

از سید جمال الدین اخلاقی سورة فتح کی انفالی غیر

یمت دور پے ملکتہ بھلی دیو مندر

تل سہنے۔ میں نے کوون میں ایک عجیب طرح کی شاعری حصت  
پانی جواب سے تقریباً فھاری سال پہلے کی آخری مقامات میں  
دیکھی ہی شاداب دیاں نہ تھیں جیسے طفل مصوم کے چوخوں کا  
پاکرہ تسلیم۔ ملا لامک اس وقت ان کا پیورا ہسروںی بلند آواز سے  
بڑھا پہنچی واسطہ سارا تھا۔

مرحوم اللہ علیہ س جدہ واصعہ اپنے ادازہ کا ایک ہی نسب  
قہاری تھوڑوں کے ہزار داروں نے ادا بارہ پہرا لیا ہے  
جان بی دیدی جگہ نے آج پانے یاد پر  
غمیر کی سہی خواری کو قرار آیی گیا۔

یہکن کرنے والے اسے حقیقی قبول اور عشقی عجائزی پر بھی ملکہ کہتا  
ہے مگر جس شعر سے میں نے تحریک کا آغاز کیا ہے وہ بھی اور  
ایک اور شعر بھی ایسا ہے کہ اس کا نظری مرکز قبول حق اور عشق  
عجائزی میں نہیں ڈھونڈا جاسکتا۔

مرنے والے تجھے مرنے کا بھی کچھ ہو جائیں ہیں  
اُن کا آغوش ہے یہ سوت کا آغوش ہیں  
سیاں حیثیتیہی حیثیت ہے جو فان ہی عرفان ہیں  
مدد نظر کی تو ادا خیرت نے ساپنے میں دھماں دیا ہے، دھم کی  
گھر ایوس سے دھا ہے کہ انشراں ایسی ہدایات خانہ کو  
نواز سے اور نہیں ماند گاں کو صبر جسیں عطا فرمائے۔ شاعریت  
ہمیں اور بہت ہوں گے مگر گزار قبول کا ایسا لطف سر ہمچل  
سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ کچھ دن پہنچ کر گھٹے تھے۔

احباب مجھ سے قطع فلک کریں جگر  
اب آنتاب ریست لپ ہام آگیا  
یہکن بھی الحنوں ہی نے کہا تھا

مرستہ ک دام گر نثاری تازہ سے جگر  
یہ دیکھو کر چشم عشق نے آزاد کیا

اس سے ادازہ ہوتا ہے کہ لفظ عشق کوون کی سیچیانظری  
نے کیا کیا تیسری عطا کی ہیں۔ یا چھوٹیں کہیں کوں کی مدد و  
ادرار حلقہ قیتوں تک انہوں نے عشق کا دارگہ کریں کر دیا  
ہے جس نے کو وہ مر جسے گریٹر بھی کہا تھا  
روپی دہر کا لفڑی پھاٹکا بھے ہے۔ یہ دیکھو کر بھی تکہ را افسانہ ہے

# جگریار

وہ بعض اشعار جو حضرت جگر کی تصریت لکھتے ہوئے بے اختیار یا دلتنے چلے گئے

ادھرسے بھی ہے سا پچھا ادھر کی بھروسی کہم نہ آہ تو ان سے آہ بھی نہ پہنچی  
تری شگاہ کرم کو بھی آزمادیکھا اذ توں ہیں ہونی بھی کہم کی نہ بھی  
ٹپڑہ دل جیات پیار تو کروں اب اس کے بعد ملتا پھر ہونی بھی  
گئے قدم بھی جل جلوہ گاہ جانان میں دو پرچھتے ہی بیٹے ہم سے تباہ بھی بھوئی

کھڑری جگنی ہے دیکھیں لے دا اغظ میں اپنا جام اٹھانا پڑا تو کتاب ما

جو عشن مستبر ہے کسی کو خیر نہیں ایسا بھی حسن ہے جو بقدر نظر نہیں  
سمیگی ہزار پور غم سے مفر نہیں دریا اسی میں بندھے جاؤ کہ تر نہیں

مشت ہیکھا ہوئیں پوک سکت نہیں ہی درن چڑی کیا ہے گوشہ نقاب نکا

بنتک شہر عشن مکمل شباب ہے پانی بھی ہے شراب ہو بھی شراب ہے  
ماں وس اتفاقات کرم کیوں کیا جھے اب ہر خلاصے شوق اسی کا جواب ہے  
کوئی پڑھنے مشت میں پلے حدود ہے جذڑہ جس جگہے وہیں فنا ہے  
او مرتبت پیش کر رقص بچینک قلام شراب اسے قالم شراب ہے

اب بھی ہر تر تو فرمودے وہی بارز نیلا اپنے اڑک بندے آغوش بخت کی قسم  
اب پیغمبری بخت کا بیس ہو کر ہو میں نکاونگا ترے درج بخت کی قسم

ہنسی پھر اڑنے لگی مشت کے فسانے کی نقاب اٹھا بدل دو نہ اڑانے کی

جان کر سخلا خاصاں سخا دیجھے توں روایا ریکے جاہ دیمانا دیجھے

حکیف مانن لکھو یوکی اور ازوں شے ہجوم نامردی بھی بہت جگر کے ہے

جو تیرے عارض قیسے دوہیں گزرے بھجی بھجی ہی لمبے بلائے جان گذرے  
ہر اک مقام بخت بہت بی دلکش تھا لکھم ایں بخت بکشان لکھنے  
بھجی تو اسی ایک سخت خالک کے گروہ طوا کرنے شے بہفت آسمان گذرے  
جسے قدم ہم رہا توں کو جرأت شرق کیس ن خاطر معموم پر گران گذرے  
خطابعاف زمانہ سے پہنگاں ہو تری ناپہ بھی کیا کیا ہمیں ملائیں گزرے

میادار ناظرا بر ابھی یہ راز نہیں ہے پرداز اسرار پر دا ز نہیں ہے  
حال اک دہا بہر حجت ناز نہیں ہے خوش ہوں کمر اتم نظر انداز نہیں ہے  
آنکھی تری توہ کو شادیہ ہے جو جنم دعوت خواہیں جگہ اگن ناز نہیں ہے  
تجہاد کا ب غربت ہم خلوت خم ہے اب ابل کے دھرائی کی بھی دا ز نہیں ہے

غیروں کے تم یاد دا پنی ہی دنایا اب پچھے بھی نہیں بیاد شاید کمرے بھوئے والے لے کیا یاد

یقلا بخت عالم بھی ونان بخت عالم نہیں اللہ تریق شد انسان کیلے کام نہیں  
تھی کہ کیلے ادا دیا خاقد کر کشیر تھکنے نظر سے کام قدر کیا ہر سارے عالم اکثر  
کوئی ستراب میں طلب سکھیتے تو ایک آزاد شکریل ہی توہ ادا ز شکست ہے پر  
پی کو تو سمجھیں ہے مگر معاف نظریں لیکن حرم بگاہ ساتی ہے وہ رندہ جو در دا کشا نہیں

اپنی اپنی دعوت نکر و نظر کی باش ہے جس جو مام بتاڈا لادہ اسکا ہوگی

کسی خونرود ریس کو بھی غبڑا گل خاپہ میچن میں چلتے ہیاں بول مر جو فصل یا ار  
لچھیں تھریں ملکیں لیا کھا ریکیاں مری ملکتی ہی ایاں رہی فیض بھری جا ری  
یہ فریض جلوہ ہے میر پیر مجھے رکھدیں تھیں پہیں جم جم شکاری نظر بھیجیں لفڑیں شکاری

تری خوشی سے الگ فریں بھی خوشی نہیں یہ زندگی تو بخت کی زندگی نہ بھی

ابسیں ہوں وہ نشان کی بینا میاں جگہ اچھا ہوا وہ نہ کی مانی چلی گئی  
اونکو بکھر لئے نہ کئے زبان تک پہنچ پہنچ کی ہے اسی آنکھوں کا نہ سمجھے  
تیرے حال پر شاپ پہنچ طنز کر اپنے گسو تو زور دیکھ کر انکھ پہنچ

زندگی ہے مگر ہاتھی سبھے مرگ غیرت تری دھانی ہے  
جب سرت قریب آئی ہے غمہ نہ کیا کیا ہنسی ہڈاں ہے  
اس نے اپنا بنتا کے چھوڑ دیا کیا اسری ہے کیا رہا ہے  
ہاتھ دے سبزہ چمن کر جسے سایہ گل میں نہ ملتا ہے

سب کچھ نہ کر را وہ بخت ہے باہل خوش ہیں کہ جیسے دلوں کو نہیں پائیجے  
لکھاں جال کوئی منزل فخری ہے صد یاں لگز لگن کرنا ز سفری ہے  
اچھی ہے دل کو مقام پر دل کو گزینے اک اور بھی ہیچ گیوں غیریں ہیں شش

نظرے سین دو عالم گرا دا تو نے ز جانے کو نسا عالم دکھادیا تو نے  
ہزار جان اگر ای فنا باریں نسبت کر نہیں ذائقے اپنا پتا دیا تو نے

چھوکھ سطہ غیرت سوز جست پھونکے اب کتنی ہیں فظیر درج کے قابل مجھے

زندگی تو مجھ کو ڈالیا ملے ملک زندگی تو نے مگر  
پرداز ہر بری رونک سکا بھی بھی کوئی دیوار اٹھا

لظر فطر مشتم اگر چسیدہ پردا نفس نفس متوجہ الچہ بیگانہ

اپنا زماں اپ بلائے ہیں اول دل ہم وہ ہیں کہ جن کو زمانہ بتا گیا

جب کوئی حادث ہمکوئی مکان ہوتا ہے ذرہ ذرہ هری جانب گروہ ہوتا ہے  
سچ ہن جانی ہے فو فخر بساز ہمدا ختم جب مرکز تقدیمیاں ہوتا ہے

گھوڑا عشہ نہیں کم جوں جوان رہا وی ہے اگل گراں میں جوان رہا  
جیسی قبرتی تواریث سی ہو گیا خطا مری بلائے اگر اسرا اشیاں نہ ہے  
لطفی طبع کو لازم ہے سوز ہم ہمی طیف بند انسیں گل کا بھی دھوان رہا

کہاں تے پڑھ کے بیخا ہے کہاں تک علم دن ساقی  
گمرا سودہ انسان کا دن ساقی نہ من ساقی

آئی جب انکی یاد تو آئی چلی گئی بہقش اس اکوہ مٹاٹی چلی گئی  
اک سب سے بہت کی فضائے رسیدیں آٹا لگی بھے بھی ڈالی جلو گئی  
سی قش کا شوق تھا پتیا چلا گیا وہست اکھڑوں سچائی چلی گئی

## قرآن مجید پہنچاں جلی

پڑھوں اور ہوئی نگاہ والوں کے لئے خاص تحفہ  
نہایت روشن اور ہوئے حروف، بہت بڑے اسائز، عرب  
اور نقطہ واضح، چھپائی عمدہ۔ ہدیہ بعد دش روپے۔  
نمودہ ملاحظہ فرمائیے

## يَا إِنَّمَا التَّأْوِيلُ عَلَيْهَا

## رَسْكُهُ الْأَذْنِي

## خَلَقُهُ وَالَّذِينَ

مکتبہ تحریکی دیوبند دیوبند پی

## چراغ راہ کا سالنامہ

"چراغ راہ" اپنے نمبروں کے لئے اتنی بہت  
چیزوں کو تکلیف کر رکھتا ہے کہ اس کے سامنے  
متفصیل تعارف کی احتیاج نہیں۔  
شوقریہ سترن جواہریہ اپنے سعی  
کرنے والے اس کا طرزِ انتیاز ہے۔ اس لئے  
کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک  
درجن سالہ ابتدی سفید طوفانی حکیمتیں  
ہیں جو دشواریوں کے چراغ راہ کے  
باد جوڑے کا ساتھ۔ شیریں حاصل کرنے میں مجبوب  
مشیریں کیا کرتے ہیں۔

تمیت دشیرہ رویہ

## چراغ راہ کا اسلامی قانون نمبر

ایک تین مقامات نفسِ صفاتیں اور  
اعلمی و تاریخی مباحثت کا وہ بیشتر  
کیا ہے۔ جنکے باوجود اپنے ایسا وہ استھان میں  
کیا ہے۔ صرف پرندوں کی ایمان اور  
علاقہ نہیں بلکہ جو ایسا ہے جو اپنے پروجے سے آپ کا ادا  
19. اپنے پرستی شال کے لئے فریدون اور اس کے متعدد اپنے اپنے  
ڈاکٹر محبی محسانی

الاستاذ محمد احمد نہرہ  
مولانا بیگب العدد ندوی  
ابن خلدون  
مقیم الاحسان  
شاهد علی المژاد  
ڈاکٹر جراح و امداد کرسٹن  
سرالفسوہ دینگل  
ڈیوٹ-ڈی. سامتیلان  
مولانا حبید الغفاری  
نعت احمد چارٹ بھی منسلک ہیں۔ ڈاکٹر اقبال کی عکسیں  
مولانا زکے ملاٹ صفات پر مشتمل ہے۔ مختصر کا عکس بھی ہے۔  
الذارہ کہانی کا مستقیم ہے اسی کا نام اپنے اسی نام سے فرمائی کریں  
وہ ایک اعلیٰ گنجی ہے۔ مکمل کی قیمت صرف اٹھوڑی۔ (دشیری سے  
طلب برائی کے ذریعہ مادر دس پیارے اسلامی فرماں)

## میل کا مظاہر نمبر

میل کا مظاہر نمبر  
میل کے تعلقیں  
جماعت اسلامی کے  
دنی ورثے بعض فرمودات پر میں  
نیاز، عرض، فاتحہ اور سامع مولیٰ وغیرہ کا سب سے  
جائزہ۔ فارغین کو اس شہرہ آفاق شہریں شروع  
سے آخر کم درجہ و مفہوم مباحثت میں کے  
تمیت دشیرہ رویہ

میل کے تعلقیں  
میل کی وہ ادائی صفتیں  
کوئی خاطر فراپیکے نہیں۔ میل  
بہود مفہوم "عثمان" کی ایک میں  
سے اس قابل ہے کہ مفتر پڑھاٹتے بلکہ خود اپنے  
جلت۔ قیمت ایک روپیہ۔

# شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فرمودا

گئیں۔ وہ علم و حقل کے بھیاروں سے مت ہو کر میردان میں کوئے اور رفض و تشیع کے دلیل سے اس سے بھرپور، بسالت اور آن بان کے ساتھ لڑائے کر غلظتی پُج گیا۔ جن چیزوں نے منہاج السنۃ کو خود نہیں دیکھا اور سنیت کے درپر وہ رفض کی تقویت دینے والی روایات ادھر ادھر کی کتابوں میں شائع کر کے فیصلہ نہایت کوئی تھا این تیمیہ کے کہنے سے کچھ نہیں، بنو نام ان ریزہ جیسوں کو کون بتلے کہ منہاج السنۃ میں اکیلا ابن تیمیہ نہیں ہوں ہوا اس میں تو قرآن، حدیث، منطق، اجتہاد، قیاس، تائیق، تبریز جغرافی، استدلال، مناظرہ، سب اپنی ایسی بولی ہوئے ہیں۔ یہاں اکیلہ، کان نہیں، بھروسہ بارازارے، کون کہنے لے کر تم ابن تیمیہ کے مجرم قول کو سند مان لو، نہیں اللہ اور رسول کے سوالی کا قول سند نہیں۔ لیکن اس کا کیا جواب دیں گے کہ این تیمیہ توالہ اور رسول کے احوال ہی پیش کرے۔ اچھے خیالات و دعاوی کا اثبات کرتا ہے، وہ اسی فکر و تدبیر کے گلہ سنت سے سجا کاٹے جس کا امر اللہ نے قرآن میں دیا ہے وہ ایک ماحدیں مسٹران دحدیث اور دوسرے میں علوم عقد کا دفتر نے صلاحتی عام دیتا ہے کہ جھلکا سکو تو جھلکا اور ان براہین قاطع کرو اور تو اسکو تو تو مودا ان دلائی قطعیہ کوٹ۔

یہ بھی ملطیت کے اساس طیبین اسست جسے دے کے تھا این تیمیہ ہی یہ تصور حمل کی دار و گیر سمعی تھک، کیا امام غزالی ذکر کی جو رث نہیں کہتے کہ لعن عن تو کجا نہیں تو حسنۃ اللہ طلبیہ کیسے کامیابی ہے اور وہ ہماری دعاویں میں شامل ہے جو ہم مومنین کے لئے کرتے ہیں۔ دلیل میں قتل حسین کا گھم جیسا

مجھے معلوم ہے کہتے ہی نوگ اس عنوان سے جھلکا ہیج کیسے ردمیں جو مفاہیں اور کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں متعارض ہیج کی وجہ نظر ہر کیا گیا ہے کہ یہ شخص این تیمیہ ہی کا نام رہے جا سائے حالانکہ ایک ابن تیمیہ بزراروں میں مقابله میں جنت نہیں ہو سکتے۔ عاجز عن حق کرے گا کہ بیشکان ابن تیمیہ جمیت نہیں ہیں۔ ابن تیمیہ کیا اللہ اور رسول کے سوا کوئی بھی جمیت نہیں ہے۔ دس ابن تیمیہ بھی کوئی دھوکی کریں تو ہر زیرِ علوی بکر کو حق حاصل ہے کہ اس کو علم و حقل کی ترازوں میں قبول اس پر جرع کرے، اسے پر کے اور لائق رد پائے تو اپنے قوی ترالائیں پیش کرے ہوئے بخوبی رد کر دوست۔ میں بار بار ابن تیمیہ کا نام اس لئے نہیں لیتا کہ لوگ رعب میں آئیں اور انھیں بند کر کے بات مان لیں۔ اس لئے لیتا ہوں کہ حسین و زین الدین اور علی و معاویہ کے عنوانات سے شیعیت اور سنیت کی جو جگ جاری ہے اس کے سلسلہ میں این تیمیہ ہی وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے "منہاج السنۃ" جسمی۔ بیٹھاں کتاب لکھ کر دنیا سے منو الیا ارشیعت کی رنگ رنگ پہنچانے اور اسکے زیر ہی اخوات کا اداکار ہے میں ان سے ٹھاں میضا و حقیقت میں کوئی نہیں گذرائے۔ انہوں نے "منہاج الکرام" کے راستھی مصنف کا رد کیا۔ پوری شیعی آئیڈی یا الوجی اور راضی اور سنیت کے تاریخ پر دیکھ کر رد کھیسیے۔ انہوں نے ایک ایک مسجد ہجر دروازے کی لشائی ہی کی اور عقل و نقل کے دریا بہادر ہے۔ انہوں نے منفق و مشتبہ ہر ہجتو سے اتنے دلائی دیئے، لیکے براہین کا نبار لگایا کہ دوست دھمکن کی آنکھیں کھلی

معادیہ کا شکار کر رہے ہیں جو حضرت رسول کا سبھی بلا اور بھائی  
حصار صفائیت توڑ رہے ہیں جو مسلمانوں کے  
شیعی پروپیگنڈے سے خواس باختہ ہو کر رہ گئے ہیں۔  
لمبی آنکھوں جو جائے دیکھئے۔ فی الواقع میر سعید شیخ نظر اس سے  
زیادہ کچھ نہیں کہ منہاج السنۃ سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے  
کچھ فرمودات نقل کر دوں۔ مگر یہ رہا ہے کہ بعض وہ لوگ بھی  
جو ابن تیمیہ کی رفعت و عظمت کا انکار نہیں کر سکتے ان کے چند  
فقرے نقل کر کے ایسے خیالات ان کی طرف منتسب کر دیتے  
ہیں جو فی الحقيقة ان کے خیالات نہیں جوستے بلکہ یہ فکار  
ایسی زبان ان کے نام میں ڈال جاتے ہیں۔ اس تجھ صورت میں  
کا علاج اسی طرح ہو سکتا ہے کہ حسین و زید کی بحث سے متعلق  
منہاج السنۃ سے اتنے بڑے بڑے پھرے جوں کے توں  
نقل کر دئے جائیں کہ شیخ الاسلام کا مسلک و موقف مکمل کر  
سائنسی آہنے اور اصحاب غرض کے لئے دیسیں کاریوں کی  
گھنائش تر رہے۔ واللہ التوفیق ۶

ہو سکتا ہے کسی جیسا میعادنیتی کے کچھ باتیں ایسی بھی  
کبھی ہوں جو ابن تیمیہ کے خیالات سے کہیں کہیں نکلا جاتی ہوں  
یا اس حد سے اسے کی خبر لا تی ہوں جس حد تک ابن تیمیہ کے  
ہیں تو اس کی ذمہ داری اسی کے سر بیے، وہی مسول ہو اسی  
سے پوچھا جائے کہ تمہارے دلائل کیا ہیں۔ آپ توفی فی الحال  
ابن تیمیہ کے ارشادات خود سے ٹھہرے اور پھر ان وہ مولود  
کتابوں کی گہرائی ناپیے جن میں شاعرانہ قسم کی محدث حسین  
اویس ملک کی تخت کہیں کی ایت کہیں کار و راجح کر کے سبق  
زید کی بیان بنا لیا گیا ہے، اور یہیں بر ملا، کہیں دھکے کچھ بیانات  
فریبا گیا ہے کہ ایک معادنیتی نہیں ہتھیوں جوابیہ کی ایک جزوی  
لکھیں زید کو دی میں اگر ہو گئی۔ و نعمود بالش من ذلك ۷

یہ المیہ بھی ایک تاریخی انجمن سے کم نہیں کہ جن باطل  
خیالات و عقائد کو ابن تیمیہ نے قال اللہ افضلی کہہ کر بیان  
کیا تھا اور پھر اہل حق کی طرف سے ان کا دنہاں شکن جوابیہ  
دیا تھا انھی میں کے بعض خیالات و عقائد کئے ہی تراز عالم  
حق اور اعیان الی سنت کی طرف سے لشکر ہو رہے ہیں اور یہ عالم  
بادو حمیمی الخیں لوگوں میں شامل ہو جاؤ جو زید کی آڑ میں

تھے اس سے خوش ہوا، لہذا اس سے بدگمانی بھی جوں بھنی جائے تو  
یہ کھلکھلہ تاریخی کے خلاف ہے۔  
کیا ابو بکر بن العسری کی العواصم من القواعد  
میں آنکھیں دیکھئے کہ کس طرح خرافات رفع کا رد اور کس  
شدت سے معادنیتی کے مرقب موالیہ کا اغاثت کیا گیا ہے۔  
کیا تمہارے خردیک چیزیں تاریخی تاریخیں کوئی اہمیت نہیں  
وحقیقی کو معایب کی کثیر تعداد نے زیر یاد کی بیعت کر لی تھی اور اس پر  
تابت قدم رہے تھے، حق کہ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کے  
بلند مرتبہ میںے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم  
لئکے بیعت فرمائی تھی جو ابتداء بیعت میں شامل تھے  
کیا تم اس مسئلہ تاریخی دلتے کو کوئی وقعت نہ دو گے  
کہ زید کے بارے میں حق و غور کی داستانیں بیان کر کے  
عزم بغاوت ظاہر کرنے والوں کو حضرت علیؑ کے بھائی  
حضرت ابن الحنفیہ نے کسی تنبیہ کی تھی، کس قطعیت کے  
ساتھ فرمایا تھا کہ زید کے پاس توں احتیا بیتھا رہا ہو۔ آ  
تو خوب جانتا ہوں اس میں ایسا کوئی عجیب نہیں وہ تو نمازی  
ہے، دیندار ہے، اچھے کاموں کا شاہن ہے،  
کیا انس بن مالک ۸، جابر بن عبد اللہ ۹، زید بن ارقم ۱۰  
بن سعدا در مسجد فرقہ جیسے اصحاب رسول کا زید کو نہ فخر  
نہیں تسلیم کر دینا یا کہ: ۱۱ کے تینیں میں شامل ہو جانا تھا اسے  
وحدت ایام تو نہ بھجو اشا، و نہیں ۱۲ پیا کہ زید کے حق و غور اور  
شفاوات و دنامت کے اضافے بعد میں حضرت لکھنے کیں ورنہ  
رسول اللہ کے بہت سے صحابی جن کی عظمت و مرتبت  
اہل سنت میں ملکے اور جن کی روانیں صحاح کی جان میں  
ایسے گئے گذرے تو نہ، ملکے تھے کہ ایک سیاہ کار نوٹے  
کے واقعہ میں ابھی زید اور رسول اللہ کے مالی مرتبہ  
نو اسے پر خوشی سے مظلومیت کا یہاڑوٹ جانے دیتے  
اتا کچھ بھی اگر یہ ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے  
کہ حق زید کو اجتماعی عقیدہ کہتا ہے کہ ترک ہے اور ایسا  
لکھنے والے خاتم کے ساتھیے رحماء مذاق کو رہے ہے میں تو  
بادو حمیمی الخیں لوگوں میں شامل ہو جاؤ جو زید کی آڑ میں

وكان خروجه وقتله من الفساد والمردكين ويحصل  
لوقوع في ميلاده فكان ماقصدة من تحصيل الخير ودفع  
الشر لمحصل منه شفوي بيل شداد الشر محظوظة  
ونقص المذير بذلك وصار سبباً الشر عظيم وكم  
قتل الحسين مما واجب القتل كما كان قتل هاشم مما  
واجب الغتن (وهذا الكلم) مما يدين ان ما صرحت  
صلوة الله تعالى عليه وسلم من الصار على حرمها ائمه  
وترك فتاوىهم والخ واج عليهم هو اصلهم الاموال العامة  
في المعاش والمعاد وان من خالق ذلك متعبد  
او مخططاً لهم يحصل بفعله صلاحهم بالفساد ولهن  
أشلي النبي صلى الله تعالى عليه وسلم على الحسر  
يقوله ان انجوا هلاكهم في يصلح الله به بين فنترين  
عظيمتين من المسلمين ولم يكن على احد احتمال  
في فتنته ولا يخرج على الائمة ولا ينزع يد من  
طاعة ولا يمقارنه الجماعة واحاديث النبي صلى الله  
تعالى عليه وسلم الثابتة في الصريح كله  
تدلل على هذه ا-

### ترجمہ :-

اور اسی لئے جب حسین رضی اللہ عنہ اس پایار پڑھا  
عراق کے پاس جائے کا ارادہ کیا کہ انہوں نے بہت سارے  
خطوط لکھے تھے تو ابن عمر اور ابن حماس اور ابو بکر بن عبد الرحمن  
بن حارث، بن ہشام وضی اللہ عنہم جیسے متازین اہل علم  
مشورہ دیا کہ آپ مقابله کرنے نہ ہیں۔ ان حضرات کو فرمایا  
گیا تھا کہ حسین رضی اللہ عنہ قتل کردے چاہیے۔ حقیقتی کہ ان میں سے  
بعض نے یہ الفاظ کہے۔

"اے مغلتوں! ہم مجھے اللہ کے پروردگر ہیں"۔

اور بعض نے کہا اگر یہ ادبی نہ ہوتی تو ہم آپ کو ٹھہر  
پر محجور کرتے اور خروج سے روکتے۔ اس کہنے سے ان کی نیت  
غیر خواہی کی تھی کہ وہ خود حسین رضی اللہ عنہ اور عماز المسلمين کی  
یکھلائی پاپ سمجھتے۔ اور خدا اور رسول ہیں جیسا کہ حکم دیتے ہیں  
نشاد کا نہیں۔ لیکن انسان کی رائے کبھی صحیح ہوتی ہے کبھی غلط

ان کے حجہ میں ابن تیمیہ کے نزوات نقش کر رہا ہے۔  
ابن تیمیہ آج ہوتے تو سریع پیش لیتے۔  
خیر منہاج المسترش کیس نسخے میں اقتباس ہے  
یہاں ہوں اس کا الفصیل تعارف یہ ہے  
الطبعت الاولی بالطبعۃ الصکوریۃ التیاریۃ  
بیوکان مدرس المحمدیۃ سیداللہ عجمی ربان القصرۃ  
جلد ۲ کا ۲۷۳ حکومت۔

ابن تیمیہ پہلے بتاتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضید  
بن المیت۔ علی بن احییٰ۔ حسن لصری۔ علقی بن عییہ اور  
مجاہد وغیرہم نے خروج اور قتال فی الفتنة منع فرمایا ہے  
اور اس پارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ثابت شد احادیث  
بروی ہوئے کے باعث اہل سنت ترک قتال کو ایک طے  
شرطہ فیصلہ قرار دیتے ہیں اور ان کا یہ خیال ہی نہیں  
ہے بلکہ اسے دہ بطور حقیقتہ بیان کرتے ہیں اور تم کیش ہاتھا تو  
کسکے جزو قلم پر صبرا اور ترک قتال کی تلقین کرتے ہیں۔ اور اس  
شخص کی نظر رسول اللہ کی احادیث صحیحہ تراہتر ہے۔ اور  
اہل نظر کا ساتھ فکر کر کتنا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اس پارے  
میں بہت سی نصوص فاردوں۔ آگے

ولہذا manus اد الحسین رضی اللہ عنہ ادنی یخراج  
المل اهل العراق لاماک انبوہ لکننا کشتیۃ اشارہ علیہ  
اقاضی اهل العلم والدین کا ابن عمر وابن عاصی  
دای بیکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن شام ان لا  
یخراج و خلب علی اظنہم رانہ یقتل حق ان بعضہ در قال  
استیہ علیک ۱۰۰۰ من قتبل و قال بعضہ حربہ لاشناعہ  
کھسکتیک و میختلا۔ "ان الخروج و حربہ لاشناعہ  
اصحیحة طالبین مصلحتہ و مصلحتہ المسلمين واللہ  
و رسولہ اندیا اصر بالصلاح لا بالفساد لکن الرسأی  
یصیب و میظی اخیر فتبین ان کا مرعلی ماقاله اونک  
اذکرین کی ایک اور مصلحتہ لا فی دین ولا فی دنیا مل  
تمکن ادیاث الظائمه الطذاع من سبط رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق قتلہ و مظاہما مشہد ا

وقد ثبت فی الصحيحه عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلمو ائمہ قال من جاءك هر کھرام کھر علی سرجان واحد بیرون ان یعنی جماعتکم را قتلوا و قالوا و الحسین جاء و امر المسلمين علی سرجان واحد فاسادان یعنی جماعتکم را قتلوا بعض هؤلاء هواول خارج خرج فی الاسلام علی ولاتهم الامر والظرف الاعذر قالوا میں کان هو الاماں الواجب طائفۃ الرذی لایمددن امہ من امہن الایمان الکاذبہ ولا تصلی جماعتہ و اتھمھ ملة الاتھلوف من یوالمیہ ولا یجعی صد عد والایاذن و تحوذ لک رولا اما الوسط) فهم اهل المسنة الدالین لا یقولون هدا دلا هدنا ابل یقولون قتل مظلوماً شہین او لم یکن متوفیاً امرا الامم و الحدیث المدن کو رولا یتناوله فانه لم یایلنه ما مخل با بن عمه مسلم بن عقیل ترک طلب الامم و طلب ان یعنی هبی ای بیزیلہ والی التغرا و الی بسدر ک فلم یکن کو و طلبو امنہ ان یبستاثر لہم و هدنا لہمیکن واجب علیہ۔

### ترجمہ :-

اور قتل حسین رضی اللہ عنہ کے باہم سے میں لوگوں میں تین گروہ ہو گئے ہیں۔ دو جماعتیں کے طرفداروں کے اور ایک دوسری ایک گروہ کہتا ہے کہ حسین بجا تسلی کئے گئے۔ کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے اخداد کر پارہ کرنے اور جماعت میں تلفیزہ لئے کا ارادہ کیا تھا۔ رسول اللہ نے یا سنا و یحیی ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ پر تمہارے پاس یہ ارادہ بیکاری کے تھے میں تقریباً ایسے دو خالیکہ تمہارا نظام حکومت کسی ایک شخص کے زیر امارت آچکا ہوتا ہے قتل کر داؤ۔ ذکر کردہ کہتے ہیں کہ حسین پر یہ حدیث بالکل مادق آتی ہے۔ وہ تقریباً فرمائیا کہ اتنے حا الائکر زمام امارت ایک شخص کے ہاتھ میں آچکی تھی۔ اس گروہ کے بعض لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ حسین ہی دوچھپے خروج کرنے والے ہیں جنہوں نے اسلام میں والیوں کے خلاف خروج کر دیا۔

وہ اس اثہرا پسند گروہ کہتا ہے کہ خود حسین ہی ایسے

اجام کا رظا ہر ہو گیا کہ رائے اتحی لوگوں کی درست تھی جو خرمج سے روک رہے تھے۔ کیونکہ خرمج نے کچھ بھی فائدہ نہ مکالہ دریں نہ دیکھا۔ اتنا فقصان یہ ہوا کہ سکدل علموں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے پر قابو پایا۔ یہاں تک کہ انہیں حالت مظلومیت میں شہید کر دیا۔ اور حسین رضی اللہ عنہ کے خروج اور قتل سے لیے فادر نے جسم لیا کہ اگر حسین رضی اللہ عنہ اپنے شہر میں بیٹھ رہے تو یہ فادر جنم نہ لیتا۔ کیا شکر ہے کہ آپتے حصول خیر اور دفع شر کا جواہر ادا فرمایا تھا۔ اس کا ادنیٰ حضر بھی حاصل نہ ہوا بلکہ خروج اور قتل کے نتیجیں ستر اور بیٹھ گیا اور غیرہ میں کی آگئی اور یہ خرمج و قتل شریعتیم کا سبب بن گیا قتل حسین رضی اللہ عنہ ان امور میں جو فتنہ کو ناگزیر نہیں بنتیں جسیکہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ نے قاتلوں کا دروازہ ہکھوں دیا تھا اور بیکی سب کچھ دھی دھی کی خروج اور قتل کے نتیجیں ستر اور بیٹھ کی خرافت کی دلیل ہے اور اخڑ دلیل ہے اس کی خلاف کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الحکم کے حلم پر صبر کرتے۔ ان سے فصال نہ کرنے اور ان کے مخلاف بغاوت سے بازہ بننے کا جو حکم صادر فرمایا تو یہ بحفل کی دنیا دی اور اخڑ دلیل ہے اس کے نتیجے زندگوں کے لئے سبک تریادہ صلاح و فلاح کا حاضر ہے۔ اور جس نے اس کمکنی خلاف و دریکی چاہے قصداً یا سبتو اس کے فعل عمل سے کچھ بھی بھلانی ظہر میں نہ آئی بلکہ فتنہ و فدا پیدا ہوا۔ اسی لئے اللہ کے رسول نے ایسی قول حسن رضی اللہ عنہ کی تعریف کی ہے کہ ”میرا یہ بیٹھا سردار سے اور عقربیس اس کے ذرعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دعظام حما عقوب کے درمیان صلح کر لے گا“ اسکے بخلاف حضور نبی کی بھی تعریف اس فعل کے نتیجہ میں کی کہ وہ فصال کرے کافی فتنہ میں یا خروج کر لیکا اگر پر یا الطاعون امیر سے نکل جائے کا یا جماعت سے کلت جائے گا۔ اور رسول اللہ نے جتنی بھی حدیثیں بردایا تھیں صیحہ ثابت میں سب کی سب اسی پر دامتکرتی ہیں۔

### پھر ص ۲۷۶ و ۲۷۵ پر فرماتے ہیں

و حصار الناس فی قتل الحسین علیہ اللہ عنہ شدۃ احمداف طرقین و وسطاً اهل الطریقین یقول انت تقتل بحق فلان دارا ای دلیل شفیق عدہ المسلمين یعنی الجما

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کان مخصوصاً بالوسیطہ  
وفیہ ایضاً عن ابی نعیم قال سمعت ابن عہد و سال  
سرجل عن الحسن یقتل الذباب فقال يا اهل العهاد  
تسأونی عن قتل الذباب وقد قتلتها ابن بنت  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال الشیخ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هم اهانتی من الدین  
وقد روى باستاد مجھوں اُن هن کان قد ایزیب  
وان الراس حسن المیہ و ائمہ ہو الذای نکت علی شبابی  
و هن امعرافہ لحریثت فقی الحدیث ما یدل علی  
ائمه کذب قان الدین حضر و انکتھ بالقضیی  
من الصحابة لم یکو فی الشام و انما کانوا بالعلم  
والذی نقله غیر واحد ان یزید لم یکریب  
الحسین ولا کان له غرض فی ذلك بیل کان یختالا  
یکرمہ و یعظمه کہ امر کیا یزید لک معاوية ہے  
عنہ ولکن کان یختناساً و یختلف من الولایۃ  
علیہ قلماقلام الحسین و علم ان اهل العهاد عی  
ویسلیون بطلب ان یرجح المیہ او یرجح الائی  
او یزید ہب المیہ فمتعورہ من ذلك حقیقتی است  
فقاتلوا حتی قتل مظلوماً شهیداً رهنی اللہ عنہ و  
حضر قتلہ لما یبغی یزید و اهلہ ساءہ هم ذلك  
و یکھوا على قتلہ و قال یزید لعن ائمہ ابن مرج  
یعن عبید اللہ بن زیاد اسا و اللہ لوکان بدی  
و سین الحسین رس حرم لما قتلہ و قال کنت اسرار  
من طاعة اهل العراق بیداون قتل الحسین و  
جهن اھله پا احسن الحجہ اذ اس سلہ حملی المیہ  
لکنہ عزیز ذلك ما نتصنیع الحسین ولا امریکیل قاتل  
و کا اخذ بشارہ و اماماً ذکرہ من سبیل نسائیه  
الدوسرا یکھم فی الدیدان و حملہ حملی الجی  
بغیر اقتاب فهمذا کذب و باطل ما سنبی المیہ  
ذلك الحمد هاشمیتہ قطہ و لا استحلت امر  
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبیل

واجب الاطاعت امام محمد جس کی ذات سے امور ایمان کا الفلا  
ہوتا ہے اور جماعت میں تمام نمازوں اور نماز جماعتی شخص کے  
پیشے پڑھی جاتی ہیں (ص) امام ہو اور دشمن پر جہاد کی بغیر  
اس کے علم کے نہیں ہو سکتا۔ وظیفہ ذلك -  
تمیرا در میانی گروہ - جو فی الحدیثت اہل سنت کا گروہ  
ہے۔ ان باقولیں سے کوئی بارت نہیں کہتا بلکہ وہ کہتا ہے  
جیسی مظاہم قتل کے لئے اور شہید ہو سے۔ لیکن وہ اصرحت  
کہ متولی نہیں تھے۔ اور خود کہتے ولے کو قتل کر دینے کے  
مکمل پر مشتمل مذکورہ حدیث ان کو شامل نہیں ہے کیونکہ جب  
انھیں یہ مطلع پڑھی کران کی جو ارادہ بھائی مسلم بن عقیل کے  
ساتھ کیا معاامل کیا گیا تو انھوں نے خلافت کا ارادہ ترک کر دیا  
اور یہ مطالبه کیا گیا کہ ان کو یزید کے پاس یا کسی سرحد پر لے لئے  
شہر کی طرف جائے دیا جائے جس کا ان لوگوں میں ان لوقع  
تدریاً اور ان سے مطالبه کیا کہ خود کو بھاری قبیلی بناوے اور یہ (یزیدی  
بن جاتا) ان پر واحبہ نہ تھے۔

### اس کے بعد مزید فرستے ہیں ص ۲۷۸ و ص ۲۷۹

والذین نقلوا مصروع الحسین سرا و الشیاء  
من الکذب کما زادوا فی قتل عثمان و کما زادوا  
فیہ بیاد تعظیمہ من الحوادث و کما زادوا فی المظاہر  
والغتوحات و عنیز ذلك والمضقوفون فی انحصار اهل الحسین  
منھوں ہو من اهل العلم کالبغوی و ابن ای الدین  
و عزیزہما و مع ذلك فیہما یروون اثاثاً منقطعہ  
و امور باطلة و اماماً یرویه المصنفوں فی المصح  
بل انسداد فالکذب فیہ کثیر و اذی شیء شیء فی السیخ  
ان الحسین لما قتل حمل سرمه کی قدم عبیدیہ  
بن زیاد و ائمہ نکت بالقصیب علی شایاہ و کان بال مجلس  
نفس بن مالک رهنی اللہ عنہ وابیرزی از رسولہ  
فی صحيح البخاری عن محمد بن سیرون عن النس بن  
مالک رهنی اللہ عنہ قال ائمہ عبیدیہ بن زیاد  
بواسیں الحسین فجعل فی طست فجعل نیکت و قال فی  
حسنہ شیء افضل انس کان اشیوه حمر برسول اللہ

ہاشم قطب۔

ترجمہ:-

اد رحیم کا واقعہ تھا کہ نقل کرنے والوں نے اس طرح بہت کچھ دروغ و افتر کا اضافہ کر دیا ہے جس طرح قتل عثمان کے بارے میں کہا تھا اور جس طرح عالمی تغیرات کے موقع کی روایات میں کچھ بالوں کا اضافہ کر دیا ہے جن سے حسینؑ کی عظمت قائم کرنا مقصود تھی اور جس طرح کہ منازی اور فتوحات میں لوگوں نے اضافہ کر دیا۔ دیگر لکھ اور قتل حسین کی خبر میں بیان کرنے والے مصنفوں میں اگرچہ غیر ادبی ادراک میں جھپٹے اہل علم بھی میں لیکن اسکے باوجود ان کی مردوں کی روایات میں کہیا گیا کہ عاصی ہیں اور ہامل امور میں ہیں۔ رئے وہ عام مصنفوں جنہوں نے اس المسیہ کے پاسے میں سے سند روایتیں اڑائیں ہیں ان میں تو جھوٹ بہت زیادہ ہے اور جو کچھ صحت کے ساتھ ثابت ہے وہ صرف یہ ہے کہ جب حسین قتل ہو گئے تو ان کا سر عبد اللہ بن زیاد کے سامنے آیا گیا۔ اس نے ان کے دانتوں پر چھپی سے ٹھوٹ کامارا۔ اس موقع پر انس بن مالک بھی اور ابو زہرہ اسلامی بھی موجود تھے۔ پس صحیح بخاری میں محمد بن سعیدؓ کے حدیث میں کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حسین کا سر این زیاد کے سامنے لا یا گیا تو اسے طشت میں رکھوا گیا اور زیادے ٹھوٹ کامار نے کی جرمت کی اور آپ کے حسن کے بارے میں کچھ مذمت اخیر رات کی تو اس پر انس نے کہا کہ حسین اور سب سے زیادہ رسول اللہ تعالیٰ طیب وسلم سے صورتی مشابہت رکھتے تھے۔ اور حسین اس وقت دشمن کا خصماً لگائے ہوئے تھے۔

اوہ اس مسلمہ میں افہم تر روایت ہے کہ میں نے سن لی ہے کسی شخص نے ابن عمر سے پوچھا کہ احرام ہاندھنے والا ممکن ہا۔ مسک کہے یا نہیں؟ ابن عمر نے بگو کہ فرمایا۔ اسے ایل عراق نے مجھ سے بھکھی مارنے کا مسلک پوچھتے آئے ہو۔ حالانکہ یہ ہو روز رسول اللہ کی صاحبزادی کے میلے کو قتل کر چکے ہو جا لگکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین کے بالسینہ میں فرمایا تھا۔

سلہ ثالثاً مہندی کی طرح کا ایک درجت ہوتا ہے۔

وہ دو قوی دنیا میں سے ہی رکھتے دیکھوں ہیں۔ اور جو جہل استاذ کے ساتھی ہاتھ بھی روایت کی گئی ہے کہ یہ لفظ نزید کے ساتھ بڑی تھی اور یہ کہ یہ سر حسین کا اندر اصل نزید کے تائی ہوا تھا اور اسی نے دانتوں پر چھپری مارنے کے وقت جن صاریح کی موجودگی تائی جاتی ہے وہ شام میں تھے ہی نہیں (جہاں نزید نہیں) بلکہ عراق میں تھے (جہاں ابن زیاد تھا)

اور جو بات ایک سے زیادہ را دیوں سے منقول ہے وہ یہ ہے کہ نزید نے قتل حسین کا حکم دیا زیر اس کا مطبع نظرخ پلکنے والے تو حسین کی سکھی تظمیم جاہتا تھا یعنی اس کے با پس معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا حکم دیا تھا۔ البنتہ یہ بھی وہ چاہتا تھا کہ حسین حصول خلافت کی کوششوں سے رک جائیں اور خروج رکرس۔ پس جب حسین آگے بڑھتے اور جان لیا کہ اپنے عراق ان کو سو اکر بیٹھے اور دیکھ کر نزید کے پھر دکر دیں گے تو خواہش کی کریا تو مجھے نزید کے پاس جاتے دیں، یا اپنے شہر فٹنے دیں، یا سرحد پر جانے دیں۔ حریفیتے ان میں سے کوئی بات نہیں مانی اور کہا کہ پہلے خود کو ہماری حریاست میں دیدو دیکھ رہات ہو گی، اس سر حسین نے مقابا کیا اور بھاٹ مظلومی شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

اور قتل حسین کی خرب نزید اور اس کے گھر والوں کو ملی تو انہیں صدر مدد جو اور دوڑھے گئے۔ اور نزید نے کہا کہ الشکل لمعت ہوا ہن مر جانہ لیجنی عبد اللہ بن زیاد پر خدا کی خصم اور حسین اسکے رشتہ دار ہوئے تو وہ اکھیں قتل نہ کرتا۔ میں تو اپنے عراق کی اطاعت سے بغیر قتل حسین کے بھی نوش ہو سکتا تھا۔ اور اس نے حسین کے باقی ساتھیوں کو عمدہ ساز و سامان دیکھ دیں مگر نہیں بھجوایا۔ لیکن ان امور کے اد جو نزید نے حسین کی طرفداری نہیں کی ان کے مقابل کو قتل کرنے کا فرمان ہماری نہیں کیا اور ان کی طرف سے کوئی برداشت نہیں لیا۔ مگر اس میں بھی شک نہیں کہ وہ تمامیں دفعہ دانتراویں جو اس مسلطہ میں کہی جاتی ہیں کو نزید نے اہل استاذ

نیز اس نے (بزرگیت) ابن الزیعری کے مندرجہ ذیل اشعار بھی تذیل اپنے حصے تھے۔

”کاشش کہمیرے دہ بندگ جو میرے میں موجود تھے اُنکو ختم کرنے نیزروں کی مار سے خود کیتے۔ سراسید اور خوف زدہ ہیں۔ بہت ان کے اعلیٰ درجے کے صرداروں کو مار دالا اور بدر کا پورا پورا بدلہ لے لیا۔“

یہ دلوں ہی قول ریعنی غیر جو لوٹھنی بڑی کا ادا س کے لفڑی و نقاچ کا، اتنے نکلا میں کہ مرد ہو شہزادان کے بطلان سے واپس ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ نبی پیر مسلمان بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ اور دنیا دار خلافاء میں سے یک خلیفہ تھا، نایا اپنا دولیسا کے

### ۲۵۶

(واما الحدیثہ مرواه) ان قاتل الحسین فی تابوت من ناس علیہ نصف عذاب اهل الناس وقد شدت بیاد و سرجلہ بسلسل من نار یکنس فی الناس حقیقتی یقنز فی قصر جہنم ولہ سریع یلتعود منه اهل الناس الی سریعہ من شدۃ شن سریخہ و هو نبی ہما خالد الی آخرہ فہذا احسن الحادیث السکذا یاين الذين لا يستقيون من المخافنة فی الكلب علی سر سول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فهم یکون علی واحد نصف عذاب اهل الناس و یقدّس نصف عذاب اهل الناس و ابن عذاب آئل فرعون و آئل المائدة و المتفاقین و سائر الکفار داین قتلہ العذیباء و قتلہ انسا یقین اکا دلین و قاتل عثمان اعظمر ائمہ امن قاتل الحسین فہذا العذلوں الرائدا بمقابل یغلو الناصۃ الذين یعنیون ان الحسین کان خارجیا فانتہ کان یجوز قتل المقو لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اتاکم و هم کم علی سر جل واحد بیریان یضرق جماعتکم فاضر بوا عحقہ بالسیف کائنا من کان سریعہ مسلم و اهل السنۃ والجماعۃ بیرون عن ہو رع و ہو رع و یقولون ان

خاتمین کو قید کر لیا۔ اعیسیٰ شہروں میں سرگواران بھرا یا اور اوٹوں پر بغیر کچوال دل کے بھرا یا۔ یہ سب بھوٹ اور انھرے سے الحمدلہ کہ ماٹھی عورتوں کو قیدی بنا لیئے کی حکمت مسلمانوں نے کبھی نہیں کی اور نہیں ماٹھم کو قلام بنانا امت نے کبھی حلال فشر اور دیا۔ (خط ۲۳۶ و حکم ۲۳۷)

الناس فی بیزید طحان و سلط قوم یقتفلون انتہ من السخاۃ و من الخلفاء الراسیش میں المهدی اوسن لانتہیاء و هذہ اکلہ بالحر و قوم یعتقدون انتہ حفار میقات فی الباطن و انتہ کان لہ قصص فی اخلن شام کفار اقصی بہ من اهل المدینہ و سبیقی هاشم و انتہ الشیش

لابدلت تلک الجلوں والہرفت تلک الرؤس علی ربی جایرو فی نعم الغواب نقلت سوادلا تلک فلقد قضیت من النبی دینی وات ما تمثل بشعر ابن الزیعری

لمیت اشیانی بیدار شہر و جزع الخزرج من و قبور اسیں قد قتلہ القرن من سادا ہر دعا للناہ بیدار فاعتدل و کلاد الفوینیں باطن یعلمہ بطلانہ حصل عاقل فان السجل ملک من ملوك المسلمين و خلیفۃ من الخلفاء الملوک لا هذہ ولا هذہ

ترجمہ :-

بیزید کے پارے میں تین طرح کے لوگ ہیں۔ دو اتنا و انہر اور ایک وسطیں۔ ایک گروہ اعتقاد رکھتا ہے کہ نبی پیر مسلمان تھا یا انقلب راشدین میں سے تھا یا بھی تھا۔ اور یہ سب کا سب ہاٹل ہے۔ اور ایک گروہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ کافر تھا اور انہیں طور پر مخالف تھا۔ اور قتل حسین و موسیٰ کے قتل عام سے اس کا مشتبہ تھا کہ اسپے ان کافر رشتہ داروں کے قتل کا بارج چکنے ہو یا کھلی جکوں میں بارڈ و راہد و قیرہ ہیں۔ ایں مدینہ اور سنی ہاشم کے انکھوں قتل ہوئے، اور اس نے یہ شعر پڑھتے تھے۔

”جب یہ سواریاں نہ روانہ ہوں اور یہ سر جھروں کی بلندیوں پر رکھوے تو کوئا کائیں کائیں کرا رکھا۔ اس پر میں نے کہا تو مقدمہ میں کہ میا نہ کریں نے تو بھی سے اپنا حساب پولا پورا چکتا کر لیا۔“

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہلہ بان یشتر عصیۃ  
علی من اسراریق دماء هم خان اللہ حرم قتل النفس  
الا و یحق فالمقتول حق لمریضتہ غصب اللہ علی من  
ویکھ سوارکان المقتول هاشمیا وعییر هاشمیا ان  
قتل یعنی حق فهن یقتل مُؤْمِنًا مُّنْعِيدًا جزء اُئُدَّة  
جھنَّم خالد افیکاد غصب اللہ علیکھ فر  
اعتد و اغدر کسٹ عذر ایا گھظیما فالعاصم الداما  
والمبیح لها یشتراك فیہ یبوہا شریو غیرہم فلا  
یضیف مثل هذی الکلام الى رسول اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم الا منافق يقدح فی سوت اوجاهله  
لا یکھر العدل الذی یھصب صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم وکذلک قول من اذانی فی عتری قیغان ایذ و  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرام فی عتریہ  
دامتہ وستہ وغیرہ ذکر و باللہ التوفیق -

### ترجمہ :-

اور یہ حدیث جو روایت کی جاتی ہے کہ رسول النبی  
فرمایا) حسین کا قاتل اگلے تابوت میں قید ہو گا۔ اس تنہا  
پڑھنی لوگوں کے کل عنذاب کا دعا صاف نہ ہو گا۔ اس کے بعد  
پاؤں آتشیں زخیریوں سے جاڑے جائیں گے۔ اسے اگلیں  
اویح حداضا راحلے گا۔ بیہا تک کھیتم کی تھیں پھر کچھ جائیکا  
اسے ایسی سخت بدروپتی پیغمگی کرتا ہم ایں ناریں سے اللہ کی  
پناہ مانگتے ہوں گے اور نبید و نماں ہمیشہ ہمیشہ عنذاب  
جھیلتا رہے گا۔

تو یہ حدیث ان مدحیوں میں سے ہے جنہیں ان بیجاوں  
کے گھر کھاہے جنہیں اللہ کے رسول پر بھی تہمت باندھے مشتمل ہیں  
آئی۔ تو یہ تو یہ کہاں ایک حیر آدمی کہاں ایں نار کا عنذاب  
ذریتا تو وہ عنذاب کو صرگیا جو آں فرعون ایساں مانکہ اور  
منافقین اور جملہ کفار کو دیا جائے گا؟ اور وہ عنذاب کو صرگیا  
جنہیں ایساں علیہم السلام اور سایقون الادیوں کے قاتلوں کا حصہ ہو  
دیتا کیکہ قاتل عثمان کا گناہ تو قاتل حسین کے گناہ سے کہیں زیادہ  
بڑا ہے۔ الحاصل یہ سب قضویں کی میا الغر آرائیاں ہیں جو ان

قل مظلوم اشہید؟ والذین میں قتلوا کا نظر اہلین مقتنی  
و احادیث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایں یا امر  
فیہا یقتل اما فارق للجماعۃ لم تتناوله فانہ حق فی  
عنه لم یقادس الجماعة ولم یقتل الا و یعطی الجماعة  
الی بیلہدا او ای التغرا و ای میزید نخلافی الجماعة  
معرض اصحاب التفرق بین الامم و لم کان طائب ذلك  
اقل الناس لوبی اجایته الى ذلك فلکیف لا یھب  
اجایۃ الحسین الى ذلك او لو کان الطائب لهذا الامر  
من هودون الحسین لحریم حبیب ولا امساكه  
فضلہ عن امره و قتلہ (وکذلک قوله) اشتدا  
غصب اللہ و غصبی على من اسراری و اهلی و اذانی فی  
عتری کلام لا یینقلہ عن انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم ولا ینسبه الیہ الاجاہل ذان العاصم  
ذنم الحسن والحسین و من درہمہما من الایمان  
القوى امعظرون مجید القرابۃ ولو کان الجبل  
من اهل بیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
وانتی بهما یدیح قتلہ وقطعہ کان ذلك جائزنا  
بالجماعۃ المسلمين کما ثابت فی الصحیح انه قال  
انما اهلاک من کان قبیکم انصر کا نصر کا اسرار فیهم  
الشرنوں ترکوہ واذا اسرق فی احر الضعیف ایقاوموا  
علیہم الحمد و ایم اللہ لو ان فاطمۃ بنت محمد قسرا  
نقطعت بیدها فقد ذکر ان اعتری الناس علیہم  
اھلہم لو اتی بہا یوحب الحمد لا قائلہ علیہ فلوری  
الہاشمی و هو محسن سُر جھنی یووت یاتفاق علیہ  
والمسلمین ولو قتل نفساً عذر ااغدا وانا یھضبیلہ من  
قتله بینہا ذان کان المقتول من الجبیثۃ او الساقی  
او المترک او الدایر فان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم قال المسلمين نتکا فادھما وھر فی ایلہ الشمین  
و عنہیوا لہا شمین سوا اذ کانوا ۱۱۱۱ احر ای المسلمين  
یاتفاق الامم فلا فرق بین امرا فاقہ الدین الہاشمی  
و عنہیوا لہا شمی اذ احیان بحق فلکیف یخس النبی

رسول اللہ نے فرمایا۔ تم سے پہلے لوگوں کی مسیحیت نے برداشتی کر جب ان کا کوئی محروم ادھی جوڑی کرتا تھا تو اسے جھوڑ دیا جاتا تھا اور کمزور ادھی کرتا تھا تو اس پر سزا ہماری کی جاتی تھی، خدا کی قسم! اگر قاطع سے بنت مدد بھی جوڑی کرے تو میں ضرور اس کا بام تھکاٹ دوں گا اس ارشاد کو ایسی سے رسول اللہ نے واضح فرمادی اگر اگر اہل بیت ہی میں سے کوئی جھوب ترین فرد بھی ایسا فضل کرے گا جس پر شریعت نے حد تقریبی سے تو وہ حدود حداں پر بیاری کر دی جائے گی۔ زنا کرنے والا چلپہ بھی ایسی کیوں نہ ہو اگر حصن ہے تو اتنا سگنڈار کی وجہ سے کاکر مر جائے، بالاتفاق۔ اور اگر اہل بیت ہی کا کوئی محروم ترین فرد کسی شخص کو جان بوجھ کرنا حق قتل کر دے تو قصاص میں اس کا قتل جائز ہوگا، مسئلول بھی یار و بھی یا ترکی یا دمی بھی ہی کوں نہ ہو۔

اللہ کے رسول نے فرمایا پہلے کہ جملہ مسلمانوں کے خون کی حرمت یکساں ہے، پس باشی اور غیر باشی کے خون میں بالاتفاق کچھ فرق نہیں جبکہ دونوں آزاد مسلمان ہوں، باشی اور غیر باشی کے خون بھلائے کام عالم جیب یکساں ہوں اور قبضے ہو سکتا تھا لہذا اللہ کے رسول یہ کہدا پہنچے اہل کے خون کی تخصیص فریض کر اس پر اللہ کا سخت خصوصیت ہو گا جو میرے اہل کا اللہ نے تو فرازیک انسان کے تاخت قتل کو حرام تھی رہا ہے (الب بیت کی خصوصیت کیا) جو شخص خرمی احتیار سے واحجا الفتن ہو اسکے قابل پر اللہ کا غصہ ہرگز نہیں ہو گا چلپے قبول باشی ہو یا غیر باشی اور اہل تاخت کسی شخص کو قتل کر دیا تو اللہ نے فرمایا ہی ہے کہ جس شخص نے کسی جان کو جان بوجھ کر تاخت قتل کر دیا اسکی مذہبیت ہے جو اس دو پہلے رہنمگا اور اللہ کا غصہ اور علت ہو گی اس پر اللہ نے اسکے لئے اعذاب تیار کر رکھا ہے۔ ایسے خون کی حرمت و علت کے پاس میں خواہم اور فر جنم اشم سب باریں لہذا ہو جو شخص ایسا اقص کلام اللہ کے رسول سے نہ کوچھ دہ منافق ہی ہو سکتا ہو جو کسی بیت بھی کی ذات گرانی پر کھجور اچھلکن کی پر یا پھر و دھا اہل بر سکتا ہے جسے اس بیلاگ انساف کی خری نہیں جیسے دیکھ انسنے رسول اللہ کو پیروٹیوں کو سزا فرمایا۔ زہا من اذانی فی عذاب فی ریسی اہل بر کہہ کر رسول اللہ کو پیروٹیا تو جو اہل یہ خرمی ہو خواہ لگے خاندان اللہ بر سوکی کے لئے کلم شریعت نافذ کیا جائے گا۔ جیسا کچھ روایت میں لیا گر

لے لوگوں کے مقابلہ میں بھرپور اگئی ہیں جن کا ممان مقاومت میں خارجی تھے اور ان کا قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فریان کی وجہ سے جائز تھا کہ۔ ”لوگوا جب تھا راست قائم ملکت پر ایک شخص بھکن ہو چکا ہو تو اس شخص کی گزین اڑاود جو تمہارے پاس تفسیری جماعت کی ایکم لئے کرتے چاہو دہ کوئی بھی بھو۔“ مسلم کی روایت ہے۔ میں اہل سنت دونوں ہی طرح کی معاشرہ اور ایخوں کو رد کرتے ہوئے کچھ ہیں کہ حسین مظلوم شہید ہوئے اور جن لوگوں نے اپنی شہیدی کیادہ ظالم اور حسد سے چاہو زکریتے والے تھے۔ اور رسول اللہ کو چاہا اور فارق الجماعت کے حکم قتل کی آئی ہیں وہ جسین ٹک کوشامل نہیں ہیں کہ تو کم حسین رضی اللہ عنہ جماعت سے الگ نہیں ہوئے اور ایسی حالت میں قتل کئے جکہ (خروج اور طلب خلافت پر مصروف ہونے کی بجائے) انہوں نے خواہش کی تھی کہ دہ اپنے شہرلوک جائیں یا کسی سرحدی مقام پر طلبے جائیں یا زیر بیدارے پاس پہنچا دئے جائیں۔ اس طرح وہ تفریق میں الامت سے احتراز کرتے ہوئے جماعت ہی میں داخل تھے۔ انکی بخوبیں ایسی تھی کہ دہ تو وہ کوئی معمولی اُوی بھی اس کا اظہار کرنا تو اسے قبول کر لینا چاہئے تھا اور حسین سے بہت کم درجے کے آدمی کو بھی اس خواہش کے اظہار کے بعد یا بندگی اور روک رکھنا جائز نہیں تھا اچھے چائیکے قیداً و قتل کرنا۔

اور اسی طرح یہ روایت بھی لغو اور باطل ہے جو بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ جس نے میرے اہل کا خون ہمایا اور میرے خاندان سے بدل سوکی کر کے بھیجا اور بیت دی اس پر میرا اور اللہ کا سخت خصوصیت ہو گا۔ اس قول کو رسول کی طرف سوائے جاہل کے کوئی مஸوب نہیں کر سکتا یہ کوئی حسن ہوں یا حسین یا کوئی اور اس کے خون کی حرمت و عذاب کا ناشا خص رشتہ داری نہیں بلکہ ایمان سے اور تقویٰ پیغمبر قریب کے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اگر اہل بیت نبھی صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں کا کوئی فسر ایسا فضل کر گزے جس پر شرعاً اس کا قتل یا اتحاد کا مٹا جائز ہو جائے تو عام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حکم شریعت نافذ کیا جائے گا۔ جیسا کچھ روایت میں لیا گر

# چند لغزشی خطوط

نحمدہ و نصلی

بلا رعایت مولوی محمد زمیر صاحب۔ زید محمد کی  
سلام سون نیاز مقرنون — عزیز بلال میال کی  
زبانی خبر و حاشت اثر و فات حضرت آیات خندوی چھا  
مطلوب الرحمن صاحب معلوم ہو کر دل پر جوٹ لگی اور صورت  
رسنگ کا گمراہ اثر دل نے محسوس کیا۔ ایک بزرگ خاندان کا انھر  
جان اصر ایک ذات ہی کا الٹھ جانا نہیں سمجھتے سی برگتوں  
اور طاغیوں کا با تھمے سے جا اپر ہتا ہے۔ مولا اعلیٰ کا اپنے دینا  
کے لئے بلا قشیر نافع اور سپر تھی۔ اس نے ان کا صدر صرف  
اپس کے گھر لئے یا خاندان کا صدر نہیں بلکہ دینداروں کا  
خوبی صدر منہ سے ہو درجہ بد درجہ ہر ایک کو محسوس ہو رہا ہے۔  
زمیری ساتھ مولانا ناصر حرم کو ایک خاص شفقت تھی جس کا لامات  
کے وقت الہمار ہوتا تھا۔ میرے پھریں میں جیب کی چھٹیوں میں  
دیوبندیتے تو خصوصیت سے مجھے بلاتے یا خود مکان پر قریب  
لاتے اور بعض اوقات زمیری عمر کے حسب حال کچھ عالمی بھی  
سمیتھتے۔ مجھے ہمیں ان سے اسی وقت سے فیضی لگاؤ تھا  
اب حکیوم سے خادیشیں روچکے تھے، کبھی میں خود حاضر ہوتا  
اوکھی ملائیتھتے تھے اور اگری شفقت و محبت کا برتاؤ فرلنے  
تھے۔ تین سال قبل جیب میں کماچی پہنچا تو اسی بزرگانہ اللہ  
سمیجے بلوایا۔ اور میں خود بھی حاضری کا پہلے سے تصدیک رہتا تھا۔  
معاملات کے کارہ میں پوچھتے رہے اور بہت کچھ دلخون افسوس  
کی تائیں فرماتے رہے۔ اس پہنچ پہلے سے انکی رنگاہ شفعتوں

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی — بنام عامر عثمانی

محترمی و مکرمی! — السلام علیکم و رحمۃ اللہ  
عایت نامہ ملا۔ میں تعزیت کا تاریخ سینے کے ساتھ  
آپ کو خط بھی لکھنا چاہتا تھا۔ مگر پڑھ معلوم نہ تھا۔ اس اتفاق  
میں تھا کہ غلام محمد صاحب سے پتہ معلوم کروں تو لکھوں۔ آپ  
آپ کے خطے میری پیشکش دوئیں۔

مجھے آپ کے والد مر حرم کی خدمت میں حاضر ہوئے کا  
شرف تو ایک روہی مرتبہ عاصل ہوا تھا مگر ان کے اوصاف حسنہ  
سے واقفیت اچھی طرح تھی۔ کیونکہ میرے احباب میں متعدد  
احباب ایسے ہیں جو ان کی محبت سے مستفید ہوتے رہے  
ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے امیر بھی ہے کہ اس کے  
جس بندے نے خود صلاح و تقویٰ کی زندگی بسر کی اور دوسری  
اس کی تربیت دی وہ اس کے اعمال پر چکر کو قبولت کا شرف  
پہنچتے گا اور اس کے قصوروں سے درگذر رہائے گا۔ میری  
تذلل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا ہمیں دامن رحمتیں  
جگہ دے اہم کے اہم دعیاں کو صبر جیں عطا فلتے۔ میری  
طرف سے اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے بھائی ہبتوں اور اقولہ  
کو تعزیت کر دیجئے۔ خاکسار۔ ابوالاعلیٰ

حضرت مولانا فاروقی محمد طیب صاحب  
بیہقی دارالعلوم دیوبند  
بنام — زمیر افضل عثمانی

مزوم تھا مارے تو باب اور میرے چوپانے، مل جیت  
یہ ہے کالی بھی ہستیاں پوری ملت کی روحانی سرگزشت اور  
مرنی ہوتی ہیں۔ اس لیے چوپانے صاحب قبلہ کا ساتھی، دفاتر شخصی  
ایں نہیں بہت بڑا ملی ساتھی ہی ہے۔ جس سنتی سے ہزاروں  
یندھائیں خدا کو رحمانی فرض یعنی آج وہ اس عالم آپ وللہ  
سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئی۔ اس وقت مر جم کی بعض  
غیر معمولی خصوصیات کا نقشہ انکھوں میں گھوم رہے سوچا  
ہوں اب یہ خصوصیتیں کہاں ہیں گی۔ تمہرے جب دنیا میں  
تمہرے کھانا تو مر جم کی دعائی نے ایک جو بید قابل احتیاط کر لیا تھا  
ورنہ وہ حقوق شناصی اور کتبہ پروری میں بھی یعنی مثال  
خیلیں رکھتے تھے۔ جیسا کہ تمہرے سنا ہو گا۔ مر جم بہت اچھے  
سر کاری طور پر لازم تھے۔ اور اپنی غیر معمولی تاملیت و محیثت  
کی وجہ سے یوں بھی بھاری بھر کہ فرشتے ہے جاتے تھے۔

سر کاری لازم تھے کہ اس طور پر دوسری مر جم کے اپنے بڑے  
حضرت شیخ الہند کی صاحبوں اور اپنے بھائی حضرت مولانا  
شیخ احمد صاحب مر جم کی خدمت جس اخراج سے کل جی ہے  
اس کی مثالیں کم دیکھی ہیں۔ خاندان کے افراد کی تعلیم تربیت  
سے بھی خاص شفقت تھا۔ چماسیدا حد صاحب اور بھائی  
جیل الرحمن و خروشنہ بھی اپنی کی زیر گرا تعلیم ماضی کی کمی  
مولوی یعقوب الرحمن صاحبؒ کی ان کے پاس رہے تھے۔ پیر  
لمازہمت ترک کی تودہ بھی عجیب شان سے۔ حضرت شیخ الہند  
کے بعد والد مر جم (اپنے بڑے بھائی حضرت شیخ عززال الرحمن  
صاحبؒ) سے تعلق ارادت فاقم کر لیا تھا۔ اس زمانہ میں یومانی  
کیف و سرستی کے عجیب عجیب و اتفاقات دیکھنے میں اُتے بھی اچھا  
پیدا روانی کی بیانات کا در عمل ہو دیا تھا اور وہ ایک سنت بھی تکریبی  
توکری میں رہنا نہیں چاہتے تھے۔ حضرت والد مر جم چوپانے  
کو استخار کا مشورہ دیتے تھے۔ مرشد و مدرسہ کے نقاد و نظرکے  
یہ نظائرے میں نے بھی تم خود دیکھتے ہیں۔ یہ بھی خوب یاد ہے کہ  
صبورت حال جب زیادہ نازک ہو گئی تو چوپانے ابھی کو  
لکھا کر اپنے کے بندھن میں بندھا رہا تھا میری برداشت  
سے باہر ہو گیا ہے۔ تنخواہ جو گھر میں لاتا ہوں ایسا محسوس

یہ سارا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا اور دل کا اثر اور زیادہ ہو گیا  
خبر یا تہی عزیزی فاروق صاحب کے پاس مکان پر یوچا  
اندھی ہر لفہدہ آپ کو تقریبیت کے سلسلہ میں الگھر ہیا ہوں۔ تمہریں  
والدہ سالم اور سب مھر والے اس صورت سے مناثر ہیں اور  
تقریبیت پیش کرتے ہیں۔ میری طرف سے اور سارے تعلقیں  
کی طرف سے پیچی صاحبہ مخدوم و مدد کی خدمت میں بزرگوں کی حاضر  
عثمانی صاحب اور نظام اہل سنت کی خدمات میں تعریف ہو گئی  
کر دی گئی۔ حق تعالیٰ شاہزادہ مولانا مر جم کو عالی طبقیں میں بلند  
مقامات عطا فرمائے اور آپ سب کو صبر جنم نصیب فرمائے  
ہم سب دور افتادہ اس علم میں شریک ہیں۔ آج صحیح دارالعلوم میں  
مددح کے انتقال کا اعلان کئے ختم کا بندوں یست کیا گی اور طلبہ  
اور اساندہ میں کرکٹ طبیب اور فرمان شریف کا ختم پڑھا  
کئی قرآن شریف ختم ہوتے۔ بعد ختم احرفے تھوڑی تقریبی  
مولانا مر جم کا طلبہ سے تعارف کرتے ہوئے دعا و مضرت  
اور الیصال تواب کی اپیل کی اور سب کی جموجی دعا پر یہ جلسہ  
تعریف ختم ہوا۔ حق تعالیٰ قبول فرمائے۔ دا سلام۔  
حمد طبیب غفرانہ۔

از دارالعلوم دیوبند ۲۴ بیان

### حضرت مولانا مفتی علیق الرحمن صاحب اُسی وقت میان فاروق کے خطے سے "سامنہ مظہم"

کی اطلاع ہوئی۔ انا اللہ شد وانا الیه راجون۔

کائنات سا بابر جھتھا رہتا تھا۔ مگر ترقی ہوتی تھی کہ چیز  
صاحب ایسی اور کچھ دل نہ رہیں گے۔ افسوس ایک سماں  
رحمت و برکت بہمیشے نئے ہوئے سرور سے اٹھ گیا تھم  
سب اور خاص طور پر چیز صاحبہ ختمہ جس درجہ پر بیان و  
مضطرب ہوں گی اس کا اعلانہ کرنا مشکل نہیں ہے۔ مگر  
چوڑی یعنی صبر و رضا کا میکری ہیں اور انھوں نے اس غلباً موقع  
پر بھی اپنی اس حصوصیت کو فاقم رکھا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سب کو  
کو فرق صبر سے نوانے تھے۔ علم بھروس بات کا ملال رہے گا کہ  
اواد سے کا دعا دیتے وقت میں کراچی در پور مخ سکا۔

ہوتا ہے کہ حضرت پیر کے گوشت کے نئرے ہیں۔ اس محل پر ابھی کوئی کوئی پہنچتے آئی پرستہ محلوم کر کے حاضر خدمت ہوا۔ جمروں نے ایک طویل خط تحریر فرمایا تھا اور جو صاحب کو پہاڑتے ہیں جس مذقت بندگی کا الہمار فرمایا اس کی لذت آئی بھی بھروس کی تھی کہ یہ خط ہر وقت جیب میں رکھا کریں۔ یہی اصحاب تھے کہ رہا ہوں۔ دیر تک محالست کا شرف شامل رہا، جو امام اس ہابہت پر عمل کیا اور سکون ہو گئے۔ وہی نہیں گزرے اسے اپنا ایک واقعہ ہوں گے کہ حضرت والد مر جو دنیا سے اشراطیت کے والد کا نام رخصت ہوا تھا کہ چھا صاحب نے قواؤن کری چھوڑ دی اور ایک لمحے کی پیش کے بغیر سکرلوں رو سیے ما ان کی امدانی سے بے اعلان ہو گئے۔

اس کے بعد چھا صاحب کی روحانیت نقطہ عروج پر پہنچ پہنچی۔ حیدر آباد، بیلی، ملی گڑھ، پیلی بھیت، شاہ بھا پور وغیرہ کے سیکڑوں ہزاروں افراد ان کے علاقہ بیعت میں اپنے ہو گئے تھے۔ یہ زمانہ تمہارے بھی دیکھا ہے۔ حیدر آباد دن کے ملکہ تو شام ہی قابل ذکر افراطی کے مردی تھے۔

رحمة اللہ در حضرت واسعۃ۔

بھی صاحب تحریر کی خدمت میں مضمون واحد۔ والدہ بھائیہ محبہ لرجن بھی اب سب کو تعزیت پیش کر رہی ہیں۔ برادر تحریر تبیر افضل سلسلہ کو بہت بہت رعاہ اور مضمون واحد کے پیار فضل حق صاحب قبلہ کی تعزیت کے سنت ہیں۔ ان کی خدمت میں سلام مسنون۔ پھول کو دعائیں۔

آپ کے الجیہے حضرات کو تلقین صیرتو آفتاب کو جسے اغدھ کھانے کے متادف ہے۔ تاہم سنت تعزیت ادا کرنے کے لئے ایک شعر۔ اکتفا کرنا ہوں جو کسی اعرافی سے حضرت عباس کی وقاری حضرت عبداللہ ابن عباس کو لکھا تھا۔

خوبی من الصبا صدر اک بعد کہ  
واهہ حنیفہ من کے للعباس

نقطہ السلام  
محمد اسحاق عفی عنہ

نقطہ السلام  
علیق الرحمن عفی عنہ

### باب نصر الشیرخان عزیز (دیری الشیا لا تکر)

مکرمی مولا نا... ...السلام علیکم و رحمۃ اللہ  
دعوت دلی سے چھر سنکر و درہ روا کر آپے والد تحریر نے داعی  
اجل کو لیکی کہا۔ اللالہ وانا الیہ راجعون۔

والد کا سایہ نویں ہی ایک نعمت ہوتا ہے، انسان اس سائے کی  
پناہ میں سفر جات کی معموتوں کو اسائی ست طریقہ تسلیتے، والد کی  
بھی ان کی زیارت کا شرف ایک مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ تفسیر میں ایک  
دھانیں ایک پھر میں جو اسے آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھتی ہیں  
چار سال ہوئے کرچی گیا تھا۔ ایک نعمت ہے کہ نوٹوں میں ایک سبب تو یعنی  
سے معلوم ہو چکے تھے۔ اس نے اشتیاق زیارت سائہ کیا تھا۔

### مولانا حمزا اسحاق صاحب احمد دادا الحلوی شفاعة العطا الحصون

بنام فارہم خانی

ملکیت حسرم زیدت لطفکم۔ اسلام علیکم و رحمۃ اللہ علیکم و رحمۃ اللہ علیکم  
گرانی نامہ موصول ہو گئی تھی ملا۔ اس میں جناہ کے والد صاحب رحمہ اللہ کی خبر فرمادی تھی  
حضرت فرماتے اور ان کے درجات میں ترقی عطا فرمائے۔

بھی ان کی زیارت کا شرف ایک مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ تفسیر میں ایک  
دھانیں ایک پھر میں جو اسے آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھتی ہیں  
چار سال ہوئے کرچی گیا تھا۔ ایک نعمت ہے کہ نوٹوں میں ایک سبب تو یعنی  
سے معلوم ہو چکے تھے۔ اس نے اشتیاق زیارت سائہ کیا تھا۔

# ایک تہلکہ انگریز پر ط

لقدس و احرام ہو جو صدر پہنچا ہوا ہے وہ اصل ختم ہے جیسا کہ۔  
اس سال میں مخدہ اقوام کے سالنا مریم مسلم مالک کو ذکر نہیں کیا  
گئی ہے۔ یہ چاتا تو پیس سے غالی نہ ہے بلکہ کرم جودہ ترقی یاد رکھنے میں  
شادی بیان کے نقطہ نظر سے مسلم مالک کا رخان کیا ہے اور ان  
میں رشتہ ازدواج کی تقدیم کسی کس مدلک کا ہے۔ اگر انہیں قاتلے  
اسیاپ کیا ہیں، اور خود مخدہ اقوام لے کیا تو یہ خلا ہے۔ ہمارا  
حیال ہے کہ ڈیجیگرا انک سالنا مر کے ایڈیٹر ہوئے جب مسلم  
مالک اور فہریت مسلم مالک کا ممتاز ذکیر ہو گا تو وہ حیرت میں پڑے  
ہوں گے، انہوں نے مسلم مالک کے چڑا اعداد و شمار فرامش کئے  
ہیں ان میں مخدہ عرب جمہوریہ کو سرفہرست رکھا ہے اور دیگر مسلم  
مالک کا اندزادہ بھی اسی سے لگایا ہے وہ جو ہے کہ عرب مالک  
میں مخدہ عرب جمہوریہ سب سے زیادہ ترقی یاد رکھدے پہنچ  
MODERNIST ہے۔ اگر وہاں کی سماں میں رشتہ ازدواج  
کی تقدیم اقی ہے تو وہ مسلم مالک ہونے سبی احکام کا زیادہ  
پاس اور بحافر رکھتے ہیں اس دشی کو اور بھی زیادہ قدس اور  
قابض احرام پہنچتے ہوں گے مخدہ اقوام کے سالنا مر سے پہنچا  
کو مسلم مالک ہیں جو ایسی بچوں کی پیدائش کا تاسیب بھی کے برادر  
ہے چنانچہ اس میں بتایا گیا ہے کہ مخدہ عرب جمہوریہ میں ناجائز  
بچوں کا تاسیب ایک فیضی سے مجھی کم ہے!

لیکن ان اعداد و شمار سے ہماری تسلی نہیں ہو سکتی۔ جب تک  
کوئی پڑھنے پڑے کہ اس کی کہ اسیاپ کی بھی کیا وہ ہے کہ مخدہ عرب  
جمہوریہ مغربی تہذیب کو اپناتھے ہوئے بھی اپنی شہ و قیامتیت  
اور قدامت پرستی۔ پر قاتل رہا، ایسا تو نہیں کو جواہر پکون کی  
پیدائش میں اسلام کی درادانیتی کی کوئی روک نہ کی جو  
اوہاڑ دوائی رشتہ میں کوئی ایسا نکتہ رکھ دیا ہو جس نے ناجائز  
ولادت کی راہیں بہت بڑی مدد کی مدد دکر دی ہوں؟ اور  
اس کا جواب پہنچنے مخدہ اقوام کے سالنا مر سے ملنا چاہیے چنانچہ

۔۔۔ باہر سے زیادہ اندرون سے کم۔ ” یعنوان سے انحریزی  
معاہرہ مہندوستان ڈائیز کے ایک اداواری کا، مخدہ اقوام کی طرف  
سے ڈیجیگرا انک سالنا مر باہت سلسلہ عالمی ہی میں شائع کیا گیا  
ہے جس کے چند ابواب میں بچوں کی جائزاً و ناجائزاً پیدا اکیش سے  
بحث کی گئی ہے اور اعداد و شمار کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے  
کوئی نیا سے شادی کی تقدیم ختم ہو رہی ہے اور پچھے اندرون سے  
کم اور باہر سے زیادہ پیدا ہو رہے ہیں یہ اعداد و شمار پڑے  
ہی حیرت انک اور چشت ایگریز ہیں اور وہ بھی صرف ان قومیں  
پہنچنے جن کے ہاں شادی بیان کی تقدیم میں موجود ہے اور نکاح  
کی رسم میں گھن پشن لگائے ہے۔ ورنہ وہ مالک جو حلائی اور  
حرایی بچوں میں کوئی تمیز نہیں کرتے انہیں اس پر کوئی تبلیغ  
اور سیرانی نہیں

مخدہ اقوام کے سالنا مر میں بتایا گیا ہے کہ اسلامیہ وہ  
ڈیکن ری پلک، پہنڈا راس، گوسنے ٹھا لا اور دنپا میں جرای  
بچوں کا تاسیب سانحی فیصلی ہے۔ پناہیں تجارتیں سین پیچے  
پادریوں کی ماغلک یا سول سیرج و جہڑی کے بھرپوری پیدا ہو  
رہے ہیں۔ یعنی ۵۰ فیصدی جرایی پکے، لاطینی امریکہ میں جرای  
بچوں کی تقداد سب سے زیادہ ہے، بھی حال دیست ایسا زیاد کا  
ہے۔ دنیا میں بھی ایسا نہیں ہو اک شادی بیان کی تقدیم سے  
اخراج کیا گیا ہو۔ ہر قوم لے خواہ وہ کتنی بھی پس ماندہ ہو اس بات  
کو فروری بھاہے کہ چند قواعد و ضوابط کے تحت رشتہداروں کے  
درستیان ایسا دوائی رشتہ قائم ہوں اور انہیں اپنے رواج  
کے مطابق انجام دیا جائے، تاکہ خاندان اور سوسائٹی کو حлом  
رہے کہ ملائی عورت ملائی مرد کے نکاح ہیں دے دی گئی ہے  
اوہاڑ دوائی رشتہ میں کوئی دقاون کی لفڑیں جائز  
ہے۔ لیکن اگر ازدواجی رشتہوں کا سلسلہ ختم ہو جائے تو معاشرہ  
کے لئے ہمارے مسائل پیدا ہو جائیں گے اور اس رشتے سے

بھی تاجاز بچوں کا تناسب افسوسناک حد تک بڑھ جائے گا۔  
بُولوگ چند روایت پر انک بھول چشم لئے ہیں اور فرماتے ہیں  
کہ تہذیب کے اس درجے پر جزوی کوئی نہیں لگتی وہ غالباً اس  
بات سے بہت خوش ہوں گے کہ کیک روایت کے نتیجے میں  
حرابی تہذیبی خوب فردخ پاری ہے۔ اگر چند روایت کی بدلت  
ناجائز بچوں کی شرح پیدائشی کے برابرہ جملے تو تہذیب  
ہے، لیکن اگر چند روایت پر قدر لگانے کے بعد ناجائز کو  
کی خود کی نظر آئے تو یہ میں تہذیب ہے (ابن القیم شیخ تہذیب)

اس میں ہتنا یا گیا ہے کہ جونک سلم عالک میں چند روایت 6076  
6077 کا روایت ہے اس لئے والی تاجاز والدتوں کا ہزار  
گرم ہیں ہے۔ اس چند روایت کے مقابلے سلم عالک  
کو جنسی امارت کے ایک بیت بڑے بھرائے بچالیا ہے  
اور وہاں اس کی وجہ سے نامہ بزرگوں کی شرح پیدائش  
کا تناسب اپنی کے برابرہ گیا ہے۔ اگر اسلام کی اس  
اجازت کو علاؤڑک کر دیا جائے تو چند سالوں میں وہ بھی پیدا ش  
کے سلسلے میں مغربی عالک کی سطح پر آجائیں گے اور وہاں

**روزنامہ دعوت دہی** میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ ساقمی نہیں میں وہ مخصوص اشاعتیں بھی پیش کی جائیں گی  
اس پر پہ سے تعاون صداقت، بصیرت اور عدل و ریاست سے تعاون ہے۔ تفصیلات ذہیں کے پتے سے معلوم کیجئے۔  
دفعہ "دعوت"۔ کشن مجخ۔ دہلی عہد

جن مقاصد کی تکمیل کے لئے جاری کیا گیا ہے، وہ حسیب ذہلی ہیں۔  
اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین کی دعوت اس اندازے پیش کرنا جس سے دلوں  
میں رب الغوث کی ذات اقدس سے محبت پیدا ہو جحضور نبی کریمؐ تقدیرت کے  
جدیبات اہمیت اور اسلام کی عیزت و محنت بیڑک آئی۔  
مسلمانوں میں جو فرقہ داریت پیدا ہو چکی ہے اسے ختم کرنا اور افراد و عناظم امت میں باہمی محبت اور تعاون کے  
جدیبات اچھارنا۔

پاکستان میں اسلامی معاشرہ برپا کرنے کی جدوجہد کرنا۔  
جونا تم مسلمانوں کو ہدراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کی کوششوں کو یہ رات سے بے مقاب کرنا اور  
نامصالہ تلقید کے ذریعوں کو راہ حق کی جانب منتوج کرنا۔  
اہن مقاصد سے اگر آپ منتفع ہوں تو ہم آپ سے استدعا کریں گے کہ:-

- الف : آپ اس دنیا پر چکے سالا نذر بیدار نہیں۔  
ب : اپنے ملک احیاب میں اس کی تو سیع اشاعت کی سی فرمائیں۔  
ج : اپنی تجارت کی تو سیع کے لئے اس میں اشتہارات شائع کرائیں۔

### منیر

ہفت روزہ المہبر پوسٹ بکس ۱۳۰۱، لاہلی ٹورا

# عمران کر ساین

**بُرْكَةُ الرَّسِيدِ** [ذکرہ جسیں آپ کے صرف حالات ہی نہیں بلکہ علمی و فقیری مطالبہ تسلیم خطوط بھی ہیں خطوط ایکا ہیں علم و تفقر کے متبروک کا جیگی ہیں۔ ہر کو حصہ مکمل مجلد قیمت دش روپے غرچہ سارے ٹھہر دیے گئے ہیں۔

**نفس حیت** [مولانا ناصر حسین احمدی کی خود نوشت سارے ٹھہر دیے گئے (مجلد اعلیٰ سارے ہے باہر روپے) مکتوب شیخ الاسلام] مولانا حسین احمدی کے مکتوبات جو علم و معارف کے اینہیں مکمل درسہ جلد غیر معلم سارے ہے شولہ روپے۔

**غذیۃ الطالبین** [یہ شاہ عبدالقدوس جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نیازنامہ کتاب اب اندوادان بھی عربی اور دو مع فتوح الغیب پڑھ سکتے ہیں۔ ایک کلام میں عربی متن دوسرے کالم میں ترجمہ۔ دو چھم جلد وں میں مکمل تحریت ہیں روپے۔

**اساس دین کی تعریف** [مولانا محمد الدین اصلحی کی مشہور کتاب جو دین کے بنیادی امور پر ایمان اور تفصیل پیش کرتی ہیں۔ مجلد سالہ ہے میں پڑھ کر ملے جس فیصلہ کی تلاش کا حکم قرآن نے دیا ہے وہ کیا ہے؟ اس کا شافعی دکانی جواب بہترین دلائل کے ماتھا اس س گرا نامایہ کتاب میں دیا گیا ہے۔ شرک و بدعت کی بخلائی اور سنتت کی تائید۔ قیمت مجلد نو روپے۔

**ذکرہ مجدد الفتائی** [امام اربابی حضرت محمد دلفت شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل بہترین

فضل العلماء مولانا محمد یوسف کو کون عمری کی امام این تحریر کے علم و فضل، عرمیت و جیمت اور مجدد اندکا ناموں کا سیرہ جمال ذکرہ، جس پر ماجع کے جملی میں تبصرہ ہوا ہے۔ قیمت مجلد دش روپے۔ مجلد اعلیٰ گیارہ روپے۔

**امام ابوحنیفہ حنفی سیاستی زندگی** [امام ایضاً مطاع نہیں ذہانت و ذکاوت کے مجھے حضرت امام عظیم حنفی سیاستی زندگی کے حالات مولانا مناظر احسن کیلائی جو کو ہر دو قلم سے پا خوبست نہ لے صفات۔ مجلد اعلیٰ روپے۔

**عظیم تاریخ اسلام** [ناگر شاہ نجیب آبادی۔ تین چھم جلد وں مکمل مشہور زندگانی تاریخ تعارف کی تھیج ہیں۔ پاکستان میں عمدہ کاغذدار روشن طباعت و کتابت کیسا تھچھی ہے۔ قیمت فی سیوف مکمل و فلکہ حجتیہ سیسی روپے۔

**خلاصۃ التقا** [سیر جلد اول] [مولانا شاہ فتح محمد صاحب کی تفسیر بہت مشہور و معروف ہے۔ اپنی قسم کی بھی تفسیر ہے۔ جلد اول سورہ العائم تک ہے۔ جدید بارہ روپے۔ جلد چودہ روپے۔

**نئے کردار** [اوہ انسانوں کا جمیوعہ۔ جلد چھپ پڑھی اور سبیں آموز بھی۔ قیمت ایک روپے۔

**مسلم شریفہ مع ترجمہ و شرح** [معجم کی مشہور کتاب مسلم شریفہ کا اندود ترجمہ اور ساختہ ہی امام ابودی کی شہزادہ آفاق شریف کا بھی ترجمہ آگیا ہے۔ عربی متن بھی ساختہ ہے۔ چھسچھ جلد وں میں مکمل مجلد کا برادر اٹانا لیٹھ روپے۔ کوئی چلد الگ نہیں مل سکے گی۔

داڑڑو کے ساختہ اپنار بلوے کیشیں ضرور لکھیں)

باقی رہجاتی ہے کہ میش پہاڑنا بآئے مطالعہ کی بہترین تحریر ہے طبی نقطہ نظر کے لئے صفحات نفس طباعت - خطوط کی تعداد ۷۲۵۔ مجلہ بارہ روپے - مجلہ اعلیٰ چودہ روپے -

**مسلمان عورت** [نصر للشیعہ صفت فرد و جدی کی عربی میلانا ابوالکلام آزاد کے قلم سے۔ مقامہ بھی مولانا آزاد ہی کلہتے قیمت مجلہ چار روپے

**خطبہ امداد اس** [سید مسلمان ندوی کے خطبات کا تجویز جس تدریجیوں ہے خاتم سیان ہیں۔ تین پیپے۔ مجلہ چار روپے۔

**عثمان فضیل** [فضیل کی رسمی میں انصار کے شہور لفاد اونامو تحقیق آزادو تحریر مولانا عبد الجبار فتحی کے قلم سے۔ قیمت چھ روپے۔

**علیٰ تائیخ اور سنتیا کی روشنی میں** [ایم جی طا حسین بی کی تایف ہے اور تحریر بھی مولانا عبد الجبار فتحی کے قلم سے۔ قیمت پانچ روپے۔

**اسلامی فقہ** [ازمان حاضر کی سلیں و شافتہ زبان میں لکھی قیمت دو روپے سات آنے۔ حصہ دوہم جزو کا وہ مچ کے مسائل کو حاوی ہے۔ ایک دوہری پانچ آنے۔ حصہ سوم جو مسائل کو لیا گیا ہے۔ چار روپے۔ حصہ چارام جو معاشرت کے اصول و فرع پر مشتمل ہے۔ ساٹھ تین روپے۔ چاروں حصوں کا کل سیش ایک سالہ طلب کرنے پر ساٹھ دل روپے۔

**حیات سروکائنات** [اما وحدی کے قلم سے نبی اکابر کی تحریر دل نشیں ازبان سیس، الحمال چھ بیانی عددہ۔ ملک در

تھیں مکارش دل نشیں ازبان سیس، الحمال چھ بیانی عددہ۔ ملک در

تھیں دو جلد۔ مجلہ مع کور۔ پونٹ آٹھ روپے۔

مکتبہ تبلی دیوبند (بیو۔ پی)

محقا نہ اور سیر حامل مقامات کا بیش بہا جبوعہ۔ اس کتاب کا نام طریقہ هنایت زرین تائیخ کے ایک اسم باسے تادیف رہتا ہے جو بہت طبی محرومی ہے۔ قیمت انجام چار روپے۔

**کتاب فتنہ** [اما بخاری کی الادب طفرہ کا اردو ترجمہ، بہترین اخلاقی تعییناً پر مشتمل احادیث کا مفہیم ترین جبوعہ۔ جسکے جامع امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ قیمت مجلہ آٹھ روپے۔

**سنن ارجی شرف** [احادیث فی مشہور کتابیاں آردو ترجمہ جو ۳۲۵۶ حدیثوں پر مشتمل ہے۔ مدیر مجلہ آٹھ روپے۔

**مسند امام عظیم** [مع ترجمہ فائد] [اما بیضی کا مرتب فرمودہ احادیث کا جبوعہ جس میں مولانا عبد الرشید نعمانی کا بہترین معلومات فرمادہ بھی ہے۔ قیمت مجلہ آٹھ روپے۔

**صحابیات** [ان برگزیدہ خواتین کے حالات جھومنے

لئے اللہ کے آخری رسول کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ نیاز فجیوری کے قلم سے۔ قیمت مجلہ چھ روپے۔

**سفیہۃ الاولیاء** [دارالشکوہ کی تایف حسین سویں اہم اور اسلام کی شہور نیک خواتین کے حالات ہیں۔ یونیستاری پر مولانا شرف علیٰ کی اس کتاب کا پورا نام

**النکشف** [النکشف عن مهمات النہوونکے اصول اور اسکی جزئیات پر طبی بسط کتاب ہے حکمل ممال اور حقیقی نکات کی توجیح و مہیل۔ علم و معارف کا تجھیس۔

تازہ بہترانیش۔ قیمت مجلہ دل روپے پارہ آنے۔

**امینہ حقیقت نما** [مورخ اسلام مولانا اکبر شاہ تھجیت بیوی میرزا الراز تایف مسند اور مغربی مورخین مسلم فاتحین پر خوشصیانہ الزاماں کتابے ہے۔ ہیں نکلے محققانہ دل اور دنار سن جو ایات۔ صحیح کتابے۔ قیمت فاروق عظیم کے سرکاری خطوط بھی یہ پہنچ کر فروخت

# حضرت ہم خادار العلوم دیوبند کی کتاب پر تنقید کی تیسیری اور آخری قسط

## سہید کر ملا اور زندہ

اثر:- مولانا ابوالصہبی روفی

لکھتا رازی کے بارے میں ملائی فاری کا وہ جملہ یاد آ جاتا ہے  
”فیہ ساختہ من الرفض“ رفتازانی میں تو فرض کی یو  
مری طرح خوبیں ہوتی ہیں، اس لئے مولانا بڑی ہوشیاری  
کے اس جگہ عہدہ برآ ہونے کی کوشش فرماتے ہیں۔  
(۱۸) صنایل پر کہتے ہیں کہ۔

”قططانی کا بارگی رفتازانی سے یقینہ اور  
داقع نقل کرنا اس عقیدہ اور واقعہ سے خود انکی  
موافقت کی ٹھیک دلیل ہے۔ اسلئے اکمل ٹھیک  
اور ایک حکم کے الفاق سے یزیدی رضا باقتتل  
الحسین اور اس کافش ثابت ہوتا ہے۔ ان  
دو نوں اندر حدیث و کلام کے نزدیک یہ طور تو اُم  
عقیدہ خبر کے واحد التسلیم ثابت ہوتا ہے جو دو  
کامیابیاں بدلکاری میں ہوتی ہیں۔“

آپ نے لاحظ فرمایا اس چاہک دستی سے مولانا نے  
انجکش لگانے کی کوشش فرماتی ہے اور کیسے یہ خوبیں طور پر  
یہ فرماتا چاہتے ہیں کہ اگر حضرات ناظرین نے ملکتن  
نہ ہبھوں کو قسطلانی کی کلامی جیشیت میں کچھ کلام پڑھ تو اسکا طلاق  
لئے فائز اور جماعت جیسی مقدوس اصطلاحوں پر یوں فوادر ہی  
بہت سے اسلام و اخلاف نے مشین کرم کی ہے لیکن ہمارے  
ہم تم صاحبِ ائمہ و مسیح اصطلاحوں کے سرچس انداز سے  
دستِ شفاقت پھیرا رہے وہ تاریخ علم و فرض میں نایاب ہیں تو کیا  
ضرور ہے۔ یہ ریس کی ابتدائی تین صد ووں کا کوئی آدمی قرار  
و جملے ”کامیابی میکھ پلتے تو میرے نہیں کوشش کئے بغیر وہ جائے“

(۱۹) ہم خادار العلوم پر عنوان قائم فرماتے ہیں ”یزید اور اس کا کردار“  
یہ بحث ص ۲۷۱ سے ص ۲۷۴ تک مل ہے صفحات میں بھی  
ہوا ہے، حالانکہ العبد مولانا دیزید کا ذکر بذات مقصد فرمائے گئے  
یہ کو ضمیم و استطرادی تھا جسمانی قاعدے کے لحاظ سے محض بھروسی  
ہونا چاہئے تھا، لگر چونکہ مولانا کے منصوبوں کی تکمیل اور بعد اُم  
کی تکمیل یہ یورپی طعن کئے بغیر نہیں ہو سکتی تھی۔ اسلئے مولانا  
کو یہاں کافی تلقیکاری کرنی پڑی۔  
(۲۰) صنایل پر فرماتے ہیں کہ۔

”یزید کا ذاتی شخص و فوجی کچھ کم نہ تھا۔“ لیکن  
جس سے اسے مغوض طلاق نہیں ملا اور اس کا جماعتی  
رزگ کا فتنہ تھا۔ پھر اس میں پیش ترین شخص۔  
— قتل حسین ہے جو اس کی امارت کا شاہ بکار ہے۔  
اس کے بعد بدایہ ابن کثیر کے حوالے سے یزید کا قاتل  
حسین ہونا تباہت فرماتے ہیں کہ۔

”کوئی وجہ نہیں کہ قاتل حسین کو اس قتل پر خوشنی  
رہی۔ قسطلانی شاریخ بخاری نے علام مسعود الدین  
رفتازانی سے نقل کیا ہے کہ۔“

اور حق بات یہ ہے کہ یزید کا قتل حسین سے راضی  
ہونا اور اس سے خوش ہونا اور اہانت مل بست  
بنی کیم صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں میں سے ہے جو  
معنوی طور پر تو اتر کے ساختہ ثابت شدہ ہیں اگرچہ  
ان کی تفصیلات اخبار آحاد ہیں۔  
یہ انتک پہنچ کے بعد کچھ ایسا گمان ہوتا ہے کہ مولانا

اس تمہید کو پڑھ کر خال نہ کمال نہ پہنچی حدیث بنا رہت اب ان الدنیا سے نقل فرمائیں گے۔ ادو اس کے ماتحت ساتھ ہر رادی پر پورا کلام بھی فرمائیں گے۔ شاید یہ بھی ارشاد پوچھا کر یہ روایت بخاری وسلم کے شرط پر پوری اُترنی ہے، مگر افسوس ہوا کہ یہ سب کھوئی کیا، بلکہ بدایہ کے حوالے سے ایک اسی روایت نقل فرادی جسی ہام شہادت ناموں میں بھی آسانی سے دینا پوچکتی ہے۔

”سلطانی کی روایت اور تفہازانی کا قول قرداد نقل  
بکار گیا ہے اس روایت سے کافی ضبوط ہو جاتا ہے  
کہ یہ حقیقت ہمیں سے راضی اور خوش تھا۔“

اس جہالت میں سلطانی کی روایت اور تفہازانی کے قول کو دو چیزیں شمار کرنے یہی مقصود تاظر ہی کہ مسلم الطہیں رکھ کر محروم کرنے کے سوا اور کیا یہ جب کہ حقیقت صرف یہ ہے کہ سلطانی نے وہ کچھ روایت کیا ہے وہ تفہازانی کا قول ہی ہے۔ یعنی دونوں عوامل ایک ہی چیز ہیں، مگر مولانا نے حقیقت کے زور سے انہیں دو کردا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تفہازانی کی بات مولانا کے دل کو بھی نہیں لئی اور وہ اس کو چاروں طرف سے مضبوط بنانے کی غلکیں ہیں اسی چکر میں نادانستان سے قلم سے ایسے دل میک پڑھتے ہیں۔

(۲۱) ص ۲۷ پر فرمائے ہیں کہ—  
”ہم ان تاریخی قیامت کو صحیح بخاری کے مقابلہ پر کوئی اہمیت نہیں دے سکتے۔ کی وارض روایت“

لہ یہ بھی فتحم صاحب نے اس چکری ہر کوئی سی بات کی ورنہ اسی کتاب میں وہ بخاری کی دھمکی بھر کر کر رہی ہیں۔ بخاری کی روایت تو نام دیکر ساتھی ہے کہ حضرت جسیں کے دن ان مبارک پر ابن زیاد نے چھٹی رائی فرمائیں ہم صاحب کو کجا جعل ہے اسی سے خراج جسیں حوال کیں کیلئے اس قصع نعل کو زیر بندی طوف ضوب کرنی چاہیے اس لئے بلا شکفت اپنے اجتہاد و قیامت اور بعض دیگر ناٹک روایات کی بخاری پر بندی کو چھٹی مارنے والا منوانا چلتے ہیں۔ عظمت بخاری اور اسی کے قلب میں ہوتی تو بھی یہ لغتی چال نیچلے۔ اس چال کا مطلب ہے کہ ابن زیاد کا نام بخاری نے غلط لیا۔ چھٹی بازو قوراںل زیر بند تھا کیا اسی کا نام اسی ہے جو بخاری ہے؟ اب بخاری بجا ہے مفتریت نہیں

کریں کہ یہ دونوں حضرات اپنے اپنے فن کے امام ہیں اور ان دونوں نے اس سلسلہ میں اتفاق کر لیا ہے اور انہیں ”مرافقہ“ کے باوجود اپنے حلن سے یہ بات نہ اُترے تو اس طرح اپنے حلن کو بھی ملائیں کہ ان بزرگوں نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ایسے ”نزارے انداز“ سے فرمایا ہے کہ وہ کام سلسلہ نہ ہے بلکہ اجتماعی بات ہو گئی۔ مولانا کے اس ”رضی اجماع“ کے استدلال کو دیکھ کر ان مطلقی ماحجز اُدی کی حقیقت یاد آگئی جعلنے سے خارج ہو کر جب اپنے مکان آئے تو ایک روز مکانے پر باب میٹھوں کے لئے دو اندھے پیش کئے گئے تھا جزو رحمہ ”جو منطق سے“ خاموش نہ رہ سکے بولے۔ میں انہی مطلق کے نزد میں ان اٹھوں کی تعداد پڑھا سکتا ہوں۔ شاخوں بھی کہ ایک شاہ اور ایک اٹھاری دو اندھے تو پہنچتے اور ایک ان دونوں کا مجود کل تین اندھے ہوتے وہ ہلمہ ہوتا۔ اپنے بڑی صفائی سے ان کی مطلق پر داد دی اور کہا اچھا بیٹا یہ اندھے جو پیٹھ میں چھوٹیں میں کھاتے لیتا ہوں باقی رہے وہ اندھے جو ان کے ذریعہ تم نے اپنی مطلق سے تیار کئے ہیں انھیں تم کھا لو۔

بالکل اسی طرح مولانا کا یہ استدلال یہ ہے جو میں دو کی بات کو مطلق کے زور سے اجتماعی بات فرمادیا گیا ہے، شاید مولانا کو بھی اپنے اس مطلقی اجماع“ کی کذر رہی کا احساس ہو ایسا مخنوں نے غیرہ اُس لیتھجیوں ان کی تحریر کے ذخیرہ احادیث“ کی کھڑرو اسیں لاحظہ فرمائیں (جو ان کیسے نہ بھی شاید اپنی ذاتی کلاس کے بعد ایسی کتاب میں نقل نہ فرمائی ہوں گی) اس مسلم میں مولانا کو اونھن کی ایک مفضل روایت بھی نظر آئی جسے بقول ہولانا“ سیانی روایت ہے کہ عوام نامہ کی لوگ روکر دیتے ہیں۔“ لیکن از راه احتیاط مولانا نے وہ روایت ہنسیں لی کہ سیانی ہونے کے الزام سے تو تھوڑے ہیں اب یہ درسری بات ہے کہ اس بناء پر وہ بقول خود ”ناسیبی“ ہو جائیں۔ خیر ہولانا نے وہ سیانی روایت تو نہیں لی۔ البتہ اس کا مضمون بدایہ کے حوالے سے ضرور نقل فرمایا جس کی تہمید اس محروم کی اندھے ارشاد ہوئی۔

ر ۹) صفحہ ۲۸۰ پر فرمائے ہیں۔

”اسی مخصوصوں کو قدرے اجمال کے ساتھ محدث ابن الی الریاض نے محمد بن اذ طریق سے روایت فرمایا ہے۔“

آخر جامی کی تھیں مولانا کوئی قیاس کے "شجر نومہ" کو ہاتھ لگانا پڑا اور بخاری کی واضح و سچ روایت کے مقابلہ میں (جس میں اپنی کے پاس سرے جانا بیان کیا گیا ہے) تاریخی قیاس کو اہمیت دینی پڑی۔ اس موقع پر رسول یہ بتاتا ہے اگر ابن ابی الدنيا کی حدثانیت اور بخاری شریف کی طفیل روایات نقلى دروازی بخاری پر پوری اُترتی تھیں تو مولانا کو ایسی بھٹکی دروازی کی خوبی خود روت کیوں جسم سیوس پرستی اور آر ان روایات ہی میں کوئی ضعف و سقم تھا جس کی بناء پر ان روایات کو بھی عقلي دروازی دلیل سے موبیدہ مونکد کرنے کی ضرورت تھی تو پھر مولانے یہ "حدثانیت" انداز کیا اصرفت مروع کرنے کیلئے اختیار فرمایا؟<sup>۹</sup>

(صلام) ص ۱۱۲ پر بدایا این تشریف سے ناقل ہیں:-

"جب ابن زیاد نے حسین کو من ان کے ماصحیوں کے قتل کردیا دراں کے سر زید کے پاس بھیج گوہہ افسان سے خوش ہوا اور اس کی وجہ سے ابن زیاد کا رتبہ اسکے پہلے بلند پہنچ گیا مگر اس خوشی پر تھوڑی درجی بھی نہ کھڑکی کتا تم ہووا۔"

اگر مولانا یہ بھی ظاہر فرمادیتے کہ یہ یہ نے ابن زیاد کا تربہ کی طرح ملکیت اتواس روایت کا دراویتی ہوئے بھی قابل قبول اور محققون پوچھاتا اور اس کی نقلى دروازی خیبت بھی غیر مشکوک بھائی دوسرے اس عبارت سے تو صرف اسی تدریاندازہ ہوتا ہے کہ قتل حسین سے خوش ہو کر زید نے پہلے تو "واه واه شا باش و ستاد باش" مردان حسین لکھن جراک اللہ سجنان اللہ وغیرہ "قسم کے الفاظ کے جھے این کثیر وغیرہ جیسے حضراتؐ این زیاد کا تربہ کیوں کر دیا، میں جب علی طور پر بعد میں کوئی تربہ کی ترقی دبلدی پر ٹھوک کر دیا، میں ایک جبھی کھٹکی ہے کہ اصل نظرتہ آئی تو ان بزرگوں نے اسے زید کی نمائستہ تھیر فرمادیا اور ظاہر ہے کہ یہ شریع کس قدر مھکل خیز ہے۔ اس کے علاوہ این کثیر کی مدد رجہ بالا عبارت میں ایک یہ بات بھی کھٹکی ہے کہ اصل عربی عبارت میں "بعث بر ذہب" کیا لگا ہے جس کا ظاہری مطلب تو یہی ہے کہ ابن زیاد نے حضرت حسین اور ان کے ساتھی قسم محتکوئین و خدماء کے سروں کو زید کے پاس بھیجا رہا تھا کہ بات غالباً ایسی ہے جو اب تک کسی کرایہ کے نو صخوان نے بھی نہ کی ہو گی

ہے کہ — ابن زیاد کے پاس حضرت حسین کا سر لایا گیا" — "دھندر"

مولانا کا ارشاد سر آنکھوں پر بخاری کی روایت کے مقابلہ میں تاریخی قیاسات کو اہمیت نہ دیتی چاہئے بلکہ کیا جاگتے کہ بخاری کی روایت بعد تھریتی جس کی تفصیل دیں تھے مولانا کو پہلے تو عالمہ عین کے ذریعہ مندرجہ اتنکے بخایا بھرا بن جو کہ ذریعہ طبرانی کی تھی صخر و کیر کیک مولانا کی رسائی ہوئی تھیں اور "مومنین" کے گیرہ و تفصیل بھی جب باعث تکیں شہقی اور "مومنین" کے گیرہ و میکاں کوئی صورت نہ نکل سکی تو مولانے عالمہ عینی سے مزید تفصیلات سانکھ و موجبات گیریں حاصل فرمائیں اور اس طرح ان سب روایات کو بخاری کی "صحیح اور دلخی" روایت کے ساتھ تول کر وزن بڑھانے کی ایسی کوشش کی جس کیلئے "مقابلہ" کا فقط بھی کچھ ہلاکا ہو گا ہاں اسے مولانا کی نظریاتی رسیج کہا جاتے ہو بات دوسری ہے۔

(صلام) ص ۱۱۲ پر فرماتے ہیں کہ:-

"اب جب کہ حضرت حسین کے ایک ادنیع قبل حنال الدین رحمہم سے جدائے جانکا ثبوت معاشرات ثابت ہوتا ہے تو ہمیں کیوں نہیں کہیر بن زید کے دربار میں پہنچا یا لگا ہو آخر اس واقعہ کی روایت سے کیا وھر انکار ہو سکتی ہے۔"

مجھیں نہیں آتا کہ مولانا اس قدر پریشان کیوں ہیں کہ پہلے تو فقہاری کے کلام سے قتل حسین سے صرف زید کی خوشی ظاہر و ثابت نہ رہی پھر ابن ابی الدنيا کی صحیت روایت سے زید کا قاتل حسین ہونا اور زید ہی کے سامنے حسین کا پیش ہونا اور زید ہی کا اپنی حضرتی سے اسے پوچھ دیکھنے خوشی ظاہر کرنا ثابت فرمانا چاہا، لیکن کچھ سروچ کہ بخاری شریف کی اہمیت کا خال اگیا اور بخاری کی رائے تھری و بھل روایت کا اہم اور ہمارا یکرا اس کے طفیل میں مندرجہ ازو طبرانی اور منی و سخی الباری نبہی کے تو اقتداء سات میں فرمادیتے گر لطف یہ کہ ان سب ہوالوں سے نہ تو زید کا قاتل حسین ہونا ثابت کر سکے اور نہ ہی قتل حسین سے زید کی رضا و خوشی پر مستدلل کی کوئی بیسیں نکال سکتے تو

بزرگ کو عمر ننانی کہا ہی نہیں اس سلسلے مولانا کا یہ الزوم بالکل بیجا ہے اب رہا اس کا فاسق ہونا سویرے مولانا ثابت نے فرمائے۔ اس سلسلے پر دعویٰ بلاد میں رہا اور دلیل کے مسلمانوں جو چھوٹے مولانا نے فرمائی ہے اس کے متعلق آئندہ معلومات انشاء اللہ پڑت کافی حد تک تشفی بخش ثابت ہوں گی۔

(۲۴) ص ۱۲۵ پر فرماتے ہیں کہ:-

”میں تو مجھنا ہوں کہ خود عباسی صاحب کے اپنے احتراف سے بھی بزرگ نہ کافی واضح ہے خواہ ۱۹۵۰ء کی مردی کے خلاف ہی کہوں نہ پوچھو کہ انہیں بزرگ کی نکتہ چینوں کا احتراف ہے ۱۹۵۰ء میں پراں کی طرف سے کی جاتی تھیں۔“

عباسی صاحب فرماتے ہیں:-

”امیر بزرگ حضرت حسینؑ کے حادثہ کا صدمہ ملت تھا۔ ابو الحسن وغیرہ شیعہ رادیوں نے کہلایے کہ اس حادثہ کی خبر سنتے ہی رجھ سے جواب ہو گئے اور آنکھوں میں آنسو بھرا لئے مگر ذاتی تعلقات کے علاوہ حکومت اور پبلک امور کا بھاں تک تعلق ان کے خروج کا تھا اس پر نکتہ چینی کی جاتی تھی۔“ (خلافت معاد و بزرگ حصہ ۱۹۵۱-۱۹۵۲)

عباسی صاحب کی مندرجہ بالا عبارت سے فتنہ بزرگ ثابت کرنے میں مولانا نے توکال ہی کردیا اس کی شریع و فقہ فرمائی ہے اسے دیکھ کر شہہ ہوتا ہے کہ مولانا اسی ہموئی آنکھوں کا مطلب نہیں تھا ریفارم ہے ہیں، بلکہ شاید بخاری شریف کے کمیشکل ترجمہ الباب کی توجیہ و انطباق کے لئے ایڑی جوڑی کا زد لگا رہے ہیں جس کا تجوید ہوا ہی مگر خود مولانا کی حراد بھی واضح نہ ہو سکی کام مطلب تو خطب ہوا ہی مگر خود مولانا کی حراد بھی واضح نہ ہو سکی حالانکہ عباسی صاحب کی عبارت کام مطلب صرف اس قدر ہے کہ حضرت حسینؑ اللہ عز کے ساتھ و شرداری وغیرہ کی بناء پر بزرگ کے تعلقات ذاتی طور پر تو تھے کہ جو نکل حضرت حسینؑ کا ”خروج“ ایک ایسا اندام تھا جو نظام حکومت اور پبلک امور پر اثر انداز ہوتا تھا جس کی وجہ سے یہ الفرادی

مگر افسوس کرنے مولانا نے ”بڑا ہم“ کے جمع ہونے کی کوئی توجیہ نہیں اور نہیں کہ اسی نے زیادتی میں اپنے نامی ظاہر ریاست کی مدد کیا (۲۴) مسئلہ پر فرماتے ہیں کہ:-

”پھر افضل میں پر یغم واقعی تھا۔ تو اس علم قاتل کو کوئی مزادیتا معلوم کر دیتا یا کہم اس سے باز پرس ہی کرتا، لیکن بقول حافظ ابن کثیر کے:-

وقد لعن ابن شریاد علیه  
بزریہ ابن زیاد پر حفت توکی اور  
فلہ و شتمہ فی ما یظہ هر  
لست بر احمد بن علی کہتا اس پر کہ آئندہ  
وینما عرب و نک لم یعزز لعلی  
ذالث ولد اعقبہ ولد اذل  
لحداً بیعیب علیہ ذالث  
والله اعلم“  
(البیان و النہایہ ص ۲۳۷)

+ + + + +  
”میاناسے ابن شیر کی یہ عبارت مبنی قیاسی تصور کی تائید کے لئے نقش و فرمادی مگر اس عبارت کا آخری فقرہ جو کام کا حصہ ہے بالکل نظر انداز فرمائے جی کہ ترجمہ میں بھی اس کی طرف تھیں فرمائی۔ یعنی ماناظہ ابن شیر کو بھی سباقی روایوں کے پیش نظر جب بھی بھن میش آئی جو ہمارے مولانا کو پریشان کئے ہوئے ہے تو انہوں نے اپنے دل کا مطہر کرنے کے لئے آخری ”دانش اعلم“ بھی کہدا جس کا مطلب یہی ہے کہ سب المیں مصدا و ارجیہ معموق باتیں ہیں وہ کچھ میں نہیں آتیں ان کا حقیقی علم تو اقتدار تعالیٰ ہی کو ہو سکتا ہے۔

(۲۵) مسئلہ پر فرماتے ہیں کہ:-  
”آن احوال کے ہوتے ہوئے جنکہ مادات مسلمین اور اجلد صاحب کے ساتھ یہ توہین و قتل اور ان کی ایذاوں پر خشنودیوں کے یہ معاملات ایک سربراہ کی سرکردگی میں اور خود اس سربراہ کے ہاتھوں نایاب ہو رہے ہیں تو اسے مرتباً کہیں گے یا خاص و فاجر“  
مولانا کے سویں جملہ کا جواب یہ ہے کہ عباسی صاحب

بھی ان کے خلاف دل کی بھروس نکالی ہے۔ ندوۃ الصفین، دارالصلفین جیسے سونی صدی یا ۲۰۰۰ دینہی ادارے سے "سیر الصواب" وغیرہ ناموں سے جو تباہی شائع ہوئی ہیں مولانا نے شاید ان کو ملاحظہ ہی نہ فرایا ہرگاہ اور زان کو حضرت معاویہ علیہ  
کی شان ہیں بھی گستاخان ان کتابوں میں بجا ہیں اور شاید ان کی خیرت دینی ان کو ان کتابوں کی تردید پر بھی اسی طرح آمادہ کر دی  
(۲۸) صلک پر فرمائے ہیں کہ:-

"فتن تو فتن، بعض الحکم کے یہاں تو زیریں کی تکفیر نکل  
مسئلہ بھی زیر بحث آگئا۔ گویہ جموروں کا سلک نہیں  
لیکن اس سکم از کم اس کے فتن کی تصدیق اور تأکید  
پر ضرور ہو جاتی ہے۔"

مولانا کی دلیل جس قدر زور دار ہے اس کا انداز کرنے کے لئے اگر آپ زیریکا نام ٹکار جاہت دار العلوم دیوبند کو رکھ کر یونیورسیٹ کو "فتن تو فتن علیہ حرمن" کے یہاں تو "جاہت دار العلوم دیوبند" کی تکفیر نکل کا مسئلہ بھی زیر بحث آگئا ہے گویہ جموروں کا سلک نہیں، لیکن اس سے کم از کم اسکے فتن کی تصدیق اور تأکید ضرور ہو جاتی ہے۔"

واس دلیل کی حقیقت آپ پر اچھی طرح روشن ہو جائی اور علوم ہو جاتے گا کہ بناء الفاسد علی الفاسد" کے کہتے ہیں۔ ہمارے مولانا نے اس بحث میں جس قدر جبارات لفظ فرانی ہی وہ سب اسی بناء الفاسد علی الفاسد" ہی کے قبیل ہے جس کو نہ جس طرح علیت ہیں کی طرف سے "طلائی دیوبند" کی تکفیر فلپائنی پر ہوئے کی وجہ سے ان کے فتن کی بھی دلیل نہیں بن سکتی۔ اسی طرح ان اکابر و مشائخ سلف زادوں اس سارے کے ساتھ ایو چنف و طبری جیسے علمائی راویوں کی روایت پر منی ہوئے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں جن کی تسلیعی عباسی صاحب نے اچھی طرح مکholm دی ہے اگر مولانا کو عباسی صاحب کی تردید فرانی ہی تو اس کا صحیح طریقہ یہ ہوا کہ پہلے عباسی صاحب کے پیش کر دھلان کی فلپائن واقع فرمائے ان کے عالمجات کی تغییط فرمائے اسکے بعد اپنا تھیڈہ یا نظریہ پس نہ کروں اس کے دلائل بیان فرمائے سکو مولانا نے یہ سب بھون دیکی۔ یعنی ساری تکابیلی پر "نظراً

چیز نہ رہ گئی تھی، بلکہ اجتماعی رنگ اختیار کر گئی تھی اس لئے ان کے اقدام "خرف" کے تعلقات کی بناء پر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا، بلکہ اس پر نکتہ جیسی کی جاتی تھی۔  
(۲۹) صلک پر فرمائے ہیں کہ:-

"تعامل یہ نکال کر جو اسی صاحب کے دعویٰ را اعتراف کے معاطفی نہ یہ حضرت حسین پر مسلم اموریں الزام  
بعاد اور حرم بدحیدی دعہ بدنگی عائد کیا کرتا تھا  
جو بیانہ الزام خیانت کے مراد ہے اور وہ اتنی  
و شخصی خیانت سے کہیں زیادہ اشتبھ و ناپاک تر  
خیانت ہے۔"

زیریں کا فتنی ثابت کرنے کے لئے مولانا کی بینظیقانہ دلیل بالآخر اسی انداز کی ہے جسی کہ یہی حضرات (حفظہ اللہ علیہ) نے  
تفویۃ الایمان سے اہانت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کرنے  
کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یعنی عباسی صاحب نے تو حضرت  
حسین کو بدحیدی دعہ بدنگی نہیں ٹھیکرا یا بلکہ ان کے خروج کو  
غلط فہمی پرستی قرار دے کر اجتہادی خطاب کھاتا تو مولانا کے  
حال ہی بھی "۱۱" کی شان عالی کے منانی نہ تھی مگر مولانا بہرہ سی  
اس کا مطلب یہ قرار ہے رہے ہیں کہ عباسی صاحب نے  
نہوز بالذر حضرت حسین کو بدحیدی دعہ بدنگی نہیں ٹھیکرا۔ اگر یہ زرمتی  
جاہت ہے تو جنگیں جنگیں کے فرائیں پر بھی اسی معقول دلیل  
کو جاری کیجئے اور کہتے کہ حضرت امیر معاویہ نے حضرت علی  
کو قتل عمان میں شریک مانا اور ان کو اسی زبردست بھیست  
کا مرکب گردانا در حاکمیت وہ اس سے بر جی تھے تو کیا ایک  
جلل القدر صاحب در وايت اور اہل بیت محابی پر یہی ناپاک  
الزام لگانا حضرت معاویہ کی صفائی ہے یا نہوز بالذر منہ ان کے  
فتن پر ٹھیک رکنا نہ ہے۔

ہم کو مولانا نے اُمید تو پیسے ہے کہ وہ اس دلیل کو سليم فراز کر  
اس پر خاموشی ہی اختیار فرمائیں گے اور ان کی رنگ حیثیت  
قطعًا جوش میں نہ آئے گی جیسا کہ اس تک شاہد ہوتا ہے اک  
حضرت امیر معاویہ کی شان میں کیا کیسی گستاخیاں کی ہیں اور  
نصرت شیعوں نے بلکہ بہت سے "رضف زدہ" شیعوں نے

پر کوئی تعمید فرمائی (جو اخیں کیا ہے) اسی کے استفادہ کے حساب میں امام غزالی نے صادر فرمایا تھا، حالانکہ ضرورت تھی کہ جہاں مولانا نے قتل حسین سے نزدیکی رضا و سرت ثابت کی تھی وہاں امام غسل الدین کے ان جملوں کی نزدیک محفوظ رہنے کی بھی فکر فرماتے امام غزالی فرماتے ہیں:-

و من نہم ان یزید امر  
قتل حسین کا حکم دیا اپنے خانہ میں  
فتنی انسان پسلم بہ نایا  
کا اظہار کیا تو جانتا چاہئے کہ وہ  
شخص پرے درجہ کا حق ہے۔  
(ابن خلکان ص ۲۶۷)  
لابن خلکان ص ۲۶۷  
سے۔ یزید پر لعنت بھیت کی جھوٹ تو مولانا نے دیدی مگر امام غزالی کے ان جملوں پر کچھ روشنی نہ ڈالی (جو عباسی صاحب نے مولانا کے حافظ ابن کثیر کی بدایہ کے والے سے تقلیل کئے تھے) فرماتے ہیں:-

و من من شتمه ولعنه  
سب و شتم کرنے سے منع کیا ہے  
لاؤ نہ مسلم ولمرثیت  
کیونکہ وہ مسلمان تھا اور ثابت  
رضی بقتل الحسين - واما  
الترجمہ علیہ فحاشیزیں  
مستحب بل محن نسخوم  
علیہ فی جملۃ المسلمين  
والحاومنین عموماً فے  
الصلوات (بدایہ ص ۲۶۷)

+ + + +  
+ + + +  
+ + + +  
ان من درجہ بالا مثالوں کو دیکھ کر ماندا ہے، بتاس پھر کہ شاید عباسی صاحب کی پیری وی بغیر مولانا کے لئے بھی کوئی دسرجاہرہ کارہیں۔ اسی بناء پر وہ بھی اپنی نظریاتی اور سیاستی  
کو عظیم دعوت فکر اور تحقیقات کا لمحہ گرا نامایہ قرار دینے میں  
کسی قسم کا کلفت نہیں قوس نہیں فرمائے ہے، بلکہ اس  
نظریاتی رسمیت کی دُصُن میں وہ اس بُری طرح بتاتا ہیں اور اپنی  
بات کی بجا گنج کا جذبہ ان پر اس قدر سوچی ہے کہ ان لو

کے نئے کچھ دارجات تو فرام فرماتے لیکن عباسی کے کلام پر مطلع کام نہیں فرمایا جس کی کچھ مثالیں تو تجھے صفات میں بھی پیش کی جا چکی ہیں چند مثالیں ہیں بھی ملاحظہ ہوں مثلاً:-

(۱) یزید کا فتنہ ثابت کرنے کے لئے مولانا کو "شرح فقہ الکبر" اور "حودۃ العیون" کی وہ عبارتیں تو مل سکیں جن میں زیر دید پڑھنا چو شی  
نہ دیواری اور صیتوں سے شکار وغیرہ کا اسلام لگایا گیا ہے، مگر عباسی صاحب نے تراپے کے باریکیں لفظ اشراب کی تھیں تو اسکا فلسفہ یعنی کا جواز از الفرمایا تھا مولانا نے شاید اس کو اسی احوال جواب سمجھا کہ خود بھی لا جواب ہو گئے۔ اسی طرح عباسی صاحب اس نہ الکاجوہ  
بھی نہیں پڑا اس لئے نظر انداز فرمائے جو اخیوں نے حجۃ الاسلام امام غزالی کے شاگرد قاضی ابی یحییٰ بن عربی کی کتاب "العوام من القوام" ص ۲۶۷ سے نقل کیا تھا فرماتے ہیں۔ سلہ

وھذا ایدل علی عظیم منزلہ اور یہ اسی بات کی دلیل ہے کہ  
(امام احمد) نہیں دیکھا اور (امیر بن عبدی)  
پر دخلہ فی جملة زھاد  
یزید کی اس درج عظمہ مزدہت  
دشان تھی کہ ان کو زمانہ عصایہ  
یعنی بقوطهم و بر عویہ من  
تابعین کے تردد میں شامل کیا جائے  
اقوال کی پیری دی کی جاتی ہے اور جس  
وعظیم و نعم و ما ادخله  
الا فی جملة الصحابة قیل  
ان بخیز جمال ذکر المتابعين  
فیان هذہ امن ذکر الموزع  
شامل کیا جائیں کیا ہیں ان پر مساق  
لہ فی المحرر و انوی عزالیۃ  
الستھیرون ۹۰ العوام  
من القوام ص ۲۶۷

کیا ان لوگوں کو اس پر شرم نہیں  
آئی؟ (خلافاً معاویہ و یزید ص ۲۶۷)  
لے۔ یزید پر لعنت بھیت کی اجازت بھی دی گئی اور یزید کو ممتاز  
جن میں یزید پر لعنت بھیت کی اجازت بھی دی گئی اور یزید کو ممتاز  
نوش دند بازو وغیرہ بھی ظاہر کیا گیا مگر مولانا نے تو العوام کی  
منور روح بالا جو الکاجوہ کا کوئی جواب دیا اور نہ امام غزالی کے شرطی

ہیں اور بعض نہیں" سمجھوں ہیں آنکہ مولانا نے یہ در حقیقت بلکہ کافر تک کافتوئی صادر فرمائے میں تو کوئی باک نہیں محسوس فرمائے لیکن جواز لعنت کے تصور سے کیوں گیر فرمائے ہیں ریاض الحصوص ایسی صورت میں جب کہ مولانا کی نقل کے مطابق امام احمد ارشاد فرماتے ہیں کہ مولانا کی نقل کے مطابق امام احمد، لعنت صحیح ہے دشمن کر باندھ دیجید (ص ۱۳۱) آخر جمع لعنت نبی پیر اثر ارباب تفقیح ہیں تو مولانا بھی تو ان میں سے کہیں کیا کے مغلب بی ہوں گے ان کو منند من قلنیست کیوں گیریتے۔

(سم) صنکلہ پر فرماتے ہیں کہ:-

"اس عبارت سے انہی مجتہدین کا سندک واضح

ہو جاتا ہے کہ رب حضرات یزید کے فتن کے قاتل  
مکہ اس لئے لعنت کا سندل زر عذاب آیا تھا کہ امام  
احمد بن حنبل نے تواریخ میں کہ کہا کہ اللہ نے اپنی  
کتاب میں یہی میں یزید پر لعنت بھی ہے۔"

اس کے بعد ابن حوزی کی روایت نقل فرمائی ہے جس  
نحوی یہ ہے کہ:-

"صالح بن امام احمد بن حنبل نے اپنے والد احمد بن  
حنبل سے کہا کہ بعض لوگ ہم بر الزام الگاتہ ہیں کہ یہ  
یزید کے حرامی ہیں تو امام احمد نے فرمایا کہ میاں کوئی  
الشیری ایمان لائے والا ایسا ہو گا جیزید سے دوستی  
کا دام بھرے؟ اور میں اس پر لعنت کیوں نہ کوئی  
جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اخ"۔ (صوات عن حرمۃ)

مولانا نے شاید طے کر لیا ہے کہ ان کو اپنے مطلب کیا واقع  
جو روایت بھی مل جائے گی اس کو آنکھ بند کر کے انی کتابی  
لے لیں گے۔ چنانچہ مندرجہ بالا روایت مولانا نے کس آسانی  
سے بغیر حرج و قدر نقل فرمادی، حالانکہ اگر وہ ذرا بھی خور  
تأمل سے کام لیتے تو اس روایت کے تاریخ دا کو الگ الگ  
دھکائی دیتے اور ان کی بھی میں آسانی سے یہ بات آجائی کہ  
روایت مصنوعی اور مفہومی ہے۔ کیونکہ اس میں امام احمد کے مطابق  
کا یہ کہنا کہ بعض لوگ ہم بر زید کے حرامی ہوتے کا الزام الگاتہ  
ہیں، کوئی معنی رکھتے ہے اور اس سے صفات ظاہر ہے کہ کتابی

انی دلیلوں کے صحیح و زدن کا بھی اندازہ نہیں ہو یا اس اور وہ ایک  
دلیل میں کرنے کے بعد خود ہمیں اس دلیل سے کچھ غیر مطمئن ہو جاتے  
ہیں تو دوسری دلیل میں فرماتے ہیں اور جب اس کو بھی عشرتی  
خیال فرماتے ہیں تو تیسری دلیل بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ اسی  
ترتیب یہ کہ طول طویل بحث میں مولانا جس پر شان خیالی اور  
تفصیلی میں بتلا ہیں اس کی تظیر شاید مشکل ہی سے مل سکے  
مثال کے لئے طلاق حظر ہوں مولانا کی یہ جمارات جو دلیل کے  
نمبر میں میں ہیں۔

(۲۹) صنکلہ پر فرماتے ہیں کہ:-

"اس سے واضح ہے کہ اخلاقت الگ ہے تو یزید کی  
کشفیت ہے لفیقین میں نہیں۔"

بھر خدہ سطرون کے بعد فرماتے ہیں:-

"مام ہمدرد سہنگی لعنت اندھہ کا فاسدی  
ہے مکنہ اس سے یہ احتفاظ لعنت کا سندل  
در حیثیت یزید کے فتن کی ایک سبق دلیل ہے۔"

اور آگے مکمل صنکلہ پر فرماتے ہیں:-

"اس جمارت سے یزید کا فتن متفق علمی ہو جاتا  
ہے۔ البتہ نام یہ لعنت کرنے میں علماء مختلف رأی  
میں بعض جواز کے قائل ہیں اور بعض نہیں۔"

یکجا اور آگے جل کردہ مری کے حوالہ سے الہراسی کا قول  
صنکلہ پر نقل فرماتے ہیں کہ:-

"ابہرہا سلف صالحین کا قول ہے اس کی لعنت کے  
باش میں تو اس میں امام ابو حیفہ، امام بالک، امام احمد  
بن حنبل کے دو شیعے قول ہیں ایک صریح کے مطابق یہک  
لٹوچ کے مطابق اور ہمارے دا الہراسی روایتی شافعی کے  
تردیدک یہی قول ہے یعنی صریح کے مطابق یعنی  
صریح لعنت کا جواز۔"

ظاہر ہے کہ اس عبارت کا مطلب تو یہ ہو اک ایک  
قول کے مطابق امام ارباب کے نزدیک سنا ملے کرنے پر لعنت  
بھیجا جائز ہے تو بھر مولانا کے ارشاد کا مطلب کیا ہوا کہ  
"لعنت کرنے میں علماء مختلف الرأی ہیں بعض جواز کے قائل

حضرت امام احمد بن زید کو الجملہ زید صاحبہ و تابعین شمار کیا تھا جس کا حوالہ عباسی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحات ۲۳۵۶ میں دیا ہے اور خود آپ نے بھی اس کی تردید نہ فرمائی سچ تسلیم فرمایا ہے۔

زیر گردودں بد نہ بولے گو کوئی ہیری نہ  
سچی گنبد کی صد ایسی کہے ویسی نہ  
(۳۴۳) ص ۱۳۷ پر فرمائے ہیں کہ:-

"یہ سب شہادتیں ہیں نہ اس لئے شعن ہیں کہ  
ہیں زیر یہ پر لعنت کرنے سے کوئی خاص وجہی ہے  
اور نہ ہی ان لعنت ثابت کرنے والے علماء و ائمہ  
کامشا نہ یہ پر لعنت کو بطور وظیفہ کے پیش کرنا ہے  
— ان کا مسئلہ زیادہ سے زیادہ لعنت کا جائز است  
کرنے ہے لعنت کو واجب بتلانا ہیں۔ اور ہر عرض  
و درس سے ائمہ علم زیر یہ پر لعنت کرنے کو پسند نہیں  
فرماتے جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے  
ہیں " لوگوں پر لعنت کرنے میں خطر و ہی خطر ہے  
اور لعنت سے نجح جانے اور زبان روک لینے  
میں خطر کی لعنت الجیس سے بھی ہر ک جانے میں  
کوئی خطر نہیں چہ جائیکہ اس کے کسی پر لعنت  
بھی نہیں میں خطر ہو۔"

مولانا بھی مفید طلب عبارات جمع کرنے پر  
اس طبق ہوئے ہیں کہ ابھی تک تو طبے ٹبے محدثین و  
مفسرین اور فقہاء و حنفیین کی عبارات سے زیر یہ کافا من و  
مستحق لعنت ہوتا ثابت فرماتے ہیں، لیکن جب لعنت سے  
خاموشی اختیار کرنے کا خال آیا اور اس میں ان کو کسی نکلام  
فقیر یا محبت و مفسر کا دامن نہ ملا تو بد رہہ جبوری ایک ہونی  
صافی تعزیز امام غزالی کا دامن پکڑنا مناسب جانا اداهان کے  
کلام سے ان فقہاء و محدثین کا منشاء تعزیز فرمایا حالانکہ اگر ان  
عده فاقہا ترجیح میں مولانا سے تسامح ہوا یا کا تسب کی غلطی سے  
نہ " چھوٹ گیا درد ترجیح ہو ناچاہتے تھا" لعنت نہ یعنی  
میں خطر ہو۔" ۱۲ رومنی۔

میں امام احمد بن زید کو الجملہ زید صاحبہ و تابعین جو شمار کیا تھا  
بالکل واقعی تھا۔ اسی تحریر کی باقیوں کی وجہ سے لوگ امام احمد کو زیر یہ  
کا حامل تیکھتے ہیں ہوں گے اس لئے اخبوں نے امام احمد کی  
حایات کو ختم کرنے کے لئے ان کے صاحب ذاتے کی زبانی ایک  
حکومی ہوئی روایت ادا کر ادی۔

واسم ص ۱۳۸ پر صوانی کی مذکورہ بالاعبارت نقل فرمائے کے بعد  
فرملئے ہیں کہ:-

"اس عبارت سے اول توبہ و اضع ہوا کہ امام احمد  
نوریکیت حیثیت میں زیر یہ کام تھے بلکہ کار فراخنا  
کیونکہ امام احمد سے نسائی عظم فرمائکر زیر یہ کو اپنے سخت  
لعنت فرمائے ہیں جس کے معنی زیر یہ کے قائل ہے  
کے صاف نکلتے ہیں۔"

سچھیں نہیں آتا کہ جب بقول مولانا "زیر یہ کے قائل جسیں  
ہونے کی صریح روایات موجود نہیں اور زیر یہ کے ناسخ و مستحق  
لعنت ہونے پر اللہ تعالیٰ سے لیکر ائمہ اور بعدہ تک تحقق تھے تو بار بار  
خود مولانا کو اچھا دادستہ امام کی حاجت گیوں پیش آئی اور ایسے  
صاد و صرع الفاظ سے بھی معنی نکالنے کی ضرورت کیوں ہیوں  
(۳۴۳) ص ۱۳۷ پر فرماتے ہیں کہ:-

"گو عباسی صاحبیت زیر یہ تک پیغمبر امام کو چھوڑ دیا  
ہرف اسی صنک ان کا دامن سختے رہے جس حد  
تک ان کے ایک غریب قول سے "اہ" جسیں کے  
تابعی ثابت ہو جاسکی تک تو قع تھی۔"

عباسی صاحب کی طرف سے اس کا ترکی تتر کی جواب  
یوں دیا جاسکتا ہے کہ مولانا نے بھی صلح ایں احمد کی روایت کو  
حضرت جسیں کے تابعی ہوئے کے سلسلے میں تو فرمائکر زیر یہ  
دیا اور انھیں صالح کی روایت حب ابن جوزی کی معرفت  
مولانا کی تو زیر یہ کو "خدمانی طبعون" تک فرمائے کے لئے تیار  
ہو گئے۔ اسی طبق ایں جوزی کی روایت کے مطابق امام احمد کے  
ہوا اول مفید طلب میں ان میں تو مولانا امام احمد کا دامن جملہ  
ہے یہ اور خود امام احمد کی ذاتی تصنیف کتاب الزہد تک پہنچنے  
اہ احمد کا دامن مولانا کے باخنسے بے ساختہ چھوٹ گیا ہے۔

معلوم پوتا ہے کہ حضرت امام غزالی کا صوفیانہ شورہ تو مولانا نے نقل فرمادیا مگر اس کے ساتھ ہی ساختہ اندر شریعتی میدا ہو گیا کہیں ایسا نہ ہو لوگ واقعی امام غزالیؒ کے تصوف کا شکار ہو جائیں اور سرسے سے فتنہ بزیدی ہی کا انکار کر دیں اور اس طرح بزید کو فاسق و یعنی ثابت کرنے کے سامنے مخصوصی خال میں بزمیں، تو زور اُمولانا نے استدرائی فرمائنا شروع کر دیا اور اس سلسلہ میں ان کو عمر بن عبد العزیز کی مثال بھی مل گئی۔ لیکن اگر اس مثال کے ساتھ مولانا عباسی صاحب کے ان اقتبات میں جواب بھی ہرجست فرمادیے تو شاید دیانت سے بعد نہ ہوتا، مگر خدا جانے کیوں مولانا عباسی صاحب کے ذمہ بارے سے تعریض فرماتا اپنی شان علم کے خلاف بچتے ہیں اور زندگی صاحبیت تو

ایپی کتاب میں ص ۲۳۸ پر الحرام  
من القوام کے حاشیہ سے  
نقل کیا تھا جس کا تحریر ہے

آپ حضرات پہاڑے میں  
مودودہ سلطان کو خلیفہ کہتے ہیں  
اور میں آپ کا شیعہ بھائی ہوتے  
ہوئے بھی با اعلان کہتا ہوں کہ بزید  
کی ایک مستقل دلیل اور ورزی شہادت  
کی تھیت مجدد ساطھ چاروں یہ  
مکتبیہ تخلیقی دینوں سے  
کے زیادہ حق تھا اور شرع خودی پر عمل ہے اسی نے میں  
ان سے زیادہ صادق تھے۔ پھر کہاں ان کے والد معاویہ کا درجہ  
اور منزلت ہے؟

اسی طرح عباسی صاحب نے علامہ ابن تیمیہ کی نہایح السنہ  
سے اپنی کتاب کے ص ۲۳۲ و ۲۳۳ پر ج نقل کیا ہے اس کا تحریر  
خلاصہ یہ ہے۔

”لہس ان جس سے ہر ایک اسی معنی و احتمال سے امام  
خاک اس کو قتل اور حاصل تھا اور وقت علیکر اس کے  
پاس تھی۔ وہی حدود شرعیہ تمام کرتا تھا اور کفار  
سے جہاد کرتا تھا۔ اسی معنی و احتمال سے وہ امیر بزیدی

غفاریہ اور علامہ کامشا پیغمبریہ بھی انہی کے کلام سے ثابت  
فریما چاہئے تھا اور نہیہ تو کوئی بات نہ ہوتی کہ بزید کو فاسق  
سمجھی ملامت قرار دیتے کے لئے تو عبارتیں بیش ہوں لگے  
مجتہدین اور فقہاء و محدثین کی اور لعنت سے خاموش  
رہنے کا مفہوم تین گز کے لئے صرف امام شزاؒ کی  
بیچارے رہ جائیں۔ اگر امام غزالی کا کلام بھی قتل بل  
استناد ہو سکتا تھا تو مولانا کی نظر سے ان کا وہ کلام بھی تو  
گزرا ہو گا جیسے عباسی صاحب نے اپنی کتاب میں نقل  
کیا ہے اور اس کا کچھ حصہ صفحون زیر نظر کے گذشتہ صفحات  
میں بھی بیش لکھا چکا ہے۔

رم ۳، ص ۲۳۸ پر فرمائے ہیں کہ:-

”اگر بدایت کے بھاں کسی  
کے بالے میں لعنت کا جواز بلکہ  
لعنت کا سوال اٹھ جانا اسکے  
اصحہ کوہا اور کی دلیل بھی ہو سکتا  
بلکہ بد کوہاری اور سقی بی  
کی دلیل ہو سکتی ہے اس لئے  
یہ لعنت کے اقوال ان ائمہ  
کی طرف سے بلاشبہ بزید کے  
صحابہ کے خصائص اور خلافت راستہ کو ثابت کیا گیا  
پس کی ایک مستقل دلیل اور ورزی شہادت  
بے اور شیعہ مدہب کی حقیقت ظاہر کی گئی ہے  
بن معاویہ اپنی پاک سیرت کے احصار  
میں۔“

پھر حین سطروں کے بعد فرماتے ہیں:-  
”بہر حال بزید کا فتن و فجور اور بری شهرت شروع  
ہی سے اس درجہ برحقی کو اگر کسی داندھ سے کوئی  
اس کی مدد کا ہمیلوں تلاش کر کے نکال بھی لیتا تو  
بھصرہ علامہ فوراً اس کی قریبی کے لئے کمرستہ ہو جاتے۔“  
اس کی مثال دیتے ہوئے چند سطروں کے بعد ہے:-  
پر فرمائے ہیں کہ:-

”حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے معاشرؒ نے  
کسی سے بزید کو امیر المؤمنین کہدا ہوا اخون ٹکسیے تھا  
بیش کوڑو تکی مزاری۔ مل جنہر ہو تہذیب التہذیب ہے۔“

صاحب کی پیش کی ہوئی حضرات صحابہؓ کی عینی شہادت اب تک  
کی اس عبارت کے مقابلہ میں زیادہ ورنی ہیں بالخصوص جب کہ  
حضرت محمد بن خفیہ کی شہادت (وچھے صفحات میں لکھ ہوئی)  
اور صفائی کے راوی بھی یہی حافظ ابن قثیر ہیں۔ چنانچہ وہ  
فرسلتے ہیں۔

وقد مثل محمد بن الحنفیہ اور جب محمد بن خفیہ سے اس رفع  
فِذِ الْكَفَافِ نَامَتَمُّ مِنْ ذَالِكَ  
بِعَدِ الْأَمْتَانِ وَنَظَرَ هُمْ  
فِي يَوْمِ يَدِيدٍ وَرَدَ عَلَيْهِمْ مَا  
أَشَدَ الْأَمْتَانِ وَنَظَرَ هُمْ  
كَمَا يَنْسِي إِذْ تَرَكَتْ زَانَ  
الْأَمْتَانُ مِنْ شُرُوبِ الْخَمْرِ  
وَنَشَيَّ إِذْ تَرَكَتْ زَانَ  
دَرْوِكَهُ بَعْضُ الصلوة۔  
وَلَوْ كَانَتْ زَانَ  
رَمَلَتْ جَوَاهِيرَهُ۔ (البدایۃ التہایۃ)  
وَلَوْ كَانَتْ زَانَ  
رَحْلَاتْ مَهَارَویہ دَنْدَلَهُ۔

(اسم) مختار پر فرماتے ہیں کہ۔

"ابن قثیر کی یہ روایت تو سائی روایت ہیں یہ خود  
اس کا ارجمندی دعویٰ اور تاریخی آنکھ کا مشاہدہ ہے  
اگر بھی سائی روایت ہے تو اس کے جزو اول سے  
عباسی صاحبؓ کیوں استدلال فرایا ہے اور اگر سائی  
روایت نہیں بلکہ ابن قثیر کی معتبر اور مستند روایت  
ہے تو ان کی عبارت کے جزو ثانی سے استدلال  
کیوں نظر انداز کر دیا۔"

مولانا کی یہ جرح کچھ اس قسم ہے جس سے خود انکی شان  
علم و تحقیق مجرور ہے مذکور ہوتی اور اندازہ یہ ہو اک سائی  
اور اخیر سائی روایتوں میں فرق کرنے کا شعور مولانا کو بالکل نہیں  
ہے اور وہ اسی قسم کی تلفیق دلیلوں سے کسی روایت کے بھائی  
یا اخیر سائی کیوں کا فیصلہ فرماتے ہوں گے۔ حالانکہ مولانا کو  
اس میدان میں آئے اور "مشاجرات صحابہ" کے نازک پنجیدہ  
موضع پر قلمراٹھان سے پہلے سبائیوں میں ویسیس کاریوں کا فائز  
مطالعہ فراہم کر ان کی عماریوں اور مسکاریوں سے پوری واقعیت  
حوالے فرمائی چاہئے تھی سبائیوں کا تو خاص فن بھی ہے کہ  
وہ بمنظراً درست بن کر حق دشمنی ادا کرتے ہیں اس لئے ایسے

امام اور خلیفہ و سلطانی تھے۔ پس اپنی منت پر  
بزرگ عبدالملک یا الشعور وغیرہ کی امامت کے متعلق  
ہیں وہ اسی اعتبار سے ہے اور جو کہ اسی حضرت ابوالکھد  
کے بعد ایسی سی بات ہے جیسے کوئی حضرت ابوالکھد  
عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہم کی طریق کے بارعے میں تلاع  
کر کے یا بادشاہوں سے سری دعیر و نجاشی وغیرہ  
کے بارعے میں پکڑ کر وہ حکمراں نہ ہے۔  
شاید مولا نما بھی نظر راتی رسیرج "کاجواب" اندر یا تو  
بیسرچ ہی سے دینا چاہئے ہیں اس لئے ان کوں پس پیغیدہ طلب  
حوالے فرامیں کرنے کی فکر ہے۔ جاسی صاحبؓ کے دلائل کا جواب  
نہ اش کرنے کا موقع کہاں ہے۔

(۵۶) مختار پر فرماتے ہیں کہ جو

"جاسی صاحبؓ تو اب کثیر کی ناتمام عبارت سے  
بزرگ حسن کو اکا بیوت پیش کریں اور تو تمام افلاں  
کثیر حدیث رسول سے استشہاد کیے اس کی دیانتی  
بزرگداری ثابت کریں یہ نصروف عبارت ہی سیں  
ایک گورنر خیانت کے بھم معنی ہے۔ بلکہ مشاہدہ کے  
خلاف اس کی تاریخ کا تاجرانہ استعمال بھی ہے۔"

مولا نما ساری کتاب میں یہ ایک مثال ہے جس میں مولانا  
جاسی صاحبؓ کیک حوالہ پر ناتمام ہونے کا اعتراض فرمائی ہے  
گراس اعتراض کا دلیل اس لئے کہ جوز یادہ نہ رہ گیا کہ جاسی صاحبؓ  
نے اپنی کتاب کی منقول عبارت کے لئے بدایا اب کثیر اور تاریخ  
اسلام ذہبی دوکتاں کا حوالہ دیا تھا۔ لہذا تو اقتدیکدوں حوالہ  
کی تغییطہ ترددید نہ پوچھ جارت کے ناتمام ہونے کا اعتراض بھی  
ناتمام ہی رہے گا۔ ملا وہ ازیں جاسی صاحبؓ جب حضرت  
عبداللہ بن عباس اور حضرت محمد بن الحنفیہ جیسے حضرات کی عینی  
شہادات اور سانات سے بزرگی کی صلاح کاری اور نیک الہواری  
شہادت کرچکے تھے تو کوئی ضرورت نہ تھی کہ اب کثیر کے دھجے  
بھی نقل کرستے جو سائی ذہنیت کی بیڈ اور سرخ تھے اور جن کے  
ماقلین کے لئے قاضی ابی بکر بن عربی نے تو یہاں کس فرمادیک  
یہی لوگوں کو شرک کیوں نہیں آئی اس لئے انسان پڑھے کا کہ جاسی

بیانیں کتاب و منہج میں موجود ہیں۔"

مولانا کے بلند بانگ دعوے حقیقت نفس الامری سے کس قدر دور ہیں، اس کا اندازہ تو ناظرین کو گل شر صفات سے ایکی طرح ہو گیا ہو گا اس لئے دوبارہ یہاں کچھ عرض کرنا پاکت طبیول ہی ہو گا۔ البتر اس موقع پر مولانا مسٹر فلیک نظری دریافت کرنا ہے امید کہ جماعت دارالعلوم کے تمام افراد مخصوصاً تم صاحب اور صدر تغیری صاحب، پسے خود خوض کے بعد ذری صادر فرما کر عامۃ اسلامیین کی رہنمائی اور اور دینی تھیکداری "کا حق ادا فراہیت" استفاضہ ہے۔

کیا فرمائے ہیں علمائے جماعت دارالعلوم دیوبند اس مسئلہ میں کہ جو حضرات "فقیہ زیریڈ" کے قائل نہ ہوں اور دیقوں آپ کے فقیہ زیریڈ کے متفقہ بلکہ منصوص عقیدہ کا انکار فرمائے ہوں ان کے بارے میں ہم لوگوں کو کیا عقیدہ رکھنا چاہتے ہیں۔ مثلًا حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت محمد بن حنفیہ و عنی الدین یحییٰ در حنفیہ کے حالات نقل کئے جا چکھیں یا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ و جمیون نے اس فاسنے سے مختار تلقی کی رہائی کئے سفارش کی خلاف معاویہؓ یا ان کے صاحب زادے حضرت مامم و جمیون نے اپنی خدیحضرت ام مسکین کو اس "ناسخ" کے نکاح میں دیا۔ خلافت معاویہؓ یا حضرت ابو زرعہؓ شفیعی و جمیون نے زیریڈ کو طبقہ ملیا میں شامل اور ان کی حروی احادیث کا بھی انتہار کیا۔ خلافت معاویہؓ اسی طرح حضرت احمد بن حنبل و جمیون نے زیریڈ کو بھل زادہین صحابہؓ تابعین شمار کیا ہے۔ خلافت معاویہؓ یا فاضلی ای بکری عربی دین کی عبارتیں (قبل ہو چکیں) یا شیخ عبدالمفتیہ بن ذہبی الحنفی و جمیون نے زیریڈ کی ضمیلت میں نقل ایک کتاب ہی تصنیف فرمادی خلافت معاویہؓ مدد ۵۵۵

ارشاد فرمائی ہے یہ حضرات مذکورہ بالا اور مذکور حضرات جمیون نے زیریڈ کو فاسنہ سمجھا ہو مسلمان تھے یا آپ کے مرجوں "منصوص عقیدہ" کے انکار کی بناء پر نہ عذر باللہ من کافر تھے؟ معلوم ہوتا ہے کہ "بغض ابن معاویہؓ" کے جذبہ سے مغلوب ہو کر مولانا نے زیریڈ کو فاسنہ دبدین شفیر لئے کے لئے اپنی ساری

موقع میں ان کا خاص مکال بھی ہو گا کہ وہ زیریڈ کی طرف سے مسلمانوں کو ایسی روایتوں کے ذریعہ بدگمان کریں کہ ظاہر ہی نہ ہو سکے کہ یہ روایت کسی سبائی اور شیخ زیریڈ کی ہے یا کسی غیر حاذب دار منصب مراجع کی؟ جیسا کہ ابن کثیر کی ذریحت روایت کا اندازہ ہے جس میں نام کے لئے زیریڈ کی کچھ ایسی خوبیاں بھی لگادیں ہو زیریڈ کے ذریعہ کرد اور فقط اتنا اندازہ نہ ہے کہ پھر ان کے ساتھ ہی ساتھ اسے پرستے درجہ کا عیاش و بمعاش اور ادبیات سب ہی کچھ تو کہدا یا جسے "ماہران فرن سبائی" تو کچھ لگتے رہا اکھنوں نے ایسی روایت سے کام کی باتیں اور "برفن" حصہ "کالائے بد" کے طور پر راوی ہی کو والپرس کر دیا۔ مگر یہاں سے مولانا جیسے سید سے سادے حضرات ابھی اسی اشکال میں بدلہ ہیں کہ اگر یہ روایت سبائی ہے تو اس کے جزو اول میں زیریڈ کی حجج یوں ہے اور اگر سبائی نہیں ہے تو اس کے جزو ثالثی میں زیریڈ پر قدرح و تبرک یوں ہے؟

لہذا ایسی صورت میں جب کہ مولانا کی نظر دائی جلتہ شان علم و منصب حکیم الاسلامی کے باوجودی سبائی و خیسہ سبائی روایتوں کے مابالا ایتیاز پر نہیں ہے کس طرح یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اس سلسلے میں مولانا نے جو مساعی فرمائیں ہیں وہ مشکوک و پوچھ کر "حقیقت واقعیہ" سے ہمکنار بھی ہوتی ہوئی۔ (۱۳۱ ص ۱۳۲)

پروفیسر ہیں کہ:-

"بہر حال زیریڈ کے شق دفعوہ پر جلدی مجاہد کرم سریجے سب ہی تلقی ہیں خواہ مباٹیں ہوں یا محن المفین پھر امام مجتہدین بھی تلقی ہیں اور ان کے بعد علماء راجحین، محدثین، فقہاء۔ تو اس سے زیادہ زیریڈ کے فتنے کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہر مکتوب ہے؟ اس سے یہ بھی واضح ہے کہ یہ تاریخی نظر یہ نہیں۔ بلکہ ایک تھی اور کلامی مسئلہ ہے۔ مذہبی رسمی رجح کو زد اور آگے بڑھادیا جائے تو واضح ہو گا کہ فتنہ زیریڈ کا مسئلہ کوئی اجتماعی اور مسئلہ بھی نہیں۔ بلکہ ایک منصوص مسئلہ ہے جسکی

"حضرت عبد اللہ بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلقین کو جمع کیا اور فرمایا کہ ہم نے اس شخص (بزرگ) سے اللہ و رسول کی بیعت کی ہے۔ اگر مجھے حکومت ہو تو اک  
تمہیں سے کسی نے اس کی بیعت توڑدی یا اس شورش میں شریک ہوا تو پھر میرا اور اس کا فعل مجبویت کے لئے منقطع ہو جائے گا۔" (خلفت معاویہ بزید بن دوسرا زیریں مولانا کابن بطال کی نقل کے مطابق ان ابی شیبہ کی وہ روایت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ:-

"رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اڑاکوں کی حکومت سے بناہ مانگی اور اس کے بارعے میں یہ بھی فرمایا کہ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو دین کے لحاظ سے ٹاک ٹرچاوے گے اور ان کی تافرائی کو گئے تو تمہاری دنیا رجان (مال) تباہ ہو گی۔" (حضرت مسیح صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی مگر عقل و تدبیر اور دین کے لحاظ سے اگر بقول مولانا اس حدیث کے امیر کا مصدقہ نہ ہے

اور غیر مطیع حضرت حسین ہیں رجمن کو اپنی تافرائی کی بناء پر جان سے باخدا (خونا پڑا) تو لا جمال اس کے مطیعین وہ کثیر التعداد حضرات صحابہؓ بھی ہوں گے دھخنوں نے بزرگی اطاعت کر لئی تھی) اس صورت میں مولانا کا اپنا لکھجہ قائم کر اس کے لئے بھی تیار رہتا ہو گا کہ وہ ان مطیعین صحابہ کے لئے "دنیٰ ہلاکت" کا فتویٰ صادر فرمائیں پھر اسی پر میں بلکہ مولانا کو اپنے اور سب ایوں کے درمیان فرق بھی ظاہر کرنا ہو گا جو اسی طرح بڑی آسانی سے عام صحابہؓ کو نوذ باللہ منہ کافروں مرتدا اور بے دین قرار دیتے ہیں۔

تیسرا زیریں مولانا کا اسی ابن ابی شیبہ کی یہ روایت ہے کہ:-

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازاروں میں جعلی چہرے کہتے تھے کہ کل اللہ نے ہذا کاز ماں بھذپاے اور اڑاکوں کی حکومت کاز ماں بھی مجھے نہ پاتے۔۔۔" (اس حدیث میں) سترھ سے اور اڑاکوں کی حکومت سے پہلے ہی موت کی خواہش کی جاتی ہے مگر وجہ کچھ بھی نہیں ظاہر کیسی اگر اس کی وجہ بھی دیجی "دنیٰ ہلاکت" ہے تو پھر اسکال بھی وہی پہچا باؤ اور نہ کوئہ جو اور نہ میرے خیال میں الگیر روایت

ذکری صاحبین سرفرازیں اور یہ خود فرمایا کہ اس مذہبی رسمیرج کو دار آئے بڑھاتے کے دوسرے نتائج اس حدائق کا غلط بھی ہو سکتے ہیں اور سبائی روایتوں پر قین کس کے لئے اسی ایام مجاہدین کی فرضی نے اس کا فاعل دھکانے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا گا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس حضرت عبد اللہ بن عمر حضرت محمد بن خفیہ حضرت عاصم جیسے جملے القدر حضرات کے ایمان کی نوذ باللہ منہ خیر منانی پڑ جائے گی۔

(۲۷) صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہیں کہ:-

"اس سے تین ہو گیا لاجس امارت صیان سے ابو ہریرہ پناہ مانگتے تھے اور ملکہ حسن صیان کی بدھی اور شہوت را لی حدیث ابو سعید خدري میں مذکور تھی وہ بھی امداد میں جس کا دلیم سربراہ بزرگ دھاری بزرگی کی مدد و تدبیر اور دین کے لحاظ سے نایاب اور صبی تھے۔"

مولانا کو اس متعین "فضل و نعمت" کی پیشہ کے لئے تھی۔ تین ہڈکرنے پڑے ہیں تاؤ تنتکہ ان زنجوں کو ہم بھی سرط کریں اس شیج کی صحت و درستی کے بارعے میں پچھہ کہنا قبل از وقت ہے اتنے پہلے ان زنجوں کو ہی سط کرنا مناسب ہے۔ مولانا کا پہلا زیر بخاری کتاب الفتن کی یہ حدیث ہے:-

"فرمایا ابو ہریرہ نے ہیں نے صادر و مصدقہ حدائق ملکی کلم سے سنائے کہ میری امت کی بھائی چند قریشی اڑاکوں کے ہاتھوں پیغمبری شریف کتاب الفتن صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائے ہے کہ میری امت کی بھائی چند قریشی

باقی اس حدیث شریف کے الفاظ کا تعلق ہے وہ بالکل غیر واضح اور سبب تھے جس کی بناء پر مولانا کو اس نسبت تک پہنچنے کے لئے دوسرا نہیں طے کریں ہے اور دینی تھے لیکن ابھی تا کو زدن دار اور ناظرین کو مرجوب کرنے کے لئے بخاری کا امام یعنای بھی ضروری تھا اس لئے یہ روایت ذکر فرمادی ملکیک تنجب تریسے کہ مولانا کو بخاری کتاب الفتن کی یہ حدیث تو نظر پڑھی (جو زیریں کے بارعے میں واضح بھی نہ تھی) مگر اسی نسبت بخاری کی یہ حدیث نظر نہ پڑی جسے عباسی صاحب نے اپنی کتاب میں نقل کیا تھا اور جو زیریں کے بارعے میں مخصوص بھی تھی) کہ-

ان کے ذریعہ سے کسی عقیدہ کو وضع کرنے کی بہت کی جائے اس موقع پر بے ساختہ دھرم رکھنے کو جیسا تھا۔ مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ حضرت مولانا شاعر حمزہ صاحب تحدیت تھا یوں کیا علیہ الرحمۃ کے اب تو ہے پر تصریح فرطتے ہوئے تحریر فرایا تھا۔ مشہور تصریح ہے:-

گستہ ہیں شہسوار ہی میں اب جنگ میں (۳۹) صہل پر فرماتے ہیں کہ:-

”کون ہیں جانتا کہ آج کی حکومت ہند کیلیا  
عہدوں پر سوائے ہندووں کے دوسرا تو ہوں  
کے ازاد بالخصوص مسلمانوں کو رکھنے کی رواہ رہیں  
لیکن میں الاؤای اور بالخصوص اسلامی دنیا کا  
منہذ کرنے کے لئے چار گئے چینے نام مسلمانوں  
کے بھی رکھ چھوڑے ہیں۔— دنیا ان کی عدد  
شماری دیکھ کر ہمیشہ کہ شاید ساری حکومت ہند  
پر مسلمانوں کا غصہ ہے۔— اسی پر جاسی صاحب  
کی اس صفت گری کو قیاس لیا جائے کہ انھوں  
نے بھی جو عی طور پر اکابر کے کچھ ناموں کی فہرست  
پیش کر کے حکومت یزید کی صفائی پیش کر دی  
مولانا نے حکومت ہند کی مثال کھڑیا وہ موزوں پر  
دی۔ کیونکہ اس میں مختلف مذاہب کی نمائندگی کی بناء پر  
بکھد اتفاقی بھی ہے اس لئے اس مثال سے  
جاسی صاحب کی صفت گری واضح نہیں ہوتی اچھا  
ہوتا کہ مولانا ”آپ بیتی“ ہی بیان فرماتے یعنی اپنے دارالعلوم  
کی مجلس شوریٰ کی مثال کو سامنے رکھتے جس میں عرصہ تک  
حضرت تھا تو، حضرت راپورٹ، حضرت مولانا ایسا  
صاحب کاندھلوی دوغیر ہم من الاکابر، سکھاں لوگوں  
کو متاثر و مرحوب کرنے کے لئے حصہ برائے نام سر زبردست  
شائع کر دیتے جاتے تھے اور خفیہ ترکیبیں اس کے لئے ہوتی  
رہیں تھیں کہی طرح یہ اکابردارالعلوم کا بھی چھوٹوں دس تو ہزار  
کو من لئے طور پر چلایا جائے۔  
چنان تک پیری عقل کام کرتی ہے یہ مثال زیادہ۔

صحیح ہو تو مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس بناء پر تھا مانگی ہو کروہ آزمائش و فتنہ کا وقت ہو کا مسلمانوں کی خانہ جنگی و خوریزی ہو گی جس سے دو دو ہی رہنا اہمتر اور اسلام ہے اس۔ لئے اس حدیث میں قصیٰ یزید کو کوئی روشنی نہیں پڑتی۔

پھر تھا زینہ مولانا کا ابن اکثر کی نقل کردہ حضرت ابوسعید خدری کی یہ روایت ہے کہ:-

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سماں مسلمہ کے بعد ایسے خلف ہوئے چونمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوات نفس کی پیردی کریں گے وہ غفریب غی روادی جسمی میں ڈال دیجیے جائیں گے۔“

اس حدیث کے سلسلے میں اول تو کہنا ہے کہ صحیح  
ذکورہ بالا حدیث سے متعارض ہے اور ہر کوی حدیث میں  
سلطہ کا زمانہ وارہ ہو اور اس میں مسلمہ کے بعد کازماں  
بنایا گیا جس کا مصداق خلف ہوئے بعد سے لیکر شہرہ تک کا  
کوئی سال بھی ہو سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہنی ہے کہ اس  
حدیث میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کر  
یکسی امیر کی نشانہ ہی کرتی ہے اس میں تو ”خلف“ کا  
لفظ آیا ہے اور یہ لفظ ہر یعد کوئی نہیں ولے کے لئے بولا جاسکتا  
ہے اس لئے اس سے صرف حاکم مراد لینا بھی خاصی برسی  
ہے۔ علاوہ ازیں اگر یہ سیم بھی کر لیا جائے کہ اس سے مراد  
شہرہ ہی ہے تو پھر حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت  
محمد بن حفیظ رضی اللہ عنہما کی شہادت موجود ہوتے ہوئے  
یزید کو تارک صلواۃ اور عیاش و بد معاف شرار دے کر اس  
حدیث کا مصداق بنائیں کہان شہادت اور حق یہی کے  
ساتھ سا ہے یہ مثال طرازی اور صریح ظلم ہے۔

غفار حدادیت بخاری میں اسے ہوتے لفظ ”غایر“ کا  
مصداق یزید کو قرار دینے کے لئے مولانا نے تین زینے چیزیں جو  
اور تعمیر فرمائے اس قدر مکر و ثابت ہوتے کہ صحیح طور پر انکو  
”اخبار آحاد“ کا درج بھی نہیں دیا جاسکتا، چہ جائے کہ

وضعی حدیث سے ملیحہ تجھ کر مولانا نے اور پردہ کفر مایا اور مجھ تک رسانی کے لئے زینہ بنایا ہے۔ ممکن ہے وہ بھی اسی وضعی حدیث کی ابتدائی کلاماں ہوں اور اس صاف و صريح اور نام و نسبی پرشتم حدیث کو صحیح باور کر لئے کہ لئے زینہ ہو وار کرنے کی خاطر مشہور کی خانی ہوں تاکہ اس تدریجی تصریح و تشریح کی وجہ سے کسی کو وضوع حدیث کا شبه بھی نہ ہو۔

(۲۴۳) ص ۱۵۵ پر فرماتے ہیں کہ:-

”اس سے ہمیں انکار کیا جا سکتا کہ جیسے اس حدیث کا علم ہے مقبولین میں داخل کر رہا ہے ویسے ہی بخاری و غیرہ کی درسری احادیث کا عموم لے سے اس مقبولیت سے خارج بھی کر رہا ہے۔“

مجھسے ہمیں آنکھ بزید کی معرفت سے مولانا کو لیے گئے نقصان کا اندازہ ہے کہ ان کو حدیث معرفت میں بزید کا رسول بھی پسند نہیں اور وہ شخص بخاری کا نام میلکی معرفت بزید کی نقی فرمادیا چاہتے ہیں۔ حالانکہ معرفت کا تمہور تو وہ میں ہرٹھے اور لکھوڑک کے سوا جملہ معاصی معرفت کا محل پر سکتے ہیں۔ اس لئے اگر یہ ان بھی لیما جائے کہ قبول مولانا ”amarat سبیان“ والی حدیث کا مصدر ان بزید کی معرفت ممکن ہے یا انہیں اگر کہا جائے کہ اس کے باوجود بزید کی معرفت ممکن ہے یا انہیں اگر کہا جائے کہ معرفت بزید ممکن نہیں تو یہ بات تو بالکل صریح البطل ہے۔ لہذا یعنی ہم یوگیا کہ معرفت بزید ممکن ہے اور جب معرفت ممکن ہوئی تو پھر کیا مصلحت فہمی ہے کہ اس کو حدیث معرفت میں شامل مان کر مغفوس رحمم کا ایک فرد مان جائے۔

(۲۴۳) ص ۱۵۵ پر فرماتے ہیں کہ:-

”اسی طرح یہاں بھی جہاد سلطنتی کے سب شرکاء کے لئے وعدہ معرفت مام ہے مگر اسی طبعی شرط کیسا ہے کہ لوگ اخوندی کیفیات و احوال اور باطنیہ اساد جذبات پر باقی رہیں۔— لیکن اگر کسی کے قلبی احوال بگڑ جائیں اور تقویٰ کے وہ مقامات باقی نہ رہیں جو وقت جہاد کے توطیعاً حکم المعرفت۔ خاص فرد کے حق میں باقی نہ رہے گا۔“

کمزول مظہن ثابت ہوتی کہ سب ایک ہی مسلک و مذہب کے افراد سچے اور نص صخر سنی و اکبر سنی یا جنوری و غیرہ مذہبی قسم کا ناضر تھا اور مولانا کے ارشاد کے مطابق اسی قسم کی منفعت گرجی بزیدی حکومت میں ہوتی تھی اس لئے یہ شال زیادہ مناسب ہے۔ فیسے مولانا کو اختیار ہے وہ چاہیں تو قریب ہی کی مشال دیں یا دیپی کی مشال صینے اتنی دور جائیں۔

(۲۴۳) ص ۱۵۶ پر فرماتے ہیں کہ:-

”یکن یہ عوام جہاں داقع کے خلاف ہے وہیں ل رسول کا معاشر ہے بھی ہے جس میں اس حکومت کو ”amarat سبیان“ کہا گیا ہے اور ذاتی اور اجتماعی تباہ کا ریا کی فہرست پیش کر دی ہے۔“

اگر قول رسول کا معاشر ہے ”ہونا پاہنے ثبوت کو نہ پیچ سکا تو کیا ہو گا۔ مولانا اگر اس صورت کے لئے کوئی مفترکتے ہوں تو خیر و نہ مناسب بھی ہے کہ وہ اپنا کوئی مفترکا شیش فریاں اور حدیث من کذب علی متعتمداً الحدیث و حقیقت دوستہ میری طرف کوئی فلسطینیں غلط بات نہ سوچ کر وہ اپنا لٹکنا جنمیں میں بنلے کوئی مال میں فرموش نہ فرمائیں۔

(۲۴۳) ص ۱۵۶ پر فرماتے ہیں کہ:-

”جیسے الیعید ہے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اپنے فرمایا کہ ”میری امت کا امرد حکم عدل کے ساتھ فائم ہے گا۔ یہاں تک کہ پہلا وہ شخص جو اسے تباہ کرے گا جی اُمیہ میں سے ہو گا جسے بزید کہا جاتے گا۔“ لیکن یہم نے اس قسم کی روایتوں اس لئے پیش نہیں کیا کہ ان کی سندوں میں کلام کیا گیا ہے۔“

کیا گیا ہے۔“

نماز میں بادلی کے باوجود ”من زبولیم“ کہنا یوں فوں کی حکایت میں تو مشہور تھا اگر ازاد را ہو شیاری و تعلیماتی کی سی روایت کو ذکر کر کے یہ فرمائا گا ہم نے اس قسم کی روایتوں کو اس سے پیش نہیں کیا کہ ان کی سندوں میں کلام کیا گیا ہے۔“ ہر ایک سے شاید کن نہ پڑے۔

مولانا نے شاید خود نہیں فرمایا کہ جن احادیث کو اس

بزریہ فاسق فاجر تو روز اول ہی سے تھا۔ لیکن خیر طور پر حق و  
خوب کارکتا تھا جو تمام حضرات سے پوشیدہ تھا مگر غلیظ  
پوئے کے بعد وہ خوب گھل کھیلا۔ تو اب سوال یہ ہے کہ  
جب وہ پیدائشی اور ما در زاد فاسق تھا تو حدیث  
میں شامل ہونے کا سچن تو وہ کسی وقت بھی نہیں تھا۔ لہذا  
یہ طول طول بحثیں آخر کس لئے ہیں کہ وہ پہلے تو حدیث بشارت  
میں داخل تھا مگر بعد کو خارج ہو گیا۔ پھر اسے مولانا نے  
جب اس کا "سرمکون" تلاش فرمایا تو اب یہ فرمانا کہ  
پہلے اس کے حالات اچھے تھے بعد کو بدلتے ہیں بالکل بے پروا  
بات ہے۔

(۵۴) ص ۲۱ پر فرماتے ہیں کہ:-

"اس سے بھی زیادہ واقعات سے اقرب اس  
حدیث کی تشریح یہ ہے کہ جمادی سلطنتی سے  
بزریہ کی سابقیات کی مغفرت کردی گئی تو وہ  
مخفود رحمہم میں حقیقتاً داخل ہو گیا، لیکن  
بعد کی سیاست کی مغفرت کا اس میں کوئی جوہ  
نہیں تھا "مغفور لهم" کو ایسا ابدی حکم سمجھنا کہ  
بزریہ کے مرتد نکل کے تمام حق و خوب کی مغفر  
ہو گئی۔ مغض ذہنی اختراع ہے حدیث کا  
دولوں نہیں۔"

مولانا نے اس کو تو ذہنی اختراع فرمادیا مگر اپنی  
تفسیر فرمودہ تو جسمہ کے لئے بچھن فرمایا۔ حالانکہ مولانا کی  
تو جسمہ بھی صحیح ہے۔ کونکہ اس حدیث مغفرت میں تو  
مغفرت کو مطلق رکھا گیا ہے جس کا ظاہراً اور عبارت مطلب  
یہ ہے کہ مغفرت تمام سیاست کے لئے ہو گی اور اگر حصہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اس مغفرت کو متفہم و تحدید فرمایا جائے  
 تو وہی عنوان اختیار فرماتے جو اس قسم کی بعض درمری  
امدادیت میں موجود ہے۔ مثلاً فرماتے کہ سلطنتی کے جہاد  
میں شرکت اقبال یا ماضی کے لئے مغفرت ہے۔

مولانا اگر زراسی تکلیفت قرار کر جماری شریعت اور  
فتح الباری ملاحظہ فرمائیتے یا عباسی صاحب ہی کی کتاب کے

مولانا کی اس عمارت کو طور پر مزیدی کو کالت کا خال  
تodel سے نکل گیا۔ المثل خدا اپنی منکر مغلی کر خدا نہ کر ده الگ اللہ  
تعالیٰ نے مولانا جیسے کسی شخص کے سپرد خفیہ انکو اتری کردی اور  
اس اللہ کے ہند سے مجھی اسی طرح قلبی کیفیات و احوال اور  
باطنی نیات و جذبات اور تقویٰ کے مقامات دیکھ دیکھ کر  
مغفرت کا سریعہ نیکت دینا مشروع کیا تو پھر شاید چشم کو مجھی  
"ہل من مزید تکھنے کی نوبت نہ آئے گی تو وہ بال اللہ منہجہ"  
(۲۴) مختار پر فرماتے ہیں کہ:-

"میں اسی طرح چہار سلطنتیہ والی حدیث بشارت  
مغفرت کے عوام میں بزریہ بھجو شامل تھا جسکے معنی یہ  
تھے کہ اس کے اس وقت کے احوال و اعمال مقبول  
یا مغفور نہیں۔ جب وہ بدلتے تو طبعاً وہ بشارت  
بھی اس کے حق میں باقی نہ رہی۔ پس جب بزریہ  
کا حوال اچھا تھا بشارت قائم تھی جب مدل گیا تو  
بشارت بھی اٹھ گئی۔ اب سوال الگرہ جائیے  
تو یہ کہ آیا بزریہ کے احوال بدلتے یاد ہی سبق  
باقی ہے؟ تو اس کا فیصلہ تائیج نہ کر دیا ہے کہ  
بدل گئے۔"

مولانا کے ارشاد کی تردید میری طرف سے نہ توہین  
ہی زیادہ ہو سکتی ہے اور نہ مناسب ہی بھوگی اس لئے  
بہتر ہی ہے کہ سارے ناظرون مولانا ہی کے قلم سے اس کی  
تردید بخچی ملاحظہ فرمائیں۔ اپنی کتاب کے ص ۱۵۹ پر خود  
مولانا فرماتے ہیں کہ داں وقت بزریہ کے لواہ حالات  
ظاہر نہ کئے جو بعد میں ظاہر ہوئے۔ جن جن حضرات  
نے اس وقت اس کی ویسیعہ دی کو سلیم کیا وہ بھی مزید کے  
"سرمکون" کے ظاہر نہ ہونے کے سبب حق بجا نہیں تھے۔  
اور ص ۱۶۰ پر مولانا حضرت مدینی کی یہ عبارت نقل فرماتے  
ہیں کہ داں کے حق و خوب کا حل ایسے ظہور ان حضرات  
معلوم ہے کہ سامنے نہ ہوا تھا اور خفیہ بہ اعمالیاں وہ جو کرتا  
تھا اس کی ان کو اطلاع نہ تھی۔

ظاہر ہے کہ ان عمارت کا صاف طلب یہ ہے کہ

غور سے دیکھ لیتے تو ان کو دوسری حدیث بشارات کے وہ الفاظ  
بھی مل جاتے۔

اس کی ان کو اطلاع رفیقی۔ (مکتوب انجیخ الاسلام مفتاح ۲۷۸)

ہلکتہ مولانا نے جامی صاحب کی صنایع دکھانے کیلئے  
جو کوشش فرمائی وہ کچھ اس سر کی ہے جس کے ساتھ فارسی میں دیگر  
رانضیحت و خود انصیحت "کہا جاتا ہے۔ بھی ہوا کہ حضرت  
مدینی کا جو انتباہ جامی صاحب نے پیش کیا تھا اس کو پانچ طفرے  
کے خلاف دیکھ کر مولانا نے فو رأ حضرت مدینی کا ایک دوسراء  
انتباہ پیش فرمادیا اگر اس صنعت گزی کے ساتھ کم مولانا مدنی  
کا جو انتباہ جامی صاحب نے پیش کیا تھا اس کے آخری جملے  
ہماسے مولانا کو بہت زیادہ خلاف طفرے تھے تو انہیں ظفر انداز فراہوا  
چنانچہ جامی صاحب کے انتباہ میں ہم کو مولانا مدنی کے یہ جملے  
بھی ظفر آتے ہیں "خود بزرگ کے متعلق بھی تاریخی روایات مبارف  
اور آپ کے تناقض سے خالی ہیں۔" جن کو مولانا نے اپنے ظفر انداز  
کے خلاف دیکھ کر اپنی کتاب میں نقل کرنا ہی مصلحت نہ جانا۔

اب حضرت مدینی نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کے متعلق  
بھی سن لیجئے کہ حضرت مدینی نے جو کچھ فرمایا ہے اس کی حیثیت  
ایک تحریر سے زائد نہیں ہے جیسا کہ حضرت شاہ صاحب دہلوی  
اور حضرت نالو قوی دکنی کوئی علیهم الرحمۃ کے نے بھی پہلے عرض  
کیا جا چکا ہے اور اس کے توجیہ میں بھا ایک توت یہ بھی  
ہے کہ حضرت شکریو پی توجیہ کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ  
بزرگ حضرت امیر معاویہ کی حیات میں اچھا تھا بعد کو اس کے  
حالات بیٹھے اور حضرت مدینی نے فرماتے ہیں کہ بزرگ کے حالات  
بڑے تو شروع ہی سے تھے مگر پہلے اس کی بد اعمالیں خفیہ  
ہوتی رہیں جن کی اطلاع لوگوں کو نہیں کیا تھا جو کہ مروان  
ان حضرات کے ارشادات میں یہ صریح تعارض اس کی کھلی  
ڈیل ہے کہ ان کے فرمودات توجیہ ہیں اور ان توجیہات  
کو حدیث بشارات سے بزرگ کو خارج کرنے کے لئے استعمال  
کرنا بھی صحیح نہیں، کیونکہ حدیث بشارات سے بزرگ کا خارج  
ہر تو عمل ممکنی کے بس کا ہے اور نہ سلطانی وابن نبی کی کے  
افتخار ہے اور نہ مولانا کی "جماعت ارالعلوم" ہی کوخت  
کی گیٹ کپری سپردی کی گئی ہے۔ کیا جب حماد قسطنطنسیا پر  
خصوص اہمیت کی بناء پر یہ حصوصیت بھی رکھتا ہو کہ اسیں

ادل جیش من امیت میری امت کا بھلی فوج جو جبری جہاد  
یقزد عن السبحرا کو جی پسرو جہاد کے واجب ہو گئی (بخاری محدث  
قداد جبو۔) صنکدہ بخاری خلاف معاویہ دریں مصلحت  
اور جامی کی نقل کے مطابق فتح الباری میں اسکی الشیع  
یہ ہے دای دیجتھ لحمد بنه الحنفی (اس قشیعہ کے مطابق تو  
تمام مشکار جہاد کے لئے جنت واجب ہو گئی اور بقول ابن تیمیہ  
اس فوج کا برترین مختار میں شامل تھا اور چونکہ ارشاد دنیوی  
پیش گوئی کے طور پر واقع ہوا ہے اس لئے اس میں تخلف بھی ممکن  
نہیں۔ چنانچہ اسی بناء پر حافظ ابن کثیر اس کو ختم دلائل بیوت ذکر  
فرماتے ہیں "لہذا اتنا پڑے گا کہ اگر یہ اس فوج میں شامل تھا  
ذاس حدیث کی رو سے وہ بھی ضمیم ہے اس کے لئے بھی مفتر و  
جنت واجب ہے اب رہا نہ یہ کی شرکت جہاد کا ثبوت تو یہ  
شرکت ایسی دافعی اور ہیئت ہے جس کا انکار نہیں بن سکا بلکہ  
این تیمہ نے توہین تک فرمادیا کہ اسی حدیث بشارات کی طرف  
نیز یہ قسطنطنسیہ پر جہاد کیا تھا۔ (منہاج السنۃ بحوالہ خلاف معاویہ کا  
و ۱۴۳) صلت پر فرماتے ہیں کہ:-

"بھروسی صنایعی سے جامی صداقت حضرت مولانا  
سید علی احمد مدینی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ حجارت تو نقل  
کردی جو انہوں نے امیر معاویہ کے اتحاد پر یہی  
پرانے ملائمت دفع کرنے کے لئے تحریر فرمائی  
اور اس میں بزرگ کے بھی اس وقت کے اچھے حالات  
پر رشی فدائی کہ حملہ خود مبنیوں قسطنطنسیہ پر  
بڑی افواج سے حل کر کے وغیرہ میں (بزرگ) کو آزمایا  
چاچ کا تھام تاریخ شاہزادے کے مغارہ کو علیور میں بزرگ  
سلے کار بائے غایاں انجام دیتے ام۔" (خلافت معاویہ کا  
لیکن حضرت مولانا ہی کی آئی کی عبارت چھوڑ گئے جو  
بزرگ کے فتنہ دبور سے متعلق حقیقت کہ:-  
"وس کے فتن دبور کا عالمیہ ہمہ ران ر حضرت معاویہ  
کے سلیمانیہ نہ ہوا اور خصیبہ پرید اعمالیان وہ کرتا

کلامہ تخریج من افواہم (بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے) گمان یہ ہے کہ ہمارے مولانا کو بھی ابن نبیر و قسطلانی کی یہ بات کردا جسوس ہوتی تو انہوں نے یہ توجیہ فرمائی کہ "پس اگر نبیر یہاں اسلام سے مرتد نہیں ہوا تو پھر مجھ پر خوبیں اسلام ان عورت کیفیات و احوال سے تو ضرور مرتد ہو گیا جو غزوہ قسطنطینیہ کے وقت اس میں مان لی جائیں کہ تھیں اس لئے ان کیفیات سابقہ کا حکم بھی اس کے حق میں باقی نہ رہا جو عموم شارٹ سے فائم ہوا تھا۔ علاوہ مولانا کی اس توجیہ کو اگر عذر لگانا ہے پہتمراز لگانا ہے جسے تو بھاجا ہو گا یعنی ابن نبیر و قسطلانی نے تو نفس ایمان ہی کی نقی کا دعویٰ فرمایا اس حدیث بشارت سے نبید کو خارج کیا تھا جو اصولی طور پر تو صحیح تھا مگر کلام صرف ایسیں تھا کہ نبید کو کافر و مرتد کس طرح کہا جائے کا جلد وہ کافروں مرتد ہوا ہی نہ تھا۔ لیکن ہمارے میلانے والے پانیعماں اور سخت فرمادیا اور کیفیات و احوال کے لحاظ سے بھی انتداد کی ایک بخی خلک نکال کر نبید کے حکم اور اس پر جماعت دار العلم کی بھی چوتھی تصدیق ثبت فرمادی۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

(۲۸) ص ۱۶۷ پر فرماتے ہیں کہ:-

"در نبر نیک اور شفیقی یا "متفقور لہ" کو حلیفہ مسلمین بھی ہونا چاہئے"

من ضعیف ضعیف بجود مردوں پر مستتا ہے اسکی بھی بھی اڑائی حاجی ہے۔ مولانا امبل کو اپنی بھی کافشارہ بنائی ہے میں لگ کر میلانا اس کے لئے بھی تباہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خلافت کا بجود دعویٰ فرمایا تھا اور حضرات صحابہ اپنی فضیلت و حق بر جاستہاد فرمادیا اس کا مشاہد کیا تھا؟ کیا اس کا مشاہد بھی نہیں تھا کہ میں نیک اور شفیقی یا متفقور لہ ہونے کی وجہ سے خلافت کا زیادہ سخت ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس انداز سے دعویٰ ہے اور استشہاد کا مطلب یہی تھا تو اس کی جواب دیجی مولانا ہی کے ذمہ ضروری ہے کیونکہ اس استشہاد کو ٹے

شرکت کرنے والوں کی معرفت انتہ تعالیٰ نے واجب ہی فرمادی ہو۔ پھر یہ توجیہ بھی اس وقت ہے جب کہ نبید کے "کوار تبعیج" کے ساتھ اضافے کی حقیقت بھی رکھتے ہوں ورنہ آئی را کہ حساب پاک از حماۃ پر چاہے چہ پاک" (یعنی جب کہ نہیں تو ٹوکیا) (۲۹) ص ۱۶۸ پر فرماتے ہیں کہ:-

"اس عمارت سے واضح ہے کہ جملب اور دوسرے لوگ جھوٹے نبید کی فضیلت یا خلافت پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ ابن نبیر و قسطلانی کی شکا ہوں میں مشترک اور متعادل ہیں جس کو انہوں نے بنی امیر کی حمایت بھاگ چکوں کیا ہے۔"

تعجب ہوتا ہے کہ آخر مولانا کے تلیب ہمارک تک سبائی پر ویلگنڈ کس طرح پہنچ کر اسیا حالگزیں ہو گیا کہ وہ "بغفن ابن معادی" میں اس طرح بتلا ہو گئے کہ کسی اچھی بُری بات کی تبریک نہیں فرمائے اور جو بات بھی ان کو مفہی مطلبی بخاتی ہے اس کو نقل فرمائے میں ادنیٰ تماں سے بھی کام نہیں پہنچتا۔ مثلاً ابن نبیر و قسطلانی وغیرہ کا یہ فرمایا کہ "جملب وغیرہ نے اس حدیث سے نبید کی فضیلت پر جو استدلال کیا ہے اس کا مشابہی امیر کی بھجا حمایت ہے۔" ظاہر ہے کہ درجہ کیک اور سیف بات ہے کہ کیونکہ اس کے جواب میں بہت سان ہے کہ ترمی یہ ترمی یہ کہدا ہے کہ ابن نبیر اور قسطلانی نے نبید کو حدیث بشارت سے خارج کرنے کے لئے جو کچھ کہا ہے وہ نبید کی بھیاد شفیقی اور بیوی عباس کی بھجا حمایت میں کہا ہے یا مساویوں کے پروپرٹی سے متنازع ہو کر کہا ہے جس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ ان تھضرات نے اپنے کلام میں نبید کو کافر و مرتد کی فرض کر لیا ہے۔ اب اگر لقول مولانا نے کہ کلام کو حدیث رسول کا معاصرہ کہا جاتے تو بیجانہ ہو گا۔ کیونکہ ایک شخص کے لئے ربا الفرض وہ بڑا بردست ہنگار بھی ہو، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرمائیں کہ تمہار قسطنطینیہ کی وجہ سے اس کی معرفت ہو جائے گی یا اس نے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ اور ابن نبیر و قسطلانی اس کی بے جا ہوئی میں یہ فرمائیں کہ شخص مرتد و کافر ہے۔ کبرت

اور اسی عبارت میں نبی یہ کی جگہ سفیان بن عوف کا جانا  
صیغہ ترقی کے ساتھ ضعیف روایت کے طور پر نقل کیا گیا ہے بلکہ  
خود مولانا بھی صحت پر اسی کو علامہ عینی کا قول تحریر فرمایا ہے اب  
جب کہ مولانا خود ہی اپنی تردید فرمائے ہیں تامل نہیں خراستہ تو درست  
وگر کس طرح پوچھ سکتے ہیں۔

(۴۰) محدث پر غرماستہ ہیں کہ:-

"پھر یہ شرکت کس نوعیت کی ہے؟" موسیٰ پر ابن اثیر  
نے رد ہی ڈال دی ہے کہ نبی یہ اس چہاد میں خدا اپنے  
داعیتی شرکت نہیں ہوا بلکہ اپنے والد بزرگوار کے  
حکم سے اور انہوں نے یہ حکم بھی اسے اگر دیا تو قریباً  
دیا اما کہ اس کی صیغہ پرستی پر کوئی نظر نہ ہے"

مولانا کو "بغض ابن معادی" سے جھوپ پوکارا سے کافروں  
مرتد اور ختمی ثابت کرنے کے لئے سائنسے ہی بھت توکرے پڑے  
رسہیں ہیں۔ چنانچہ جب اور با توں سے کام چلتا ہیں دھکائی  
دیا اور نبی یہ کی امارت مشرکت جہاد ناقابل انکار تھیں تو  
مولانا کو ضرورت حسوس ہوئی کہ نبی یہ کی شرکت جہاد کی نوعیت  
پر غور فرمائیں اس مصلسل میں مولانا کو نہ تو امام المؤمنین سے اور  
نہ حافظ حدیث ابن کثیر، اس لئے این اثیر کے والد سے نیقتل  
فرماتے ہیں کہ نبی یہ اس چہاد میں اپنی رغبت اور خوشی سے نہیں  
شرکت ہوا تھا بلکہ حضرت امیر معادی نے منزلاً اور تعریف  
ذبر کستی اس کو چہاد میں بھیج دیا تھا۔

مولانا نے این اثیر کے اس من گھڑت افسانے سے نبی یہ کی  
شرکت جہاد کی حقیقت پر رد ہی تو ضرور ڈالی مگر اس کا تصحیح  
یہ ہوا کہ اس سے مولانا مددی کے مندرجہ ذیل کلمات تاریکی میں  
پڑھتے۔ فرماتے ہیں:-

"حثک خود استبلوں (قططانیہ) پر پڑی افواج سے  
حل کرست وغیرہ میں نبی یہ کو آزمایا جا چکا تھا۔ تابع  
شاہینہ کے معاشر کو علیہ میں نبی یہ کا راستہ نہیں  
انجام دیتے"

پھر لطف یہ کہ مولانا مددی کی یہ تاریخی شہادت ہم اسے  
"حکیم الاسلام" کو بھی تسلیم ہے۔ چنانچہ خدا انہوں نے بھی اپنی

نور دشمن کے ساتھ مولانا نے اپنی کتاب کے صفحات ۱۵۶ و ۱۵۷  
پر نقل فرمایا اور نہ عباسی صاحب تو بقول این خلدون افضل  
کر چکو ہے کہ فضیل بن اسے کو صحیح لانتہ ہیں۔  
(۴۱) ص ۱۵۷ پر فرماتے ہیں کہ:-

"ساختہ ہی یہ بھی بخوبی خاطر پہنچا اعتماد القادری  
شائع بخاری نے جملہ کی اس شرح سرائی اور  
حاجت بزید پر نکتہ صحیح کرتے ہوئے اسے نسلیم ہی ہے  
لیکن قسطنطینیہ کے جس غزوہ میں اکابر صحابہ ترقیت  
پختے تھے وہ نبی یہ کی تیادت ہے جو اسکا تھا۔ یہ کیون یہ  
اس کا اہل ہے نہ تھا کہ یہ اکابر صحابہ اس کی خدمت  
اوہ قیادت میں دیدیتے ہیں۔"

اس تھہی کے بعد مولانا نے عینی ریشمی عحدۃ الف ری  
کی عبارت لذال برلی جس میں صاحبہ مرآۃ "سے نقل کیا گیا ہے  
کہ" زیادہ تر بخی بات یہ ہے کہ نبی یہ اس معاویہ۔ قسطنطینیہ کا غزوہ  
عکشہ میں کیا اور (ضعیف روایت کے طور پر) کیا گیا ہے کہ اس قیادت  
معاویہ نے قسطنطینیہ پر پڑھائی کے لئے ایک شکر بھیجا اس کے  
امیر سفیان بن عوف تھے۔"

خدمطروں کے بعد اسی عبارت میں کہا گیا ہے کہ "یہ  
کہتا ہوں تھلی ہوئی بات یہ ہے کہ یہ اکابر صحابہ اس  
سفیان بن عوف کے ساتھ تھے کیونکہ نبی یہ  
اس کا اہل نہ تھا کہ یہ طرف پڑھے صحابہ طے اس کی خدمت میں ہیں۔"  
اسی قرع پر بھی مولانا نے تھوڑی سی دستاویزی فرمائی۔ یہ اور  
اور اس روایت کو صاحبہ مرآۃ کی طرف مسوب کرنے کے لئے  
"میں کہتا ہوں" کے بعد میں القوسین صاحبہ مرآۃ کا اضافہ  
فرمایا۔ حالانکہ یہ تھلی ہوئی عنسلط بات علامہ عینی کی تھی مگر  
علامہ عینی کی طرف اس کی مثبت پوزن سے اس کا ذرعن شاید کچھ  
کم پوچھا جائے اس نے مولانا نے اس تو جوہہ کو صاحبہ مرآۃ کے سر  
رکھنا ہی مناسب خیال فرمایا اور یہ تو چاکریہ تو جوہہ صاحبہ مرآۃ  
کی کس طبق ہو سکتی ہے جس سے کاری اسی عبارت میں صاحبہ مرآۃ  
اوپر پھٹل کیا گیا ہو کہ "زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ نبی یہ اس معاویہ  
نے قسطنطینیہ کا غزوہ ۱۵۷ھ میں کیا"

(ترجمہ) تیری عمر کی قسم ہیں اس نگر سے باشندہ محبت کرنا  
پوں جہاں سکینہ اور بارب میریاں کمرتی ہیں میں  
ان دونوں سے محبت کرنا ہوں بھرا پاتا ال دا سپر  
خروج کرتا ہوں اور اس ہیں کسی طامتہ کرنے والے  
(ناصع مشغف) کی طامتہ کا کوئی موقع نہیں ہے۔  
میں ان "اصحیں" کی بات زندگی بھر نہیں سنتے کہ  
یہاں تک کہیں قسم جلوجاوں ہے۔

در ترجیح میر لعل کی پامدی نہیں کی گئی ہے)

(اس لئے نے یہ بھی شاعری) پر اصر ارض کا جواب ہر شر  
یہ چیز کہ "شعرش بدر سہ کہ برد" آخر اس کے اشعار  
کو بدر سہ اور دارالاًئمہ رشیک کوں لے گیا اور کیوں لیگیا  
(۲۵) حصہ پر فرمائے ہیں کہ:-

"زیب حضرت" اماً حمام کا یہ ادق نہ انہیں  
سے کسی ایک درست کے خلاف ھٹپڑا ہے کون کے  
اس فعل پر ناجائزیا نہ اس بہ نکلی تہمت  
لگائی جائے جو ذوزی نے کہ صہیں میں گھسنے زیب اسی  
صراحت سے لگائی ہے۔"

عساںی صاحب ذوزی کے منہ میں گھسنے یا کیمیا در  
گھٹے اس کو تو المذری بھتر جانتا ہے ہم کو تو صرف اس  
قدیم علوم ہے کہ جائے میں ابا بھی حضرت شاہ ولی اللہ عزیز  
کی زیبی حضرت حسینؑ کو "جھوہ جھٹی" کا مصدق اق ملنے  
کے لئے تیار ہیں دلائل نظر ہو کتاب زیرِ حکمت ص ۱۴۱ بالکل صحت  
پر خود بھی افرار فرمائی ہیں کہ "اگر کسی پہلو کی کوئی خطاء جھیل  
ان کی طرف مسح کر دی جاتی تو ان کی شان عالیٰ کے  
منافی نہ پہنچی۔"

ظاہر ہے کہ مولانا جس بات کو خطاء جھیلی کی تسلیم  
فرماتے کہ لئے تیار ہیں تو اسے نامناسب سمجھنے میں تو کوئی ایک  
ملحق نہیں ہو سکتی۔ لہذا اگر عساںی صاحب حضرت حسینؑ  
کے کسی اقدام کو نامناسب کہدا تو آخر "حکم الاسلام" کو  
اس قدر طیبیں کیوں آگیا کہ اس کے لئے ان کو ذوزی کے  
منہ میں گھستے ہی تعبیر ہے پسند آتی۔ اس موقع پر تھوڑا اتنی

کتاب میں اسے نقل فرما کر سکوت اختیار فرمایا ہے جیسا کہ فہرست ۲۲۸  
میں بھی اس کا ذکر ہے چکا ہے اور اسی موقع پر اپنے مولانا کی  
ایک صنائی کا بھی اظہار ہوا ہے۔

(۲۶) حصہ پر (اسی سلسلہ میں) فرمائے ہیں کہ:-

"ظاہر ہے کہ جبر کے یہ عیش پرستا زمانہ میں ہوں  
اور جاہدین ملت سے جو پردازی کے یہ جذبات  
ہوں اس میں تھی داعیتے جہاد کی آزادی اور جاہد  
سپاری کی تمنا میں کہاں سے آسلتی ہیں۔"

مولانا کے اس سوال کا جواب چوچھے ہم عنص کر سکتے  
تھے اور عرض کریں چکے، اب تیرہ ناکے لئے بہتر سی ہے کہ وہ  
اس کا جواب "علم ارواح" کو اپنے اسلامی حکم کہ جماہر  
اسلام" اور "سابق شیع الحدیث دارالعلوم دیوبند" سے ہی طلب  
فریائیں۔ ہم "خواجہ جماعت دارالعلوم" کیا عرض کر سکتے ہیں  
کیونکہ ہم اگر ایسی ماتوں کو داقعی طور پر لائیں جو ابھیں سے کہ تو  
ہم کو حضرت حسینؑ کے بھائی عزیز علیؑ کی "جاہدین ملت"  
سے اس سے پرواہی کا بھی جواب دینا ہو گا جو اس سے جنگ  
کرنا کے موقع پر حضرت حسینؑ تھلکت برتنے کی صورت پر ظاہر  
ہوئی وہ فرمائے ہیں:-

"میں ایک عقلم دھنات جوان ہوں اگریں بھی ان  
حضرت حسینؑ کے ساتھ نکلتا تو لڑائی میں راجحاۓ  
رحمۃ المطالب بحوالہ خلاف معاویہ صہی

اسی طرح اگر یہی کی شاعری کی جواب دی جیسی ہم اپنے  
لئے ضروری بھیں گے تو ہم کو خود حضرت حسین رضی اللہ عزیز کے  
ان اشعار کا بھی جواب دینا ہو گا جو انہوں نے دینی تجویب تین  
نوجہ مطہرہ حضرت سیدہ رباب اور عزیز ترین صاحبزادی  
حضرت سیدہ سکینہ رحمۃ اللہ علیہا کے لئے فرمائے تھے وہ  
اشعار یہ ہیں:-

لہم رک اتنی لاصحہ دادا	تصییفہ اسکینہ والیں بائی
ولیس للادھی فیھا عتاب	احجمہ اور ایذال بعد ما لی
ولست لہم ران عقبو امطیعا	جیانی اور لیغبینی المتعاب
(طبعی ص ۱۹۹)	(خلافت معاویہ صہی)

اجتہادی کا حصہ درمکن تو صد و سیتے مگر قرآن میں سے فغمد  
نو آموز رہے ہوں گے ان کی خطوا اجتہادی کی نوعیت  
چھ اور ہو چکی اور جو حضرات پختہ کار اور کیسر اسن رہے  
ہوں گے ان کی خطوا اجتہادی کی نوعیت چھ اور ہو گی مثل  
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیسر اسن اور پختہ کلر  
صحابی تھے ان کی خطوا اجتہادی کی نوعیت اور ہو چکی  
اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ تو عمر صاحبی تھے ان کی خطوا  
اجتہادی کی نوعیت چھ اور ہو گی۔

الگ مولانا کامقصود پکھائی قسم کا ہے تو سخت تعجب ہے  
کیونکہ صحابہؓ کے درمیان صخر سنی وغیرہ کے فرق کو لمحظا  
روشنی کے قمولانا قائل ہی نہیں ہیں ورنہ عباسی صاحب  
سے ان کو اختلاف ہی کیوں ہوتا۔ کیونکہ عباسی صاحب  
کا صبوری کیا تھا یہی تو تھا کہ انہوں نے حضرت حسین  
رضی اللہ عنہ کو صغر اسن کہر یا تھایا اور سے اکابر صحابہؓ  
کے اقبال کی روشنی میں حضرت کے اقدام خروج "کونا من کا  
کہدا یا تھا۔"

آخری اسی اس بدلگانی کا ذکر ہر کتاب میں ہے کہ مولانا کی  
کتاب "شہید کرنا اور نہ کرنا صفات" ۱۴۷۹ھ کو دیکھ کر  
اندازہ ہی ہوتا ہے کہ یہ جوانی "شاہکار دیانت" یا عباسی صاحب  
کی کتاب کو دیکھنے پر ہر ہی تیار کی گیا ہے اور یا تم اپنے ظریفی سے یہاں  
حسن ٹھنڈا قائم کرنا لیتے کروہ "نالج المعرف" اور علم الاسلام کا  
نام دیجئے ہی ترتیب ختم کو دیکھنے اور اس طبق دعویٰ تحریکی امداد  
ضور کر دیئے اور کوئی بھی اللہ کا بندہ ان قطعات انتسابات طیبیہ کا  
اہل تحریرات تجوہ سے مقابلہ کر نکلی حسارت دہت نہ رکھا۔  
ظاہر ہے کہ یہ دونوں یہ صورتیں حدود ہمہ قابل افسوس ہیں جن کے  
باعث جماعت دارالعلوم کی "دیانت مردوں" پر اگر فون کے بھی  
آنسو بہلت جاتی تو رہنے کا حق ادا نہ ہو گا۔ "شہید کرنا اور نہ کرنا"  
ٹھرکرو تاثرات پیدا ہوئے اخیں پر قلم کر دیا گیا ہے اور لکھن  
نیکی ہے کہ کوئی ایسی بات تو کلم بردا کرنے پائی جس سے کسی کی  
دل آزاری ہو۔ اسکے باوجود اگر کہیں کوئی بات کسی کی شانی ساخت  
والاظمیں ادا ہوئی ہو تو اسکی مشاہدی غیظ حق ہی ہو سکتا ہے وہاں وہی

کا یہ شعر باداً تا ہے:-

لئے منہ بھی چڑا نے دیتے دینے کالیاں حباب  
زبان بلڑی تو بگڑی بھی خبر لیج درہن بلڑا  
یکون عباسی صاحب شاید مولانا کی خدمت میں شر  
پیش فرما پسکر کریں :-

بدم نفعی دخترتیم عفاف لذت نکلفتی  
جو اپنے خی زید لب لعل شکر خارا  
۱۴۷۹ھ (ج فاطمی سے ۱۴۷۹ھ چھپ گیا ہے) پر فرمائے  
ہیں کہ :-

"بزید کا ذکر نہ اہ مقصود رہا المخ۔"

بہت خوب مولانا نے بزید کا ذکر ضمانتہ رہا تو  
ہے صفات لکھ دیے۔ خدا تھو استہ اگر بزید کی شامت  
آئی اور مولانا مستقل طور پر اس کی سوانح عمری لکھتے  
تو خدا جانے کتنی جلوں تیار ہوتیں۔  
۱۴۷۹ھ (صحت پر فرمائے ہیں کہ:-

"ایک سبق اور فاجر کے عمل کی صورت کیساں  
ہوتی ہے مگر بنشار اللہ الگ ہوتا ہے اس نے  
بوجد صورت کی کیسانی کے حکم اللہ الگ ہوتا  
ہے۔"

چھرچن بسطوں کے بعد فرمائے ہیں کہ:-  
ایک ہی خطوار فکری ایک نہ آموز طالب علم  
سے سرز دھوا دہی خطاب یعنی ایک پختہ کار  
علم سے سرزد ہو تو دلوں پر کیسان ٹکم ماندہ نہیں  
ہو گا۔ فرق کی وجہ ہی ان کے ملکی اور منکری  
احوال کا فرق ہو گا۔"

مولانا نے فرق کی وجہ تو لکھ دی گئی خود فرق نہیں لکھا کہ  
ان دونوں ہیں کیا فرق ہو گا۔ کہیں اس قسم کا فرق تو مولانا  
کی مراہ نہیں ہے کہ سے

گھرستہ ہیں شہسوار یہی مدن این جنگ میں  
و طفل کیا اگر سے چاہو ٹھنڈیں کے بن چلے  
یا مولانا یہ فرما چاہتے ہیں کہ حضرات صحابہؓ سے خطا

کیا مجال تھا جو ان جیسے شہزادوں کو آئینہ دھانے کی وجہ است  
کو سکیں، لیکن یہ احبابِ ائمہ تو حرم نہ ہوا چاہئے کہ جس طرح  
کی متعدد روایات اخبوں نے شامل تذکرہ فرمادی ہیں انھیں نہ  
صرف متعدد لیندے یا صحیفین نے ضعیف، اناقل اعتماد اور موضع  
لیکن قرار دیدیا ہے بلکہ خود حافظ صاحب ہی کے مدعیاء مطلوب  
پڑوہ پوری نہیں اُستھی ہیں۔

مثلث قتل حسینؑ کے دن آسمان کا سیاہ ہو چاہنا اور  
کاروں کا نکل آنا یا مثل حسینؑ کی خبر وینے والے کا انداز ہو چاہنا  
یا بیت المقدس کے پر پھر کے سچے تازہ خون کا پایا جانا یا سبزی  
کاراکھ ہو چانا اور جیز لیک۔

پہلے قبور تضاد بھئے کہ خلف بن خلیفہ والی روایت میں  
تو بتایا جا رہا ہے کہ آسمان سیاہ ہو گیا اور ناسے نکل آئے۔  
لیکن ایک ہی روایت میں کے بعد اسی صفحے پر یزید بن ابی زیاد  
کی روایت میں آسمان کا سفرخ ہو چاہنا دکھایا جا رہا ہے۔ شاید  
سرخی اور سیاہی ایک ہی رنگ کے دو نام تو نہیں ہیں بلکہ  
یہ دونوں ہی روایتیں کس طرح درست ہو سکتی ہیں۔

دوسرے یہ یقینہ کہ قتل حسینؑ کو دنیا بھر کے قتلوں سے زیاد  
بھائیک اور ظالم اور القاب ائمہ و حکماء کا جزو ہیں شیعوں اور  
راہبوں کے یہاں پایا جاتا ہے وہی کیا یہاں بھی انگڑا تیار لیتا  
نظر نہیں آتا ہے ان جو صحیح الحدیث القرآن و اہی روایتوں کو  
پر کھو گئی تھا جو اسے جذبات کی کرسی کے سوا  
کیا ہیں گے۔ صحیفین اپنی سنت نے تو اسی مفہومات کو جعلی ہیت  
نہیں دی۔ کوئی بھی ہوشمند اعدال اور حشر اور کی حالت میں ہر ہن  
اس پر وہ پیش کی پڑھنے ہیں تھیک سکتا کہ مظاہر نظرت اور  
نو اسیں قادر تھیں جو تبدیلیاں بے شمار انہیں و صحابہ اور عسر  
فاروق، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم جیسے خلفاء  
و اشادین کے قتل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے فردوں و حیرتی کے  
وصال پر نہیں آئیں وہ حضرت حسینؑ کی شہادت پر آگئیں۔

تحفیزی سعیا کا حال یہ ہے کہ ایسی جملہ روایتیں انھوں نے منتظر  
ہندوں کے ساتھ درج کی ہیں۔ پھر ہر روایت پر فرداً فرداً بھی  
تفقید کر کے دیکھ لیجئے۔

**بھائی** حضرت حسینؑ صاحب کی کتاب کی نیادی قدر و قیمت  
تو اسی ایک نقد سے معلوم ہو گئی تھی جو رقم الحروف  
نوجوں کے بھائی میں بعض ہمٹا کیا تھا۔ بھر الفرقان کے تصریعے  
نے اس کی جڑیں ہو کلیں ایں اور اب روایتی صاحب کے جائزے  
نہ تو با اکابر دی ڈھانیتے۔ مگر میرے دستوں اور نا ایک شخص  
صاحب ہی کا نہیں، یہاں تو بڑے بڑے سوراؤں پر جادو  
چلا ہواست۔ اور بطور نمونہ ایک داعیتمنا اور جو باقی ہر تو عجیب  
لگتا ہا، لیکن اگر انسانی تفصیلات اور جیلت کے تشبیب و فراز پر  
نظر رکھو گے تو عجیب کی گئہ حل کی جائے گی۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؓ خدا ان پرجمتوں کی ارزانی  
فریادے بہت بڑے علمی تھے۔ وسیع المطالعہ، جفا کوش  
اور فہیم۔ بخاری کی شرح حسینؑ الہکر و اخنوں نے  
رہی دنیا نک اپنی عظمت و شہرت کے جھنڈے گاڑ دئے  
ان کے تخریج، ان کی بالغ نظری، ان کی حافظانہ صلاحیتوں کے  
لیکا ہیں۔ بعض اخھیں چھوکر نہیں گیا اور شیعیت سے اخھیں دور  
کا بھی واسطہ نہیں۔ مگر حسینؑ علی حقا ہست اور حیرت باقی تھا تو  
کے ایک خاص ستمحون پر تھے ہیں تو یہ نیاز ان آجے بڑھنے  
کی بجائے کچھ دریافت افراد تھے ہیں اور بقدر کام و دہن جذبات  
کی چاشنی سے لذت پر ہوتے ہیں۔

تفصیل اس اجمالی یہ ہے کہ اسماء الرجال پر بارہ  
جلدوں میں ان کی ایک شہرہ آفاق کتابی تھا۔ ایک تھنڈا  
اس میں انھوں نے تقریباً ۱۰ صفحات پر حضرت حسینؑ رضی اللہ  
عنہ کا ذکر کیا تھا۔ قلم فرمایا ہے دسے عربی اصطلاح میں  
”ترجمہ“ لکھتے ہیں، کیا شک ہے کہ رسول خدا کے پیشہ  
مرتبر نواسے کا ذکر خیر اس سے دس گناہ طویل بھی ہوتا تو جائز  
تھا۔ بد فصیب ہیں وہ لگ جو سبیط رسول کی فسر اور واقعی  
منقصت سے اگرچہ اور ضعیف الایمان ہیں وہ بدگیر حسینؑ  
بنت فاطمہؓ کی حقیقی تعریف حکلی ہے۔ لیکن اسی افتاد کیا  
کہیکے حافظ صاحب کے اس طبلوں میں وہ جوچی تکی تقاہت  
اور وہ حقیقت افزون چھیلا اور نہیں ملنا جس کی توقع ان جیسے  
ہنرمند سے کی جا سکتی تھی۔ عامر عثمانی جیسے امفال مکتب کی

ان سب اوصاف کے ماقابلہ یہ سب اٹھی بھوپل۔ کون باخبر نہیں جانتا کہ ہوسٹری کی تفہیص یا بتوہاتم کی تفصیل کے کے باشے میں ہاشمیوں کی روایتیں لڑکی تقدید اور میں حد چھان ٹھک کے بعد ہی لینے کے قابل ہو سکتی ہیں۔

آخر گھر یہ روایت بھی حافظ صاحب ترتیب قرطاسی فرماتے ہیں کہ جب قتل حسین واقع ہوا تو ایک رات ایک آجے مناد (ما تخت غنی) نے تین سور پر عجیب جس کی آواز تو شنائی دیتی تھی تکرہ خود نظر نہیں آتا تھا۔

اس سچھوڑتی ہے کہ ان اشعار کا مضمون کس حد تک سکتی ہے اور کرنے کے لائق ہے۔ یہ دیکھئے کہ راویوں کا کیا حال ہے۔

سنڈ پول۔ ۲۔

قال ابوالولید بصری ابن محمد الشیخ حدیث شنی  
احمد بن محمد المصنفلی حدیث شنی ایک  
یعنی ان اشخاص کے طوں و عرض نے سات سو سال کا  
فاضلہ ملے کر دیا۔ کیا ایسی برائی نام سنڈ پول ہلانے کی  
مسخرت ہے؟

پھر ان نیوں راویوں کا بھی جغرافیہ دیکھتے تھے تھے  
تو تایف ہی اس لئے ہوتی تھی کہ راویان حدیث کا انعام کرنے  
کیسا اندر ہی۔ یہ کہ ایسی عجیب روایت کے راویوں کا جس سے  
شانت ہوتا ہو کو قتل حسین نے ہافت عدیہ تک کو شاعری سکھا  
دی بارہ جلدیوں کی اس کتاب میں ذکر نہیں ملتا۔  
ابوالولید آٹھ نو میں کے مگر ابوالولید لشتر ایک بھی نہیں  
ملے گا۔ اس کیست سے تھی دامن قتل قریباً چالیس بھائیں کے  
لیکن جو یُسری محمدی شیخی کا بیٹا ہو اس کی گرد تک ہاتھ  
نہیں آتی۔

دوسرے راوی کا بھی بھی حال ہے۔ احمد بن محمد المصنف  
سو لذکر نیں لیکن محمد مصنفلی کا بیٹا احمد یکتم ردوش ہے  
جب وہی لاپتا رہا تو میرے راوی اُن کے والی محترم کا اسرائی  
کون لگا سکتا ہے؟

فرمایئے جن پندرہوں کے سلسلے سے روایت بیان  
ہوتی تھی وہی اس درجہ پر ہے کہ خود حافظاً جسراں کا

آسمان سیاہ ہونے کی روایت خلف بن قلیدس کے واسطے سے  
نقل کی گئی ہے۔ ان صاحب سبکے باشے میں اسی کتاب میں وہ  
لتی ہے کہ ان پر فالج گرا تھا جس سے ان کا حال تغیر ہو گیا، لہذا  
بعول سلطانہ اندھی ان کی دہ روایتیں قابل اعتماد نہیں جو فالج  
ہونے کے بعد کی ہیں۔ ایسی صورت میں ان کی کسی بھی روایت  
کا اعتماد اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس کی شیکھیں  
تاریخ معلوم ہو۔ حافظ صاحب بچھنیوں جملے کی یہ روایت  
فلج سے قبل کی ہے یا بعد کی اور یہ بھی نہیں بتاتے کہ قریب  
سات سو برسیں یہ کس راوی سے لگز کہ اُن تک بخوبی ہے  
تب فن کے سلسلہ صوبوں کی روشنی میں یہ کیونکر مانی جاسکتی ہے  
اس سے اگلی روایت میں صرف دو راویوں کے نام ہیں  
محمد بن الصلت اور سراجیم بن سند سالموسی۔  
اب تمام ہے۔ یہ کہ پوری تہذیب التهذیب چنان باریتے ہے  
ہی کا نہیں کہ وہ لوگون کو نہ رکو اور ہیں اور ان کے نقش پورے نہ  
ہونے کے بارے میں علماء کی کیا راستے ہے۔ جو لوگ لائق ذکر  
بھی نہ ہوں ان کی روایتیں ذکر کرنا کیا معنی رکھتے ہیں؟

اس کے بعد کی روایت ایک صاحب بیزید بن ابی زین  
کے نام نامی سے مزید ہے۔ ان کا حال خود حافظ صاحب ہی کی  
نیازی مختصر اُسٹنے۔

گیارہوں جلدیں ان کا ذکر ہے۔ خیر سے شعر بنتے  
ہیں کہ یہ رفاعی ہیں۔ اب تفصیل فرماتے ہیں کہ یہ شعور کے بڑے  
المازوں میں سے ہیں۔ یہی چنکا شنی کے لئے کیا کم تھا کہ ابھی اور  
یہ سنتے۔ تقریباً دھوپوں پر مختلف لوگوں کے اقبال، ان کی جرح و  
تعذیب میقل کئے گئے ہیں۔ ادسط نکالنے کو ثابت ہو گا کہ  
جرح نوئے فیضی ہے اور تعذیب صرف دش فیضی۔

جو یہاں تک اقبال اعتبر ترا رہنے والے اتنی بھاری الگریت  
میں ہیں کہ آج کے جموروں قابویت ہی سے نہیں اصول حدیث  
کے قدیم قاعدے سے بھی یہ ہرگز لائق جنت نہیں ہو سکتے۔  
لور علیہ فوریہ کہ ان کی ایک روایت کے بلکے میں ایسا سامنہ  
کا یہ قول بھی نقل ہوا ہے کہ اگر تین شخص بیجاں بار بھی حلفت  
اٹھاتے تویں اس کی تھہیت نہیں کر دیں گا۔

اپنا نہ دے سکے۔

اب کے رہنمائی کرنے

یہ بطور غیر عرض کی قتل حسین کو اہم الام بنا شد و ان

جتنی بھی روایتیں انہوں نے اس مقام پر تجمع فراہی ہیں وہ  
قریباً سب وہیں جنہیں نہ مصلح میں جگہ ملیں نہ تحقیقیں  
ان کی تو شیخ کی نعلقہ و درایت کی بارگاہ میں انکی کوئی حدیث  
ہے۔ کیا قیامت ہے کہ عمر، عثمان اور علی رضوان اللہ علیہم  
الجمعین جیسے اعظم روحانی شہزادوں پر تو نذر شتوں۔ کفوج

نے جائیں نہ آسمان رنگ بلے نہ سوچ مدد چھاتے نہ قہف  
غذی شاموی کرے نہ اور کوئی عجیب طبع ہو مگر شہادت حسین پر  
یہ سارے علم پر باندھے چلے آئیں۔ طبعیات میں بھلیج  
جلائے۔ جن بزرگ کو اس طرح کی دیواری روایات بالقدیم  
کرنے کا رامیہ سکتا ہے وہ اگر وہ روایت بھی بیان کر گزیں  
 تو کوئی کیا کر سکتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ حبیبین کا سر  
نیزید کے سامنے لا یا گیا تو اس کا چھڑہ خوشی سے چکن لگا۔

خیز ہے کہ اس نوع کی روایتیں روایتیں نہیں ہیں  
 بلکہ وہ خواشیں ہیں جو لوگوں کے اپنے قلب میں پیدا ہوئی  
 رہیں اور اپنی روایت کا بھیں ہنا کہ دور ان کا سندھ  
 سے ٹانگ دیا گیا ہے تقویت اپنی اس طرح ملتی کی تعریف  
 حسین کی آڑ کے کرشیطان نے اچھے خاصہ اہل سنت کو سہل  
 انگاری پر جایا اور جسیا کہ قرآن کریم میں اس لیعن کا طرق کار  
 بیان ہوا اس نے باطل خالات و عقائد کو ایسا سمجھا  
 بنا کر کروہ۔ کے کروہ ریختے پڑتے۔ ثابت بایس جاری کر  
 جو کوئی باطل کو باطل کہنے کی جرمات کرتا ہے اسی کے پیشے  
 مدعاویں ہی ڈنڈ لیکے دوڑتے ہیں کہ ملوک کیا لگاتا ہے؟ تیرے  
 منہضہ میں کے دانت ہیں؟ تو الکم خارجی، ناصی، نیزید  
 ہے وغیرہ لئک۔

### —————

جنم صاحب پر تقدیر پوری ہی ہر ہی سے تو چلتے ہاتھ  
 ہم بھی کچھ کہدیں۔ حضرت حسین شہید کے دانتوں پر چھپی طری  
 ملئے والے کا انہا بخاری میں صاف صاف آیات ہیں

جنم صاحب پر شیعیت کا جادوا بس اچلا کو بعض دیکھ فن کاروں  
 کی طرح آپ سے بھی بخاری سے کئی کافی اور یہ یہی کو جھڑی  
 مارنے کا مرکب قرار دیا۔ اس مسلمانی علماء سے تو کچھ نہیں کہتا  
 کہ اپنی ایسے لغو عادی کی حقیقت معلوم ہے لیکن عوام  
 بخاری کم علم ہیں انہیں معلوم کر کے حرمت ہو گئی کوئی نکتہ سمجھی  
 و اُن خدی کو تھوڑی خوبی نہیں کی ہے جس کے جمع کردہ رطب  
 یا اس پر تاریخ کر لیا کی حادث اٹھانی ممکن ہے۔

ابن الاشر جزیری کو دیکھتے۔ اپنی تاریخ الکامل میں وہ  
 شیعی روایات لفظ کرنے میں نہایت فراخ دل نظر آتے  
 ہیں۔ ملک جہارم کو صفا سے صفا تک دیکھ جائیے ایسا لیکھا  
 جیسیں میدان کر لیا اور اس کے مضافات کو ایک دستاویزی  
 فلم بنانے کے لئے سیف کی حیثیت سے استعمال کیا جا رہا ہے  
 اور چاروں طرف ہے شاکر ہے اور ٹسپ ریکارڈر نسبت میں  
 میں کے ذریعے پورے سببٹ کا ایک ایک گوشہ فلم کے نتیجے  
 یہ حفوظ کیا جا رہا ہے۔ حسین کے وہ یہ استعمال الگیر ڈایت  
 شاکر بلکہ بیان فرمائی جاتی ہے کہ:-

فاجتمعم الناس فصعد لوك مجع موسى تابن زيدا شيخ  
المهير خطبهم و قال للحمد پڑھا اور خطبہ تین ہر سعکت کئے  
لما ذكر الحمد الله حق اور اہل حق کی لما ذکر الحمد اللہ حق اور اہل حق کی  
فتح بدری اور اہل المومنین زید واصلہ و لفھرا امیر اہل مومنین  
اور اس کے ہمبواؤں کی مدالت زید و حزبه و قتل  
نے کی اور تھوڑی بات پکا جھوٹا الکذاب ابن الکذاب  
الحسین ابن علی و شیعیتہ بتا حسین ابن علی اور اس کے  
عده کار قتل ہو گئے۔ + + +

اس ستداد اور کیجئے کہ ابن الاشر شیعی روایات کی قبولیت  
میں لکھنے فیاض ہیں مگر فیاضی کے اس مقام تک وہ بھی نہیں  
پہنچ کر جھڑی ملے این زیاد اور نام لے دیں نیزید کا۔ ناخنوں  
کے قتل حسین پر نیزید کی سوت کا شمشہر چھوڑا۔ ہی بلکہ فرماتے ہیں  
کہ این زیادتے حسین کا سر سر جھوں قیس کے ہاتھ ایک جھٹکتے  
کی معیت میں نیزید کے پاس ہجاتا تو نیزید نے پوچھا کیا اخراج میں  
ہجڑا جواب میں این قیس نے جگل کی روادشانی اور بتایا

بیٹا بھی قربان کر دیتا تھا تو بخدا میں تأمل نہ کرتا۔ لیکن کیا کروں شیستا یزدی کو جو فصل کرنا تھا اس نے کروایا۔ اے بیٹے! لیکن جب بھی کسی چری ضرورت ہو فراہم جھے لکھنا تو تما شرد بھی کہ اب اپنے بھی یزید کی سرفت کا کوئی منتظر نہیں کیا ز چھڑی مارنے کا اتنا آدم ہمرا۔ وہ اپنی خبرہ آفاق کتاب اُشید العابدہ میں بھی بلا جلوے<sup>۲</sup> صلک، اگرچہ درج حسین اور قدیح یزید کی روایات لائیں متساہل نہیں، لیکن چھڑی مارنے کی تسبیت اب زیادتی کی طرف کرتے ہیں۔

بہت ہی قدیم مولیخ ابن حجر الطبری کا بھی حال دیکھتے۔ وہ اچھی بُری فلسطین میں تجویز طرح کی روایات جمع کرنے کے اس حد تک شو قیں ہیں کہ آج کی اصطلاح میں "صحیح روایت" کو ان کی طبقی (وعلمه احمد) کہا جاسکتا ہے۔ ابو الحنف اون کا خاص معنی ہے۔ متضاد و متصاد م روایا کو ایک ہی پیرے میں نقل کرتے چلے جانا ان کے بھائیوں میں ہے۔ شاہزاد اون کے پیش نظر یہ تھا کہ کچھ لوہے کا جتنباڑا لگایا جائے کسکے لگا داد۔ آنے والے صنائع خود چھانٹے رہیں گے کہ کوئی سالم اکام کا ہے اور کوئی نشانہ کا رہ۔

جو بھی ہو، قتل حسین پر سرفت یزید کا منظروہ بھی پیش نہیں کرتے بلکہ ہی آنکھیں نہ لکھتے دالی بات لکھتے ہیں جو ان اپنے اپنے لفظ کی اور فرمائی ہیں کہ جب یزید کے آنے لگئے ہوئے سر کھکھ لگئے تو وہی نے سر حسین کو خاطب کر کے بھسرت و یاس کہا کہ اسم اللہ گی اے حسین! اگر میرا تھار اس امانا ہوتا تو میں ہر گز تھنڈا نہ کرنا۔

اس پر لقول ابو الحنف بھی بن الحکم نے دو ایسے شعر پڑھے جن سے حسین کی وہیں اور ابن زیاد کی توصیف تھریج تھی تو یزید نے اس کے میانے پر دو ہتھڑا اور دو انٹا کر چیز رہا۔

حافظ ابن حجر نے بھی الاصابہ فی تمیز الصوابہ (جلد د)

پس بزری دیکھیں اشکار یونیکس  
قد معنت عیناً یونیکس قال  
قد کنست ارضی می طا عنکم  
بدون قتل الحسین لعل اللہ  
ابن سمیہ امام ادالۃ لواہی  
صاحبہ لعفوت عن فرجهم  
الله حسین۔  
دیوبنارت جس کی توں ابن زید  
نے بھی البایہ میں لی ہے)  
پس بزری دیکھیں اشکار یونیکس  
اور اس نے کہا کہ ظالمو ایں قوم  
سے بیرونی حسین کے بھی خوش ہر سکنا  
خدا۔ لعنت جو اللہ کی این زیاد پر  
قسم اللہ کی الگریسا ساقہ حسین سے  
پڑتا ہیں اپنی مزروعات  
کرو دیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر حمد  
فرماتے۔

پھر کچھ آگے یزید ہی کو یہ کہتے دھکلایا ہے:-

عمل علیہ ابن زید قتلہ  
خدا فارست کرے اب زیاد کو  
اس قتل حسین میں ڈری جلد بازی  
قتله اللہ۔

پھر اگر پر وہ اس من گھڑت روایت کے بھرے میں اگئے  
ہیں جیہے اشتعال الگریز خبر دیتے کہ یزید کی نیت میں فاطمہ  
بنت حسین کے لئے وقتی طور پر فوراً آگیا تھا، لیکن فوراً ہی سکینہ  
بنت حسین کا یہ قول بھی سنائی دے جاتا ہے۔

مارائیت کافر اب اللہ  
خدا میں مذوق کوئی کافر  
خیداً من یزیداً بنت  
بیس دیکھا۔

سکینہ کا یہ فقرہ رانضیوں کو طراحم دش معلوم ہوا۔  
اس سے تو پتا چلتا تھا کہ اس بیت کو ستانے اور رسوائی کے  
وہ الزام جو یزید پر تھو ما جاتا ہے واقعی بے سر و پایہ۔ اب  
کیا کریں۔ سوچ سماج کریں کیا کہ اصل نقطی جائی لفظ "کافر"  
پڑھا دیا اور اسے اتنی شہرت دی کہ بجا رے صلح کل قسم کے  
مورخین اسے ہی لفظ کرتے چلے گئے۔

بھلا سوچیے تو سکینہ بنت حسین یزید کو کافر کیں؟  
غیرہ تو ضمنی بات تھی۔ ذکر چھڑی مارنے اور خوش  
ہونے کا تھا۔ اب اپنے اسی (ص ۳۶) پر یزید کی لفظی لفظ کرتے  
ہیں جو اس نے امال بیت کو داع کرتے ہوئے علی ابن الحسین  
سے کی۔ اسیں یزید ہیانک کہتا ہے کہ ابن زیاد بر اللہ کی  
لعنت ہو حسین کو بہر بادی سے بچانے کی خاطر الگ بھجے اپناؤں

پھر بھی یہ قافیہ ردیقت کے پابند نہ تھے۔ ہم صاحب، رام نگری صاحب اور طی واد صاحب جیسے اصحاب فضل و فراریتِ القوت جو منور شاعری کر رہے ہیں وہ آزادِ ظلم کے زمرے میں آتی ہے آزادِ ظلم کے کیا کہنے۔ آسان، فیشن کے بطران اور دوآتش۔ سمجھئے تو سونا نہ سمجھئے تو بہرا۔ ثبوت یہ ہے کہ انہی چار یہ عقل و فضل کے ہزار در فرج بھی سے آئے مگر کالی اُسے ہی سٹے گی۔ مگر وہ دھی کھلائے گا، اہل بیت (ع) کی دشمنی کا الزام اسی کے سرازیر کا مگر آزاد شاعری کرنے والوں کو ائمۃ اہل سنت میں شمار کیا جائے گا اور مرح و سetas کے مارا خنی کی گرد دن میں پڑیں تھے شکایت بالکل نہیں۔ گالیوں اور سوائیوں کا پورا احباب لکھا رہی ہم نے ذہر کو ذہر اور فضہ کو فضہ کہنے کا بڑا اٹھا رہے۔ کچھ جائیں گے جب تک ساس کی آخری رنگ باقی ہے۔ دیکھنا ہے کہ اللہ کا الصاف ہمیں بخفن اہل بیت کے ہرم میں جنم ہو جائے جو کہے گا یا صاحبیت کے اکرام کے صلب میں جنتِ عطا فراہمئے گا۔

دریٹر ما قبرتہ الامور۔

حکماً میں اس قصہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ بھی بھوسے سے نہیں کہتے کہ نبی نے پھر بھی ماری یا تو شپا بلکہ اسی کہنے ہیں کہ نبی نے اہل بیت کو سازدہ سامان دیکے ان کے شہرِ حضرت کیا۔ ساتھ ہی تنبیہ بھی فرماتے ہیں کہ۔

قد صفت جماعتہ من۔ متفقہین کی ایک جماعتِ متفق القداماء فی مقتل الحسین۔ حسین کے بارے میں متعدد کتابیں تصاویر فیھا الفحش۔ لکھی ہیں جن میں رطب دیا ہوا وہ والسمین دا تصحیح لستم۔ صحیح و غلط کی بھرمار ہے۔

یریب کچھ لظر میں رکھتے اور پھر فصل بھیجئے کہ ہم صاحب کے فرمودات عقل، لعل، قیاس، اجتہاد، منطق، فلسفة کسی بھی اقتداء سے کوئی فہمت رکھتے ہیں؟ اگر رکھتے ہیں تو ہر آپ ہزو رو شہریت ادا فراز کرد فضل کی صنس اگر نہ تایید خرید دیتے۔ یہ سودا بہت پیچے سے ہوتا آرہا ہے۔ بڑا مزا آکھیے جب ہم کسی کی تعریف کرنے اور کسی کو گالیاں دینے کی بھی حصیل جاتی ہے۔ ایسی دیہر کے مشیے ہوں یادوں و غائب کے سہرے اور فہرے۔ ایسیں جو لذت ہے وہ خنک اور ہے لاگ حقیقت پتی میں کہاں۔

# لوزہمال

پھول کی نشوونما

اور بیماریوں سے بچاؤ کے لیے

دہلی - کاپور - پنجاب



شمس نوید عثمانی

# کیا حکم مسلمان ہے؟

بند بیلی اذال کی زمیں پہ بہر نماز

و سوچتا تھا کہ کھوئے ہوئے خدا کا مرن  
بے نشاطتے بھروسے گازندگی کے لایغ  
کریں گے جسنا چرا غاص ول و نظر کے چوغ

مگر پڑی چ "حقیقت" پہ آدمی کی تکاہ  
تو کافی اٹھی عذاریں کے لبوں پہ کراہ  
غبار اڑا کا اٹھا کا ردن جرم و لکناہ

ہب کہ تیری امانت کو اتنے ہیں ہم  
ترے عمل کی صداقت کو جلتے ہیں ہم  
"ترے خدا" سے مگر جنگ تھا نہ ہیں ہم

نبی نے کافر کی لکاڑ کو قبول کیا  
خوشی سے شورشیں پہنکار کو قبول کیا  
خندان کے نام پہ ہروار کو قبول کیا

خدا لایو خدا نی کا غم بھی ساتھ ملا  
فلک کا نور زمیں کا ستم بھی ساتھ ملا  
عرب کی روح میں زبر عجم بھی ساتھ ملا

یہ زہر اگ بن اگ میں آہاں آیا  
تو ہبات اٹھے، نفس کو جلاں آیا

لدر جان مدینے کے انتظار میں ہے  
اسی نجات دیندہ کے انتظار میں ہے

وہ جس کو باپ کا سایہ نہ مل کا پیسا رہا  
حریف فوم لی گرم دیگزار ملا  
برائے نوع بشر قلب بے قرار ملا

چل کے خواب حقیقت بنائے بچپن میں  
کھلائے بھول جوانی کے سانگ و آہن میں  
یا خسراج صداقت عمل کے دامن میں

وہ جستجو سے مصل کا ذور تنہائی  
گواہ جس پر ہے غایر حسرہ اکی گھرائی  
خوت نصیب کر دھی خدا اُڑڑائی

ٹاپیام کا اے کشتہ تلاشیں دام  
تری تلاش پر حمت تری طلب کو سلام  
تو ہی تو ہے مری دنیا سے آب دل کا مام

ذرد کو تجوہ کو چٹاون پہ گھل کھلانے ہیں  
بسارے عالم جہاں اگ کے دہانے ہیں  
اب اٹھا اکھر و ترے منتظر مانے ہیں

امدادہ، کوہ صفا سے جہاں کو دی آواز  
نام وقت درافت، نام سوز و گداز

حرے خون کے لئے رات میں غیم آئے  
نواب ساز شش طلاقت میں غیم کے

یہ آدمی تھے مگر آدمی کے دشمن تھے  
جو ان کا دوست تھا تھا اُسی کے دشمن تھے  
یاک و جو نہیں، زندگی کے دشمن تھے

عجیب رات تھی تاریخ میں زمانہ کی  
بشر کو دشمن تھی خدا کو ہدف بنانے کی!  
صد اقویں کا مقدس ہبہ ہلانے کی!

خدا سے بخش کی، شیطان کے احترام کی رہا  
خلوصی حق سے خفا غیر، وانتقام کی رہا  
منات ولات کے نعرے ہبہ ہلانے کی رہا!

سیاہ انس میں گناہوں کی تیرگی فرم تھی  
خوش بزم عناصر کی آنکھیں پر نیم تھی  
”بشر کی لاش“ یہ تاریخ محو تمام تھی

یقین کی لاش کے لائق تھا ظالموں کا کفن  
نہ تھا ہمارے کے شایاں بہار سوز چمن  
ملار رسولؐ گواں را تھا حکم ترک دھن

دھن جیات کا ایک بخت دل، جگر پارا  
وطن جیات کے خوابوں کا پہلا گھوڑا  
مگر خدا سے زیادہ نہ تھا، وطن پیارا

خدائیں سخت، بڑھا وہ وطن کو چھوڑ دیا  
زیمر کے ذوق کا سرخ سوئے عرش موڑ دیا  
مل اشارہ ساتی تو جام توڑ دیا

زمیں کے جھوٹے خداوں کو اشتھان آیا

زبان کے تیر پڑے اور جگر کے پار ہوتے  
تو ہوں کے نام پر انسانیت پر دار ہوتے  
رسولؐ اُس پر پھسراو بار بار ہوتے

وہ مرد چیز پر غلط استباہ کوئی نہ تھا  
یہی اگناہ تھا اس کا اگناہ کوئی نہ تھا  
اسی کا سارے زمانے میں آہ کرنی تھا

جو اس کی سخت ٹڑپتھے ہبہ اعلام تھے وہ  
شکار ظلم و ستم تھے اس سیدام تھے وہ  
نظام شرک کے کچل پھٹے خواہ تھے وہ

وہ سب دہتی ہوئی بھیبوں میں ڈالے گئے  
اندھیرے ٹوٹ کے برسے جاہر جاہل گئے  
دھن کی گودتے دھنکار کر نکالے گئے

وطن سے دور یہ طبقہ مدینے جاتا رہا  
رسولؐ مکہ و طائف میں ہوٹ کھاتا رہا  
دعائیں دیتا رہا اور مسکرا تارہ

گاب کا قہر جبلیں یقین رچھین سکا  
تھوں کا آرٹ چمال یقین رچھین سکا  
کسی ظلم کساری یقین رچھین سکا

اب اتفاقاً تھے بیچ و تاب حملے لگا  
سکوں کی زد میں جنوں کو پسند آنے لگا  
بہنہ سے ظلم چھپی ساریں چلانے لگا

ہر ائے قتل نبی گھات میں غشیم آئے

لیقین کا نو جبیں سے ملکت جاتا تھا  
خدا کا سا فر رحمت جھلکتا جاتا تھا  
سیاہ شب کا اندر ہمراچکتا جاتا تھا

(۲۳) مدینہ جان مدینہ کے انتظار ہیں ہے  
اسی نجات دہنہ کے انتظار ہیں ہے  
ہزاروں آنکھیں ہر کوڑ جلد گھاؤں پر  
ہزاروں قلب بچے جائیجے ہیں راہوں پر  
طلوع ہو گاہدہ حسین از لنگا ہوں پر

ہزاروں لوگ کئی سیل روز جاتے ہیں  
شد اور اُنگٹے افت پر نظر جانتے ہیں  
مگر اُداس مدینہ ہیں کوٹتے ہیں

دکھ یہیں اُجلائے — کسی کو ہوش نہیں  
نیں نے شعلے نکالے — کسی کو ہوش نہیں  
پڑیں پاؤ نہیں چھلائے — کسی کو ہوش نہیں

نقطیہ ہوش ہے دل میں سمارہ ہے کوئی!  
کہیں سفر میں ہے تافہ چلا رہا ہے کوئی!  
اب آنکھوں اپنے آئیں اُر رہا ہے کوئی!

تم شہر تھیں اضطراب میں گم ہے  
اک انتظار کے روشن سراب میں گم ہے  
حقیقوں کا جہاں ایک خواب میں گم ہے

اک انتظار نہیں اضطراب طاری ہے  
ہر ایک لمحہ ہزاروں پر میں یہ بھاری ہے  
تصور است میں مجھ پت کی سواری ہے

اب انتظار کی شدت۔ سچاں بیوں پر ۲۴

وہ جارہا تھا جو رب کچھ لٹاسے آیا تھا  
وہ جارہا تھا جو دنیا بسائے آیا تھا  
وہ جارہا تھا جو رحمت جھکانے آیا تھا

وہ جارہا تھا سڑکے وفا می تھی جسے  
خلوص جرم، محبت خدا می تھی جسے  
خدا کے نام سے دنیا خدا می تھی جسے

وہ جارہا تھا کہ جس نے ستم کو پیار کیا  
گرتے مکہ و طائف پر خون نشار کیا  
دعا میں لیکے گیا جس نے اُس پر دار کیا

جو اپنے فلم پر ہنسا دشمنوں پر روایا تھا  
ڈراج و تخت جلاکر تو میں پر سوایا تھا  
روگوں میں جس نے زمانہ کا ختم ہوایا تھا

وہ درد اُٹھا دو دلیوار پت کے روتے تھے  
وہ جس کے پاؤں سے ذائقہ پڑتے کاٹتے  
چھڑ رہے تھے مناظر پت کے روتے تھے

انھیں بخیری جو گھر سے چلا ہے کون ہے وہ  
نیں پہ جس کو حسین اپنی اپنی پا ہے کون ہے وہ  
چیز خدا کا ہے اس کا خدا ہے کون ہے وہ

طن سے دور چلا سوئے ریگزار چلا  
اور اس کے شاذ بنا نہ فقین غار چلا  
قب کی سمت مدینہ کا تاج چلا چلا

شہ سیاہ نہ گھوڑوں کی ٹاپ روک سکی  
زمزاشوں سے سندھ کی بھاپ روک سکی  
ذغار ثور پر تائل کی چاپ روک سکی

دہاں قریش کے پھراؤ، اُگ کی بوچھار  
یہاں رسول پر فسراں ہوا جوہر والصار  
اوہر سے ندر دل و جان اوہر سے دار پیا

چ قریک د طائف سے خون چکان گزرا  
قبایں جنین مجتہت کے درمیان گزرا  
بھی تھی جنتی گیتنی کشاں گزرا

دہ شب پرست سمجھے یہ رکشنا پورتے ہیں  
وفا کے لمس سے نفرت کے زخم بھرتے ہیں  
جل ہے شمع پنگے طواف کرتے ہیں ا

چ منگ دختت پیر طالفون میں چلے  
وہ نور بن کے بہاں معدہ تباہ میں ڈھلنے  
چہاں غلاموں کو آفالگا رہے ہیں گلے

رسول اُجائب پر سلام کر کے چلا  
تبایں نصف بھینے قیام کر کے چلا  
ہلاں عیسیٰ کو ماہِ قسم کر کے چلا

کھڑا ہے راہ دپنہ پر والہانہ بھوم  
زمیں پر پارشیں گلی ہے برس ہے ہیں خوم  
خوش پیر مظلوم! ہادی معصوم!

فلدم قدم پر مجتہت کے موجز دن طوفان  
و فور شوقیں آنکھوں کیں سیل شکر داں  
حدائی "جاوہر رسول" سے گوئخا ہے جہاں

خداس کے ملک میں جبھی عنلام رقصیں ہیں  
چھنک د فسل پرستی کے دام رقصیں ہیں  
بنام عید مساوات حام رقصیں ہیں

و فیروزہ محنت سے جاں بلوں پر ہے  
رسول وقت کی فرقت سے جاں بلوں پر ہے

یکا یک ایک حسین نور کا غبار اٹھا  
افق کے پاس اُبھرزا ہذا سوار اٹھا  
بلند چھت سے یہودی کوئی پکار اٹھا

شب فراق سے ماروا سحر مبارک ہوا!  
اللھا حجاب، اٹھا اونظر امارک ہوا!  
طلوع ناقہ خیر البشر مبارک ہوا!

پیرا ک د راتھی کہ مضراب ساز آبادی  
حسین گیتوں سے گونجی مدینہ کی وادی  
 تمام شہر ہے جنی سرست دشادی

یہ جشن ناچتا گاہا چلا قبیا کی طرف  
روان خدا تی ہے پیغمبر خدا کی طرف  
نشاد ہونے چالی منزلي وفا کی طرف

پیرا ک د راتھا سوزان پر فرش راہ ہیں ال  
و فا کا اسیل روائ جذبے بپناہ ہیں ال  
لیزتے ہونٹ تری ہوتی نگاہ ہیں دل

اوہر جن ملک د طائف اوہر قباقی زمیں  
اوہر گسان کی خشونت اوہر جمال قبیں  
اوہر دلوں کی سیاہی اوہر سے نور جیں

اوہر توں کچ باری اوہر خدا کے قلام  
اوہر سے نفرت دوخت اوہر خوت عام  
اوہر سے علی کی سازش اوہر وفا کے قلام

ادائے شکرو فاسازدہ کو چھوٹی ہوئی  
نگاہ اُختی ہوئی "رازِ دل" کو چھوٹی ہوئی  
امتنے کے سینوں میں آوازہ لکھو چھوٹی ہوئی

"میں صدائیں کفر کے لئے آکے ہیں  
ہیل پ چاند تو ہم سب تائے آئے ہیں  
یہ جان، یہ دل، یہ کامات سارے آئے ہیں

یہاں قیام خدار ایساں قیام کریں  
فراق کے درود یا حسین علام کریں  
محکم کوئے روسے روشن پھاری سماں کریں"

روان تھاما تو رُکا غیرے اشارے پر  
مکان حضرت ایوب کے کنارے پر  
نگاہ حق تھی اسی آزاد کے مارے پر

بہ و اہم تھی عقیدت جو منتظر تھی یہاں  
قلعہ ہے اس کے سورے دوڑ رانش  
دریہ جان بطن تھا بھی تھے حاصل جان!

دیوار غیر ملطفت وطن ملا تھا ائے  
و قاشعار دلی مردوزن ملا تھا ائے  
چنے دور سریغ چن ملا تھا ائے

دریہ جان دینے کے انتظار میں تھا!  
اسی نجات دہنہ کے انتظار میں تھا!  
یہ جہنم اور عقبہ کی یا کے وادی تھی  
جہاں خمیر کو تائیخ نے صدای ہی  
جراحوں میں دبی روح سکرا دی تھی  
  
پیش کے سوز سے خون جات دہنکائے:

سہی دن یہ وہ سلطانی تواریخ میں ہیں ہے  
حیات رقص میں ہے کائنات رقص میں ہے  
ملی ہے خوف دالم میں نجات، رقص میں ہے

چھوٹوں پر پڑھو کے خاتیں نے نظر اکیا  
بھی ریاں سے کبھی باقہ سے اشاد اکیا  
وہ ہیں رسول! اخذ اسے انھیں ہمارا کیا

انھا ہے چاند وہ کوہ دماغ پر دیکھو!  
وہ آمر ہے — وہ ایسا نے گھردیکھو!  
ناز شکر پرھیں گی ہم عمر بھردیکھو!

یہ دفت پر شعر ٹھہرے بچیوں کی کوئی نہیں  
ہمارا ربط ہے تھتار کے فیصلے سے  
محمد! آپ ہیں اُف کئے اپنے ہمکے ہمکے!

تھی نے پوچھا "بناو تھیں ہے مجھ سے پیارہ"  
تو "ہاں" میں سر کو ٹاکر کیں اگی استسرا  
بنی اُسے چوم لیا وست دختر تھتار

سپر دگی کے جاں سے لگر ہتا رسول  
مال مال دطائف سے ڈر ہتا رسول  
خدا سے رحم کی درخواست کر ہتا رسول

و فاکی زرمیں اہل جضا بھی یاد رہے  
پلاک شامست جرم و خطاب بھی یاد رہے  
اُسے وہ دشمن جان اشنا بھی یاد رہے

لبون پر حرف تشریح تھا مسکراہٹ تھی  
گلاب والائے عارض پر تھاہٹ تھی  
تھی بھسار کی کتنی عین آہٹ تھی!

ذر اسفینت و طوفان کا جائزہ ملے لو  
سچھ لو سوچ لو پیار کا جائزہ ملے لو  
علم جنگ کے بیان کا جائزہ ملے لو

نجی کا بار امانت سہیں کے شالوں پر  
راہیں گے سینہ پر آگ کے دیاں دیں پر  
کھوئی گئے جست بھی صوت کے شالوں پر

پہ سوچ لو کر جنوں کا مال کب ہو گا؟  
جنگ کے خون سے رقم قصہ دتا ہو گا!  
بناہ تم سے امانت کا حق ادا ہو گا!

کہا قبیلہ خزر چنے، "س کا دار کیا ہے  
بھسلاد فاسے سوا مقصید بشر کیا ہے  
وفا کریں گے۔ زفا کا صلح مگر کیا ہے؟"

امتنی نگاہ پیسیں بھر لٹا تو سرور  
کہا کہ "اس کے صالحین ملیگی جنت تو"  
پکارا مٹھا قبیلہ کہ "ہم کو ہے منتظر!"

گواہ ہے دل تاریخ کیا کیا سب نے  
زبان کا عہد عمل سے وفا کیا سب نے  
غافلیسم فرض امانت ادا کیا سب نے

انھیں یقین تھا کہ ہم یقین ہی سب کھوئے  
پر اسے جذبہ اثیار دیں یہی سب کھوئے  
خدا کا وعدہ خلدو بریں یہی اب کچھ کھوئے

دسم گیا وہ عمر بدیقین اب مگاں کا دور آیا  
ہو سس کے جذبہ سود و زیان کا دور آیا  
زیں کی گود میں خواب گیاں کا دور آیا

دقائقی نذر کو خسروج کے سورا اُکے  
رقافت اور اطاعت کے عہد ہر کے

اپ سلیقہ پیکار کی قسم ہے ہیں  
رگوں میں خون شرب ہار کی قسم ہے ہیں  
برہمنہ نیزہ و توار کی قسم ہے ہیں

بس اب سہود و نھاری کا ساتھ چھوڑ دیں  
خداون چھوڑ دی سنا طرد خدا سے جوڑ دیں  
رسول و قائد کے فرمان سے منہ ن موڑ دیں

ہمیں پس م ثولی و فاسد ایجے  
اب آپ ہمارے ہمیں یقین لایجے  
ہمسکے جذبہ ایشاد کو ٹھعا دیجے

اُنھی پر ہمیں غصوم مسکنے کب  
جیں کو نور صداقت سے جملکاں کیا  
خدائی دیں کا علم ہاتھ میں اٹھا کاہ

"تمہارا خون ہوں ہیں اور مر جو تم ہو  
پہاڑ تازہ ہے اسلام مرنگ و بلو تم ہو  
تھیں خبر ہے محمد کی آزاد تم ہو

وہ اس ہو کر لڑائی۔ تھا بے ساتھ ہو ہیں  
خدا ہو چلے گدائی۔ تھا لکھ رکھ لے ہو ہیں  
کرو ڈن خون جدائی۔ تھا بے ساتھ ہو ہیں

کس امدادیہ عباس سے فتریتے کا  
کہ لوگوں اعہد ہے یہ عہد حرنے بھیتے کا  
یہ عہد جنگ ہے طوفان اور سفینے کا

سنو! تلائی ماقات کی پکار سنو!  
پکارتا ہے نہیں کوئی بار بار سنو!  
تھر کراہ ہی ہے اونکے بار سنو!

الھو! الھو کو انھیں نہ کام کر جائیں!  
بیکن کے بھت دینے زہر سے نہ بھروں!  
تنے جہاں کے نئے آدمی نہ مرجائیں!

تمہارے پاس ہے تریاق تہر۔ جلد الھو!  
دوں ہے کوئے زمیں ہو ج تہر۔ جلد الھو!  
آجڑ نہ جائیں تھر کے شہر۔ جلد الھو!

اُس عہد نامہ میں شان ہمارا نام بھی تھا  
ہمارے نام اسی فرض کا پیاسا مبھی تھا  
منا ہے ہم کو محبت کا احترام بھی تھا

بھی سے عہد و فدا کا کیا تھا ہم نے بھی  
لیقین یوم ہزا کا کیا تھا ہم نے بھی  
بلند نام خدا کا کیا تھا ہم نے بھی

گر عمل سے پکارا تو سوچ کے ہیں ہم  
چراغ پیکے انھیں میں چوکے ہیں ہم  
مگر بد زخم مسلمان ہو گئے ہیں ہم

رویدہ العین حمدی  
عینی نعمت کا واحد نام کو لکھو.  
”کافی“ رامبک

اکتوبر ۱۹۵۰ء میں متفقہ پاہندی وقت کیسا توشائی جواہر احمد باریز  
سال کے آغاز میں کافیؒ کا توحید مہر، پیش کیا جا رکھا۔ پس کا پہلا  
ناص نہ ہے۔ آئندہ بھاگر سال انشا رکھا۔ ایک خاص غیر میں کیا جانا رہے گا  
پر منقول فرمیا ان کو سالانہ چند میں یا جائے گا۔

## لِوْحِ الْمَاجِر میں

• توحید۔ ثابت پہلو • شرک۔ سفی پہلو • جائز۔ تاریخی عکس پہلو  
• کھوسوں اور تکریبہ • خطوط مسائل • کہانیاں اور تکمیل وغیرہ  
پیش <sup>عی</sup> جادھی میں

ملک کے نامور اسلامی مفکرین بھی حصہ لئے ہیں

سالہات ۱۵۰  
ستھنیں زر سالانہ ۱/۶  
یکٹ حضرات اپنی مدد و نصداresے جلد طبع کریں۔ شیخنا، شیخنا، شیخنا، کو کھاؤ پیو

## ڈریجٹ

وہ تحریر جسے کثیرہ سال سے  
آزمایا جا رہا ہے۔  
کامیاب اور بے خطا

ایک تولہ پانچ روپے  
۶ ماشہ نین روپے  
ڈاک خرچ ڈیٹھروپیس  
تین لاشیں بیکانہ لکنے پر ڈاک پانچ سعات  
دیگر تفصیلات ڈاٹائل کے کسی صفحے پر لاحظ فرمائیں  
دار الفیض رحمانی۔ دیوبند (دیوبند)

(المولانا اتنا حادی)

# دنیا اور دین کی فلاح

ایں مقام کے معنوف چناب مولانا اتنا حادی کی شہرت پر انکار و حدیرت کا خود اٹھا جو باہم ہے اس سے ہم بے خبر نہیں۔ اس کے باوجود ان کا یہ عطا فرمودہ مقالہ ہم شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ شہرت کچھ بھی ہو لیکن تاعالیٰ ہماری نظر سے نو صرف کا کرنی یہ مضمون نہیں لگز رہ جس سے ہم یہ نیصلہ کر سکتے کہ وہ معرفت حکوم ہے۔ "شکر حدیرت" یا "ابل قسران" ہیں جو بعض علمی تحریر ہے جو ایسی نظر سے لگز رہی ہے اس سے بھی اور معرفت کے ایک ہالی خط سے بھی یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بعض قرآن میں سورہ طہ کا اذنا کر کے بھیں ابی قسران کی صفت میں شامل کرو یا یہی ہے ورز و حدیرت۔ کے بارے میں عام نقطہ نظر سے کچھ بیشہ ہونے کے باوجود اتنے پہلا ہوئے نہیں ہیں کہ جو بدگایاں ہو گوں کو سجا طور پر اپلے قدر آن سے ہم ایں بھی ان کا محل و مرز و قرار دے سے لیا جائے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ اور اس پر ہیں۔ تو ہے کہ ابی قسران کے متعلقوں میں یہی سب لوگ وہ نہیں ہیں جو وہ تعریف حکیم دین کے نو اختر پر ہے۔ اور کورا نہ ہو وہ اور ہمیں قسم کی رجحت یہی دیتی ہے تھیں اگر دھرا آگئے ہیں۔ ہم اس حقیقت کے اعتراض میں نہیں پہنچنے چاہیے گے۔ ماسیان حدیرت، یہی سمجھا رہے معرفت و مسلک کے لئے انتہا پسند از جذبات پائے جاتے ہیں۔ اما اشارہ المثل ہمارے پہنچے درجہ میں اور درستگاہوں میں تھا کہ افراد پر مشتمل ہیں جس میں صفر نو کے تفاہوں کی نسبت میں امام نبی نہیں پائی جاتی ہیں کا علم اجتہاد و بصیرت کی عادی عالمیں رواجی اور لگانہ دہانہ۔ جو دستادوں سے سنبھلے ہوئے اس اسماق کو رئٹے کے سوا کوئی راہ نہیں بھان سکتے۔ جن کی ذہنی تاریکی کا عالم یہ ہے کہ جس دنات وہ کسی اور مکتبہ اور کرکے کسی مسلک و معرفت پر اعتراض کر رہے ہوئے ہیں تھیک اسی وقت وہ خود بھی ایک مد سے تھا از معرفت و مسلک پر رہے ہوئے ہیں اور انہیں اس اس تک نہیں ہوتا اگر ہی سکے ہو جسے انہیں حسریف کے حاضر پر لفڑا رہے ہیں ویسے ہی وہ دن اس کے لئے اوسی سے پر ہو جو ہے۔ نفس امارہ کا وہی جادو دن کے سرخ ہلکے بولتا ہے جس کی ترکیبیں دوسروں کا لازم بھر قصری میں سیر بھر جو کے نظر آتا ہے اور اپا سیر بھر گناہ کی بھلکل اس شر بھر جو ہے تھا ہے۔ بالآخر بسا اور قاست گھوڑی نہیں ہوتا۔ اتنا چاہیے کہ جس طرح اکابر حدیرت کے رخ پر چلنا ہر جنم اے اسی طرح حادث حدیرت ہر لو اور مجھ داد رہے اخن ای بھی حسرے ہی ہے۔ حدیرت کی حادث و نیالحدت کی بحث میں یہ جو طریقہ عالم ہے کہ حادث کرنے و مدد حضرات اپنے مولف کی نامیدی میں جس چاہے عالم مرحوم کا قول ہے آئتے ہیں اور دس میں علائی سلف کے اتوال مجع کرنے کے بعد و عوامی کرنے ہیں کو حسریف اجماع امت کا منکر ہو گیا، اہل سنت کے دائرے سے نکل گیا وغیرہ ذلک یہ طریقہ قابل اعتماد ہے ملائے سلف اپنی اپنی ملک کھاتی ہو تو ہر اور فکری پیش رفت کے میدان میں اسلام نے بعض حد و لینک ہیں آرہ دیجھڑا ہے۔ مید ایں بھی بیچ مان لیا جائے۔ ان بھی سے ایسی مسیئن کو انتخاب کرنا ہو گا جن کی ذمہ انت و قوت اجتہاد اور گھری بیعت ہے اس کے دو پانچوں سے جو جم کھاتی ہو تو ہر اور فکری پیش رفت کے میدان میں اسلام نے بعض حد و لینک ہیں آرہ دیجھڑا ہے۔ ایسے سچے سکتا ہے جن کے ذمہ انت و قلب با منظم کی رہا ایسا پرستی اور قرامت پسندی کے عوض تملک کی جاگز وار وہیں جو رہیاں دکھلنے سے منوج کے ہوں۔ مثال کے طور پر ہم کہہ سکتے کہ علام رحمن ۵۰ اور اس فقر کی جیسے معلم اسلاف کا سر ایسا علم

دن اب ہمارا بیڑا پارٹیں لگائے گا۔ ہم تو اس وقت اپنے تحریر اور مجدد المفت نامی جویسے نکر لے ظل کی خود روت ہے کہ دوسروں کے قصور و دکھروں کی کاروبار و نئے کے ساتھ ساتھ اپنے جھوڈ زوال کا بھی جائزہ لیں۔ حادثت حدیث، بالصور، یکسی اور نام سے جن تعصیات و مروعات کو ہم تے بالعبر داخل دین کر لیا ہے اور مختلف فہریں مسائل میں خود کو سراپا سچ سمجھنے کی بورڈ شپ ہمنے اپنا لی ہے وہ ہماری موت کے مراد ف ہے۔ دوسروں کو ان کے موقع سے سر کرنے کی اگر ہم امید رکھتی ہے تو مجھ پر خود یعنی اپنے موقع سے اس حدیث کے سرکشی پر تیار رہنا چاہیے جس عذاب اللہ اور رسول نے مجاہدین پر ہے۔ یہ ناگزین ہم تو جیش شکر اور دسرے سے ہمارے ہیں گر جائیں۔

سریں اور دوسرے پرستے ہیں جو بڑی سیں ہیں۔  
براء جانی تھیں جب شرع کی طالبگاہ اس کی نوت میں گنجائش نہیں کہنا چاہیے ہے کہ جب تک کسی کے بارے میں وائق کے ساتھ یہ معلوم برداشت کے دو معروف معنوں میں ”منکر حدیث“ سے محض اس لئے اسے منکر حدیث نہیں کہنا چاہیے کہ اس کا طرزِ ذمہ دار ہے مختلف اور تنقیل پسند نہ رہے۔ تعقیل در حقیقت ہے کہ اس سے قطع نظر کے ناسلام کی وجہ کی ہے۔  
یہ مقابل اس لائق تھا کہ اس سے ابکچی ارشادت ہیں پورا کردیا جانا۔ لیکن اسوس دیگر مذاہدہ کے باعث اسی لائق انتہا نہیں  
ہنا دو فاطمتوں میں پورا کیا جائے گا۔ (تجھی) (تجھی)

اب ساری دنیا کے انسانوں کے لئے خدا و دین کی نکاح و بہبود  
مروت اسی میں ہے کہ ہر شخص اسی کتاب کی پہاڑیت اور اپنی رسول کی  
تعلیم کے مطابق زندگی بس کرے۔ جو احکام تھے ان مجید ہی تھے  
پس ان کو حفظ کوچھ طرح پوری طرح زندگی پھر احکام دیتا رہے۔ اور جو  
بائز، سے منج کی گیا ہے ان سے ہمیشہ بچا رہے۔ سرخی زنا نہیں  
کو باعث تہائی دلماکت سمجھے۔

دو ریاست مبارکہ اور دو پرنسپل میں  
متحجج نافرمانی مقصود ہے اس کا معنی ہے کہ میراث اُن کو اکٹھا کرنے کا  
فتوحہ مدد علی کے دینا اس معنی میں ہے کہ اس کا مطلب اس سبب و کات  
امیر اللہ ملعون کو اسے دے دیا جائے کہ اس کو پہلے کتاب بدل جائی ہے۔ اس  
کتاب (قرآن) پر ایمان لا دی جس کو یہم نے اتنا رہے جو ان کتابوں کی  
تصدیق کرنے والی پہلی جو تحریرے پاس ہے، اس سے پہلے دیکھا  
نئے آؤز کرتے ہمارے چہرے پر گاؤڑتے جائیں، سمجھ کر دئے جائیں  
پھر پیش کیجئے اس کا دستے جائیں۔ یا پھر کارڈ: الیں ہم ان پر مistrach  
(محکاب) سبب ایک پر چھکنا کروں اسی طبقی اور (یاد رکھو) کہ اللہ کا  
کلام میرا رکھا ہے، زنساء کے آئینے (۵)

انسان بھی ایک حیوان ہے جس طرح بہت سے حیوانات ہیں جیسا کہ ان کی زندگی کا مقصد اس کے سوراں پر ہے لیکن کاماؤ نہیں

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دنیا دی و دینی تباہ سے بدلنا اور جانکرنا  
سے پچالے کے لئے نبی امیر علیہ السلام کو سبوت کیا۔ انہا پسی کتاب  
آئندی۔ اور سیہی کو ایسی حکم دیا کہ تم اپنی کتاب ہی کے ذریعے ہوتھیں پھر  
تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے تو گوں کو دنیا دین کی فلاح پہنچ دی کہ راہ  
پر مکالمہ

اگر انہیا علیہم السلام کی حجت ان کی تعلیم ان کی تفاسیر  
خاص خاص طبق خاص خاص ماحول اور ایک شخصیں بدلتا کیا  
شئی اس لئے زان کی تعلیم کے موجود رہنے کی ضرورت تھی زان کی  
کتابوں کی ایک آخری تین آنے والے یہ تھے جن کی تفاسیر سارے  
عالم کے لئے ذریعہ ہاتھ برسنے والی تھیں لیکن وہ علمیں نہیں بلکہ  
دبرکت دلائی پر وہ جس نے اپنے جندے سے پر اس حق وہ باطل ہے فرق  
کرنے والی کتاب کو اسرا نہ کار سے عالم کے لئے یہ تیجہ نامنافی  
ہے فر اسے والی ہے، داعاً غازی سرحد و قدرانہ

چنانچہ آخری نبی آئے گئے، ان سے ہم اگر تم پر بھی دستاں  
راسانہ کو پکار کر کہہ دئیں یا جوہا انسان اپنے رسول اللہؐ کی  
بنیعماً کرے، واسے رسولؐ اگر اسے انسانوں ہم سب کی طرف اٹھا کے  
رسولؐ یا نکلیجھے گئے ہیں، راجعون بنے، ان پر وہ فرائض خدیدھی اتر  
چکیاں ہو سائے، الٰم کو شفایتی کے برائے تنازع ہے، فراہم اللہؐ

ذکریا تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے ہزار چھا وعدہ ہے کس حد تک اور  
کس طرح پورا اڑتا ۹۱۷

**وقالَ عَبْدُهُ** مرستے اور حضرت غیر ملئے بینا و علیہما السلام  
پرایا ان کا اور ان کی بیرونی کا دعوے رکھتے ہیں تو یہی پرایا ان کے  
مدعی ہیں لہصار میں حضرت پیغمبر ملئے بینا علیہما السلام پرایا ان کا ان کی  
پیروی کا اقرار کرتے ہیں اور احتمل پرایا ان کے معرفت ہیں ان  
سب انبیاء رسول ملئے بینا علیہما السلام کی تعلیم ہی ہے  
کہ دنیا دار اصل ہے ورنے کے بعد تمہارے ذمیانی اعمال و فائدہ  
کے مطابق تمہارے ساتھ بڑا دیکھا جائیگا قیامت کا ایک آخری  
دن ہزو رو آئے گا اس نے سارے اولین دوآخری اکٹھا کیا پہنچے  
سب مردے زندہ کر کے میدان حشر میں عاضر کئے جائیں گے اور ہر  
شخص سے اس کے عمال کی باز پرس ہو گئی نیکی کاروں کو حفظ  
یہی صحیح جائے گا اور بد کاروں کو دوزخ ہیں باہر جوان قلمروات  
سے نافعیت کے ہیود و لہصار میں دنیا کی پوسیں پور کر آخرت کی نظر  
سے ایسے خالی ہو گئے کہ ان کو آخرت کی کچھ پردازی نہ ہی

بولا اسی اہل کتاب ہمیں ہیں یا برائے نام کوئی کتاب رکھتے  
ہیں مگر عقائد و مبادلات و اخلاق و ماحلات کسی بزرے میں بھی کبھی ابھی  
اس کتاب سے سند نہیں لیتے ان کو مرستے کے بعد کئے متعلق کریں بات  
اسی معلوم ہمیں ہے حق کو وہ بخشی کریں ہوں اور اگر کسی بات کو د  
یقینی طاری پر بھی کریں ہیں تو اس کی کوئی دلیل ان کے پاس نہ ملی ہے د  
کسی اسلامی کتاب سے پہنچا دہم بلا دلیل ہیں جن پر ان کو اصرار ہے  
وہ بھی ہر من بحث کر سکے لئے ان اہم کے مطابق بھی ان کا عمل  
ہمیں ہے جس سے ظاہر ہے کہ حقیقت ان اہم پر بھی ان کا یقین ہمیں  
ہے اسی لئے وہ اہل کتاب سے زیادہ مرستے کے بعد کیا ہو گا کی  
فکر سے بالکل آزاد ہی وہ کبھی اس کو سوچتے ہیں اسی شے کبھی تو  
اٹھلے پکھ کریتے ہیں کہ مرزا یونسؒ تمرث مانیجے کبھی تو اگر کوئی طرف  
چھے سے طے ہیں جس کی کوئی دلیل کسی اسلامی کتاب سے وہ پیش نہیں  
کر سکتے نہ کوئی عذر سلیم ہی اس کو صحیح سلیم کر سکتے ہے  
غرض اہل کتاب کے سب نہیں تو بعض افراد یہی کے ذمیں میں ہی  
کبھی پتخت کی تو نوگی قیامت اور پرستش اعمال و حجہ اور صراحت اعمال

پسچوڑے کہا گذا پڑیں کوئی کے ملائمہ اور بچا پڑیں جو ہنسیوں کیسا نہ  
زندگی سر کرو جب مرستے کا دلستہ تائے تو مر جاؤ بکر ان انسانوں کو  
جو جو الوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں اس بات میں ہر جو ان چھوٹے کا  
ہے کہ مرستے کے وقت کسی جوان کو اپنے پسندیدوں سے چھوٹے کا  
کوئی علم نہیں ہوتا زان کو اس کی کوئی فکر ہوتی ہے کہ یہ سب بسندیدوں سے  
ہے بعد کیا اڑیں گے اور ان جیوا نیت میں صحیح شدہ انسانوں کو  
مرستے کے دلت اپنے گھر باردار لست اور کار و بار بچہ رہا کچھوں کے  
چھوٹے کا بڑا علم ہوتا ہے اور کشتوں کو اس کی نظر بھی ہوتی ہے کہ  
اس کے بعد ان کے اہل و عیان کیا کریں گے اسی اعتبار سے یہ صحیح شدہ  
انسان بسندیدوں سے بھی بدتر نہیں

یہ سیوا نیت میں صحیح شدہ انسان حرف ایک ہی باش میں جوانوں  
کے ہماری میں رجیں طرح جیوں انوں کو اس کی کوئی نظر نہیں ہوتی اور مرستے  
کے بعد ان کے ساتھ کیا ہو گا اسی طرح ان انسانوں کو کسی اس کی نظر  
نہیں ہوتی یہ اپنے دل کو ملکن رکھنے کیلئے ملا دلیں یہ بھے ہوتے ہیں  
کہ مرستے کے بعد دلت جاتا ہے جو فرما ہے دلت جاتا ہے ہم بھی ہیں  
جسے قریب جائیں گے اس دہم کو یقین ہنا کہ یہ پاہے میں کرتے ہیں۔  
بلکہ اس دہم کو دلیل کو یقین کا دہم ہی اس لئے دیا گیا ہے کہ پرستش  
آمُرِت اور قیامت کی بازی رس کا دل اسے نکال کر عذاب و درزخا  
کی حرف سے اطمینان حاصل کر کے اپنی ہر مکن خواہش کو جس طرف ہے زند  
پوری کر لیں اگر کچھ تو ہر حکومت دلت کی تاقویٰ گرفت سے  
یا سوسائٹی کے دلاؤ سے ان دہم کا دل کو جس مکن ہر طرف لفڑے  
دور کیا جاسکے دہر کر سے رہیں اور جو بھی ملائے کرتے رہیں۔

اہل کتاب کو سماتیت کے راستے سے دلایا گیا ہے  
کہ ان کو سب سے یعنی سخراً ناچھل کے شکار سے منع کیا گیا تھا  
حُرُودہ باز نہ ہے اور سیلیں اپنے چھپے شکار کریے ہی رہے تو وہ  
بندوں کی ملکی میں صحیح کر دیتے گے وہ بالکل بندوں کی بنا دیتے گے  
لئے یا ان کی نظمات بندوں کی بھی ہر گھنی میں انہوں کو حلوم اس کی بحث کا یہ  
مرتفع نہیں قرآن فیض یعنی فرمایا گیا ہے اس کی صحیح پر میرا بیان  
ہے اور سچے سلم کا ایمان ہونا چاہیے کمابد دیکھتا ہے کہ اہل کتاب  
یہود و نصاری جو قسر اسی بھی دل پر ایمان نہ لے محدث فاتح المیزان  
علیہ وسلم کی تصدیق نہیں کی اور ان کو اٹھبکی روشن ماڈ کر ان کا انتاج

یہاں لوگوں کے بھی منظور ہے اور خوبی اداہم ہیں اس قسم کے خیالی پلاڑیاں کا کپاکارہ اور پانی غلط کر لیا کر رہے ہیں۔ میکن ہلیں سعیہ کردی الحکیمة الدینیہ۔ ان سمجھوں کی ساری اکشمشیں، ساری جدوجہد صرف دنخواہی زندگی ہی کے مقاصد ہیں تک محدود ہیں، اور بعد وہ سچی ہیں جو کسی حد تک مجھتے ہیں کہ مرے کے بعد بھی پہنچ پوکا رہے بلاد میں پھر اداہم کو تلقین کا درجہ دیکھاں ہیں اداہم پر آخرت کی طرف سے اس قدر تعلق رہے ہیں کہ اس کے حق بھی سوچتے ہیں۔

تو اہل کتاب اور جو اہل کتاب کی طرف کسی فذر رہنے کے بعد کے متعلق اتنا بھتے ہیں کہ مجھے ہوگا ان کی نظرتِ انسانی ان سے چھین کی گئی اور جندر کی سی صفت کو پہنچاند دیکھو دیکھو ان کو نظرتِ انسانی سے بچے ہوئی فطرت کی طرف سے بچے ہوئا دیا گیا۔ اور جو آخرت کے بالکل مکمل ہیں اور حشر پندرہ قیامت اور باز پرس اعمال کے متعلق قائل ہیں، پاپے آدمیوں کے عقیدہ فاسدہ کے ماتحت یا حرکت میث گئے اسے خیال باطل کے ماتحت اُن ہیں دردگی کی صفت دیکھو ان کو انسانی فطرت بدل کر جیوانی فطرت میں اپنیں سچ کر دیا گیا جنما کچھ آپ دعیتے ہیں کہ یوگ انسانی خون پہنچنے میں ہے قصور اور بے گناہوں کے قتل میں بہت دلیر ہوتے ہیں۔

جو یوگ حشر پندرہ باز پرس اعمال اور دوزخ و جہت کے بالکل مکمل ہیں اُن کو چھوڑ دیتے ہیں، ہمیں میں وقت ان سے بخت نہیں ہیں جو یوگ تباہ است اور باز نہیں آخرت پر کم میش ایمان رکھنے کے سکھدی ہیں چالہے وہ یہودی ہوں یا یوسفی، یا وینا پرست مسلمان۔ ان نہیں ہوں جاؤ گئیں کشمکش کا سامنا کرنا پڑتا۔ دنیا پر تھی کہ قاشا یہ کہ جو پکھ کر دنیا کے لئے کرو اور دنیا میں نہ یادہ سے زیاد ہو جائے کہ اسے ملکش، اور اُن کا سامنا جو قدر بھی جیسا ہو سکے کر شد، ہوں گا کو فکرہ دیا اتنی فرستت ہی ہے اور دنیا کر کفر کر خرمت سے نہیں کچھ دلت ہوگا۔

دوسری طرف آخرت کا عیال، تیامت کا خوف اور اعمال کی باز پرس کا ذراں کو قدم نہم پر رکھتا۔ اور اکثر اقدام کے وقت ہداب و نیخ سے ڈرانا ہے۔ جانے سے ان میں سے کچھ کا یہے شاید

آجیں جاتا ہے۔ ان غیر اہل کتاب کفار و مشرکین والاعدہ کا تو کبھی اس طرف نہیں بھی نہیں جاتا اور مرے کے بعد دیگیا ہوگا، شری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ عالم و تام کے بعد اس کسی قوم کو یہ کہنے کا حق بالی نہیں ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی تعلیم نہیں ہوئی ہے جو بھوک آخوند اور تیامت اور اعمال کی بازار پر اس دغیرہ سے قرار آئی اور بکو مرے کے بعد کے مقاصد کی طرف متوجہ کرتی۔ خنزیر نیا و نیا کی ہر قوم کے پاس اسلام کی آزاد پہنچ چکی ہے مگر ان مجید کے نزدیک اکثر زبانوں میں ہے اسکے پس اس نے تقدیر بیانیا۔ انسانیت پر محمد رسول اللہ علیہ السلام اور علیہ وسلم نے آن مجید اور دین اسلام کی طرف سے اتمامِ حیث برجوکا ہے۔ اس نے دہ دعید جو اہل کتاب کو سنائی گئی تھی اگرچہ اخراج دقت اہل کتاب ہی اس کے مقابلہ میں مگر در حقیقت اس کے مقابلہ میں اقسام تھے اور ہیں مگر فیاطب خصوصی اہل کتاب قصر اور دسائے گئے ہو گئے جو کہ وہ دوسروں سے نیا اور آخرت کے حال سے واقع ہیں یا ہر سکتے ہیں۔

اہل کتاب اور غیر اہل کتاب عام کفار و مشرکین تو اس دعید کے سبق ہم رہتے ہیں۔ افسوس اور حمد ہر اراضیوں اور مسلمانوں کی کی ایک بڑی جماعت اس دعید کی سبقتی ہوئی ہے۔ اور ان میں بھاگتوں پر اس دعید پر ای طرف پر دری اتر رہی۔ پہنچ۔ وہ کس طرح؟ مجھ سے سینے۔

یہیں بیان کر جیکا ہوں کہ انسان بھی دوسرے سے تجزیہ نہیں کی طبع ایک جیوان ہی سے ہے۔ اور تیسرا نبی زندگی کا خواہم کیا ہے کہ آخرت کی فکر مطلق نہ ہو، ملائے ہیں اور ہمیں بھتے۔ اور ہمیں کوئی سکوت کے سروکوئی مقدمہ زندگی نہ ہو۔ مرے سے بچنے کی چونکہ کوئی صورت ہی نہیں ہے، اس نے صورت آتے گی تو مرنے کی پڑتے گا۔ مرنے کے بعد کیا ہے کہ اس کو اس زندگی میں کیوں سوچا جائے۔ جو ہر کوئی بھوکا ہے ماقیب کی خبر مدارا ہے جو ان کو اسے مگر رہتی ہے۔ ہاتھ پہنچے وہ جو دنیا دی زندگی میں بھتیں ہیں جیلیں رہتے ہیں۔ وہ بالا میں اپنے کو کبھی سمجھتے ہیں کہ کیس دنیا میں میش دا رام ٹھیس نہیں ہے اور مرے کے بعد اس سے بھتیں میں نہ رہے۔ میش دا رام کا مرد بلیگا اور سمجھتے ہیں کہ جو یوگ ہیش، دا رام سے یہاں بسے۔ وہ بھتیں دوہم جسے سب لوگوں قبض و آنہا حصے ہن و ہر جو ہم ہیں کے بینہ معاشر ہم

کے حضور میں اس کے صدیب رسول قبول علیہ السلام کا رسول ہے۔ اس کو دشمن کر دیا۔ فلاں غوث یا فطب بادن دم کھدلتے ہیں دعا مانگی ہے تو اب اللہ تعالیٰ میرے اعمال پر، اور میرے گناہوں کو پردازی کرے گا اور اپنے رسمی اور اپنے ہزار گزیہ و ہدود کے ذکار کو قائم رکھنے کے لئے میری حاجت ہڑو پوری کر دے گا۔

اور پھر بزرگوں کے ہزاروں پر جا گا کہ دعا مانگی کرتے ہیں اور اپنے اگر اگر اتنے ہیں کثیری یا حاجت ہے اس کو اپنے خود پوری کر دیجئے کہو نکری پوچھ لیں اپنے دل خوش کن ادا م کے احتکت سمجھتے ہیں کہ بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے اختیارات ملے ہوئے ہیں اور ان کو پورا بھا زبان دیا گا کہ جو چاہیں کر سو، جس کو جو چاہیں پیدا ہیں، جس کی بوجاحت جملہ ہیں پوری کر دوں مالا مال ان کے پاس ایسا سمجھنے کی کوئی قابل قبول دلیل تر آن و حدیث سے نہیں ہے۔ مگر بولا دلیل ان بوجوں نے یہ مشکر کا دعویٰ کیا تھا کہ اسے سلسلے کام برید و معتقد ہے یا نہیں۔ اگر یہ ہمارے سلسلے کام برید و معتقد ہے تو چاہے اس کے اعمال و اخلاق کیسے ہی ہوں، اسکی کے اعمال و اخلاق کو ہنسی دیکھتے ہے۔ وہ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ یہ شخص ہمارے سلسلے کام برید و معتقد ہے یا نہیں۔ اگر یہ ہمارے سلسلے کام برید و معتقد ہے تو چاہے تو چاہے اس کے اعمال و اخلاق کیسے ہی ہوں، مگر کہا افسوس ہے اس کے اعمال و اخلاق کیسے ہی ہوں۔ مگر اپنے مار پر صاف ہے اور کہتا ہے: بار بار ہماری نیازیں دیوار ہتھیے ہے۔ ہمارے قل عروس میں شریک رہا کہتا ہے۔ چاہے اس کے اعمال یعنی ہی ہوں۔ مگر یہ ہمارا معتقد ہے اس لئے ہم اس کی مدد فردو کر سو گے حالانکہ جو لوگ اللہ کے درست ہیں ان کا تو پڑھنے ہی کو اللہ کے نافرمانوں سے اکل بیڑا ری کا انظہار کری۔ اگر اللہ کے نافرمان ان کے پاس آئیں، ورنامہ نافرمانی سے باز نہ آئیں اور پھر بھی ان سے مرد پا ہیں تو وہ ان پر مغضبت بھیجنے کر تو اللہ کا نافرمان ہے اور اپنی نافرمانیوں سے باز نہیں آٹھا۔ اسے کیا کہا دو رکھتا۔ چہ اور ہمارے پاس آیا ہے؟ اللہ کا کوئی دوست اللہ کے کسی نافرمان سے کبھی خوش ہنسیں ہے۔ سکتا۔

یعنی بزرگوں کو اپنے قدر پر جا کر خرض کرتے ہیں اور اپنے دعا مانگوں کے طبق اور اپنے دعا کر دیکھنے کا کثیری یہ مصیبت دور ہو جائے۔ وہ یہیں سمجھتے کہ بارگاہ، اپنی میں صفارش بھیرا جائزت کے کوئی نہیں

ہے۔ جو پہنچتے ہیں ایک دن مجھے کو مجھے یا جگہا تر روز انہی نمازوں کی چار عکسیں بھی لگائیں ہیں جب رمضان کا ہمیز آجاتا ہے تو مجھے بھر کے روزے بھی ہر سال رکھ لیتے ہیں۔ بلکہ ان میں سختے اس سے ہم بوجھ بھی کر آئے ہیں بمعنی فطرہ سمجھی اور انسانی ہمدردی کا جذبہ رکھنے والے بھی ہیں اور سالموں کو حاجتمندوں کو بچ دیا جی کرتے ہیں تو قیامت میں جیسی میں کہتے ہیں اور جن کا مول کو وحی کام سمجھتے ہیں، ان میں چندے ہیں دیکھتے ہیں سال میں دو ایک بار دعوم دعای مولود کی بلاسی میں کہتے ہیں اور ان میں بھی کھول کے خرچ کرتے ہیں۔ مگر وہ سردمی کا درد بار بھی کر سکتے ہیں، تا اب تک تو پھر بازاری بھی اور نہیں۔ سرکاری ملازم ہیں تو پوری شرکت بھی لیتے ہیں، شیکیں اور ہم تو عین رخصیت بھی کرتے ہیں۔ عرض جس طبقے سے ان کا تعلق ہے، اس طبقے کی مناسبت سے دو ہرام خوری و خرام کاری کی جسی بدلائیں۔ دو ہرام اچانک طریقے سے دو حصیں کر سکتے ہیں یا انکے باکے ہیں، اور اس کو اپنے سبق سمجھتے ہیں کہیں طبعت میں ہو تو زیادہ مال و دوامت حاصل کر سکتے ہیں، پوچھ لیں کہ کتنے ہیں، یہ لوگ ہو بظاہر کچے مسلمان مسلم ہوتے ہیں، آخرت پر قیامت پر قیامت کی بازار پر ایمان تو پڑھنے و رکھنے ہیں، اگر ان کو گواہ ان مالیں موبولیں اور مشائخ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاقت کی امید بھائیں بلکہ تین دلائک خم آخوت سے بالکل ناراء اور یا ہے مزید احتیاط کے خیال سے یہ کسی پیر کے مرید ہو گئے تو اپنی محنت کا پھر اس دار اس پیر کو سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کے دل ان فیکت کی بانی پر اس کا کوئی خطرہ باقی نہیں ہے۔ بعد وہی ریاضی مصیبتوں میں کبھی مستلا ہو جاتے ہیں تو پھر وفا یافت پر یہ دل ان کے عالمیں پا یا اللہ تعالیٰ کے حضور میں، عالمیں کیسے لگتے ہیں، مگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو گھبھکاری ہیں، اور اپنی انہنگاریوں سے قدر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ ہنسن سمجھتے ہیں، ہماری سود خواری ایک دن باز اور، رخصیت انسانی مروہ آزادی وغیرہ کوئی چیز ایسی نہیں جس کو ہم چھوڑ دیں، اور اللہ تعالیٰ تو عالم الخیک، سب کچھ ماننا ہے، اس لئے وہ ہماری دعا مانگوں سستے نہیں اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کو رسول کا، اور عین کو اس طبق دینے لگتے ہیں، کا پچھے مصیب اپنے تو رسول مسیحیوں کے مدد میں، اللہ کے طفیل میں، ان کے وسیطے سے ہماری رحمائی۔ لہ اور اس مصیبت سے ہمیں نجات دیدے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب میں سے اللہ تعالیٰ

دین کی شفاقت پر ہے اور اس بھروسے پر وہ دنیا دی کی زندگی میں اپنی بد اعمالیوں سے توبہ کرنے اور باز آنے کی کوئی خروتی ہی محسوس نہیں کرتے اور قیامت کی بناز پر اس سے متعلق نہیں کہ اس لئے خود روت اس کی ہے کہ شفاقت کے متعلق قرآن مجید میں اور صحیح حدیثوں میں کیا آیا ہے۔ اس کو بیان کرو، یا جائے قرآن کی آیات تو قطعی بلطفی ہیں گر جائیں وہ بنت صحیح کتابوں میں نہ کرو ہیں۔ اور لوگوں کی من گھروت عجی۔ اس لئے صحیح حدیث کی قید میں نے لکھی تھی حدیث وہی ہے جو سورت آن کے متعلق ہے، یہ حدیث قرآن کے خلاف ہونے تھی صحیح حدیث نہیں ہو سکتی رسول اللہ مصلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے خلاف نہ کوئی بات ہو سکتی تھے۔

### شفاقت و سیلہ

”شفاقت“ کے معنی عربی زبان میں ”دُو دعا انت“ کے معنی آتے ہیں یعنی کے معنی دو دگار، جیسے قرآن مجید میں ہے ”لَيْشَ الْعَمَدَ وَنَتَ“ دُو دگار میں وہی تھی میں شفیع ان لوگوں کے لئے قیامت کے دن کوئی کار ساز اور کوئی مد دگار نہ کو۔

دو سکھ معنی بوجعری فارسی اور دیتوں زبانوں میں شہر و معروف ہیں وہ یہیں ہیں جن کو ”سفارش“ کے لفظ سے تصریح کرتے ہیں کہایہ جانتا ہے کہ دن کی یہ جال نہیں ہوتی کہ ادا شاہ کے دو دار میں بیٹھ رہی وہی سیلہ کے خود پہنچ جائیں اور بغیر کسی سفر بارگاہ کی سفارش کے بطور خود کوئی درخواست پیش کر دیں

در میز و ذر سلطان را؛ یہ دلیلت مگر و پیر امن بیٹھ وذر وادشاہ کا، اللہ کا، بغیر کسی وہی کے نہیں گھومنا چاہیئے اسی طرح بارگاہ الہی میں بھی بیٹھ رہی وہی سیلہ کے دعا کرنا، اور ان کا سارا بھروسہ رسول اللہ مصلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگ

لہ بیان پر محفوظ رکھنا چاہیئے کہ سورت آن کے بیان درود وہ اس اصول سے مکاریں قاتلہ ادا کیا ہے کہ اب اس سے ایں حق کو جوست ہوئے ہیں اور وہ اس احوال کا ذر کریں لیکن اور زیر کو شتر نظر لئے یک حق میں نہیں کیا جیسی تھیں بھی تھیں یہ کہ رسول اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں کیسے مکن ہے کہ اللہ کا سچا چاندی ایسی بات کو کہا گردے جو فرمودا، آئیہ، وہ صریح ربانی کی خود ہو، حدیث مجھ پر جو حدیث آیات الہی کے مطابق ہی ہو گئی جا سے ہماری کو تاہمی نہیں اس طبق اگر بزرگ میں پڑھے خاص، اور یہ ذکر کے مطابق اسی تجھیں بیانی دعا کیا جائے اور تجھیں دین کیلئے احتفال کر سے ہیں تو اس کی وجہ سے اعمل کے دامن ان کا جا سکتا۔ (تجھی)

کر سکتا اور جس کے لئے اجارت ہو گئی اسی کے لئے سفارش بھی کی جائے گی۔ کہیوں کو ملک ہے کہ جو غصہ گناہوں میں مبتلا ہیں نہیں بلکہ گناہوں پر متحرک ہر، جن گناہوں سے ہم میں وہ جلاسے ہے تو ہم نہیں کہتا ذکر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جس کی سرکشی دنافرمانی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے، ایسے سیکارے کے کوئی دس طرح بارگاہ آنہا ہیں کچھ عرض کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں بشہ طیکہ وہ دائمی اس عرض کرنے والے کی ہاتوں کو سنتے ہیں ہیں، بیان قواسمی کی کوئی دلیل نہیں کہ یہ لوگ ان کی تبریدی ہیں جا کر جو کچھ کہتے ہیں وہ سنتے ہیں۔

ظرف یہ ہے کہ جن لوگوں کی زندگی افسرانیوں ہیں گزد رہی ہے، اور وہ اپنی ناف ماہیوں سے باز آئے ہاں تھے ادا داد ہی کا نہیں رکھتے۔ مگر پونکہ سلامان اپنے کو کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں، سنتے آئے ہیں کہ قیامت آئے والی سہی اس دن اسکے پھیلے سب مردے نہ نہ کئے جائیں گے۔ اور ہر ایک کے سارے اعمال کا حساب لایا جائے گا، افسرانہ و سرکش لوگ اور کافر و مشرک ہو سلامان نہیں ہیں۔ وہ سب جنم میں جائیں گے اور جو سلامان ہیں اور کبھی ساری کی وہ جنت میں مجھے جائیں گے اس کے ساتھ مولود خالوں سے، واعظوں سے اور رہائی پروردیں سے یہی سنتے آئے ہیں کہ صرف کفار و مشرکین جنم میں مجھے جائیں گے، لہذا سلامانوں کو رسول اللہ مصلی اللہ علیہ وسلم اپنی شفاقت سے بچنے اک جنم سے بچا لیں گے۔ اور خود اپنے ساتھ بچنے والے کے بعد سب گھر گا، ان امت کو جنت میں لے جائیں گے۔ اور جو لوگ کھنچیں گے کہ جن ان کے سارے اسلامی محی قیامت کے کے دن اپنے سب مریدوں کو بچنے والے بھیری قیامت کے میدان سے ملنے والے ہوں گے۔ اس لئے قیامت دا آغوش کے متعلق آن کا سارا بھروسہ رسول اللہ مصلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگ

صلحوت خداوندی کا تقاضا ہے چلا رہا ہے اس کی قدرت راخنیار کو عام اہل حکومت کے اختدار راخنیار پر قیاس کرنا ایک دروسہ اور بعض شیطانی و سوسہ ہے۔

**دوسری وجہ** یہ ہے کہ نیاد می اعلیٰ و حکام یا ادارے کو کوئی رعایا کے ہر فرد کے حالات کا مجموع علم نہیں ہوتا اور نہیں ہر کسے ایک غریب حاجتمند اپنا دھکہ اکسی مقرب بارگاہ کی وسائل

کے ادا شاہ اپنے بھائیجا تقویاد شاہ کو اس کے بھائی کا اقتدار ہو سکتا ہے ورنہ ہر سائل اپنے کو رسپرے ریادہ و حق ادا دیتی ادا شاہ کے گاہ ادا شاہ کو کیا علم کریں اوقی حاجتمند ہے یا نہیں۔

ہر جرم اپنے کو بے قبوری قرار دے گا۔ یا اپنے جرم کو برہت پہنچ کر کے بیان کرے گا ادا شاہ کو کیا علم کریں جرم سبیل یا شبہ اور بدگانی ہیں پھر اگر یہے سخت جرم ہے ایسا ہے اس لئے

سفرارش اور کسی انسانی وسیلے کے ادا شاہ اس جرم کے ملے سے کسی قدر و اکف ہو سکتا ہے۔ پھر یہ کوئی خود ری نہیں کو سفارش کرنے والے نے صحیح ہی سفارش کی ہو۔ دنایمیں قل

ذوق سے کوئی بھی سفارش لیا کر سکتے ہیں۔ اسی لئے یہ وگ پیرز کوئی نذر نیازی کی رشوت دیکر ان سے بارگاہ اہلی میں رشتہ کے سور پر سفارش لگانا چاہتے ہیں۔ مگر اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئں ہو اس کے بندوں کے حال سے

وافقت ہو۔ اللہ تعالیٰ تو ہر کھلی چھپی ہات کا جانتے والا اعلیٰ واثک ہوا ہے۔ اس کو کوئی بزرگ جاگر کسی حاجتمند یا جرم کے حال سے کیا، افغان کرے گا۔

**تمیسری وجہ** کوئی وجہ نہیں کہ کوئی جوں سے رحمدال اور

ہر بان سے ہر بان بادشاہی اپنی رہنمایی کے ہر فریز پر اس حد تک ہر بان ہو۔ جو حد تک وہ ہر بان کا سخت ہے، کوئونکہ کسی بادشاہ کو اپنے رہنمائی کے ہر فریز کا حال حکومت ہی نہیں ہر سکتا، اس لئے وہ پیغام و سروں کے بتائے ہوئے، اس سے

آگاہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی اس حد تک ہر بان کا سخت ہے بادشاہ کے بعض مقرب لوگ ایسے ہر سکتے ہیں جو کسی حاجتمند یا کسی جرم پر بادشاہ سے نیادہ ہر بان ہوں۔ اس لئے وہ مقرب بارگاہ عاصب اس حاجتمند یا جرم پر اپنی سفارش سے ادا شاہ کو ہر بان کر سکتے ہیں

کی امید رکھنا، رحقیقت بالگاہ اہلی کے دفتر سماحت نہ کرنا اور بھلی ہوئی گستاخی ہے۔ قیامت کے دن بھی جس کسی کی مختار بولگی شفاعت ہی سے ہوگی، کوئی گھنہ کار اگرچہ ہے کہ بغیر کسی شائع کی شفاعت کے بلا اسطر الشفاعة کی بارگاہ میں خود عذر و مدد رت کر کے اپنے کو بخشنے والے قوت نا ممکن ہے۔

**اس کا جواب** یہ ہے یہ دیکھ کر شرم معلوم ہوئی ہے کہ یہ طب وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اللہ تعالیٰ کے رسول اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان رکھنے کا دلخواہی رکھتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے جو کچھ معلومات اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و قدرت و اختیار کے سبق عالم کی ہیں وہ محمد رسول اللہ تعالیٰ اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے نہیں بلکہ ہندوؤں کے دیناکار پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کو قیاس کر لیا ہے۔ باشناوری بادشاہوں اور حکمرانوں پر اسی لئے دنیا ہی بادشاہوں کی مثال بھی دیتے ہیں، دنیا کا کوئی بادشاہ ہو، وہ بھی انسان ہی جو کہ اور دنیوں کا حاجتمند ہو کا جو اس سے کچھ مانگنے کے لئے یا کچھ بخچنے سنتے کے لئے جائیں گے یا کوئی گھنہ کار کوئی جرم پر اپنے جرم بخشنے کے لئے جائیگا وہ بھی انسان ہی سے انسانی صورتیات ہر انسان کے صفاتیہ بیسان والیستیں ایک بادشاہ بھی خاص انسانی کی طرت کھاتا پیدا ہے، سوتا ہے، آرام کرتا ہے، کھجور بھی پہنچا سے اسے اور ساری انسانی غروریں، اس کے ماتھر دستہ زمین اگر وہ ملک کے سارے سے باشندوں کے سارے سے مدد اور سارے کام اپنے ہی اذمیر کر کے تو اس کو ایک منٹ بھی اپنی کسی ذاتی قدرت کے لئے ہلکت، دستے یہاں تک کہ اس کو اپنایا جائے۔ دیکھاں تک

وہ کسے رکھنا پڑے گا، اس پر بھی اپنی رعایا کی طاقتی پوری کرنا تو کہاں میں سے ہر اکیا کڑا درخبوں میں سے ایک حصہ کی پوری بادشاہی دشمن سکیگا۔ اس لئے وہ اس پر بھپور سے کہ اپنے سامنے کو اپنے غلظ فعل پر تسلیم کر دے، اور اپنے ذمے بہت خفت اہم ترین کاموں کو، معاملات کے آخری فیصلوں کو رکھے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے کوہ آؤں و احمدیں ساری دنیا کا سارا کام اپنے لفظاً کے سے انجام دے وسے سکتا ہے ذیکر کو اس نے اپنے قلعوں قریب، دفاون نظرت کے سخت رکھ کر جس طرف

جو اپنے خداوندی تکمیر کے ساتھ عرش پر بیٹھا رہتا ہے اور اپنے نہ کام  
بندوں خصوصاً مسلمان بندوں پر بید خدا اور بہر قوت غلط سے  
خرا بخشار ہتا ہے کبھی کسی گنہگار کی طرف نکامہ اخخار کرنیں رکھتا۔  
وہ ہزار صیحتوں میں ہوئے، دعائیں کریں، صفائی، چلائیں، مگر وہ  
کبھی کسی گنہگار پر بلود خود ترس نہیں کھاتا۔

دل الگر زخم نزد شریعت خدا دیوار پر کرنا، دل مذکون نہ صد گوش اور  
دل ہزار فرمے پھیلائے اسکو کی جو کارکوپی پر بندگی نہیں کریں، اور دل مذکون کا دل اس کا دل  
البتہ بڑے بڑے خوٹ قطب خدا وہ اور اولیا، اللہ کی اسکی دریا

میں رسمیت رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل دکیم اس کی سادی رحمت  
اور ساری ہمراں نیاں انبیاء و مسلیمان اور بزرگان دین کے لئے  
محضوں ہیں، جب ان بزرگان دین میں سے کوئی بزرگ کسی گنہگار  
پر کسی وجہ سے ہمراں بہر جاتا ہے تو اور کاہ خداوندی میں وہ حاضر  
ہوتے ہیں اور مناسب موقع پر یکمکر پسے اس گنہگار مرید یعنی قارک  
لئے بازگاہ خداوندی میں سفارش کرتے ہیں۔ الگریں وہ دعوت  
گنہگار ہو اور سفارش نہیں کسی کی تو مجھے لگتے ہیں۔ اور اسقدر چلتے  
ہیں کہ آخر اس بے رحم خدا کو ان کی سفارش شفیقی ہی پڑتی ہے، اور وہ  
اس ناقابلِ رحم گنہگار کی طرف مخفی ان کی وجہ سے ایک گوڑا چشم کرم  
ستے دیکھ لیتا ہے اور پھر اس گنہگار کا کام بھل جاتا ہے۔

مگر گنہگار ان امت کو بزرگان دین کی اور ان کے لئے  
بزرگان دین کو اس بے رحم خدا کی خوشابی کرنے کی غورت  
حرب دنیاوی حاجات و مصالح کے موقع پر پڑتی ہے، کیونکہ  
اپنے تمسلانوں کو جو کمہ فکر رہتی ہے وہ سب لطف دنیا کی جتنے  
و نیچے پڑتے جاتے ہیں، جس قدر اعمال کئے جاتے ہیں وہ سب  
دنیاوی مقاصد کے لئے بخات آخوت کی تو کوئی تکریبی کرنے کی  
غورت کسی کو محسوس نہیں ہوتی، وہاں تو یہ اولیا، اللہ جن کی نیاز  
نذری لوگ پیش دیا کرتے ہیں، یا ان کے مسئلے میں بیعت حاصل کر لی  
سے وہ سب تو اس بے رحم خدا سے ان کو کھشراہی کر دیتے گے۔  
اور پھر رسول اللہ ملی اللہ تعالیٰ وسلم تو اپنی امت کے ہر فرد کو چاہے  
وہ کیسا پی گنہگار ہر جس سک بخشوانہ یہیں، اس وقت تک خود  
جنت میں تقدم نہیں رکھیں گے اس لئے قیامت اور از پر اس  
آخرت سے تو حرف بیرون مسلمین کو دُر ناجاہی ہے۔ مسلمان تو کیسا ہی

گمراہ تعالیٰ ہر احمد المرامجھ ہے ماں باپ سے زیادہ اپنے بندوں پر  
ہر بندوں سے اور اپنے ہر بند سے کوئی رخصت سے کسی حیک ریا وہ رخصت  
ہے، ہر ہر ہر بند سے کی دعیت ہر جم سے بھی سب سے زیادہ آگاہ ہے  
ہر بند سے کی نیت اور اس کی تذہب و شرمندگی، اس کی توبہ کی سطح  
و استقامت سے بھی پوری طرح اور سب سے بڑھ کے باخبر ہے۔ اسکو  
کہی وجہ کہ کوئی اس کو اس مکے بند سے پر ہر بان کے یا اسکو  
اس کے کسی بند سے کے مال سے مطلع کرے۔

اگر وہ اپنے کسی بند سے پر ہر بان نہ ہو، اور کوئی بزرگ  
اللہ کے اس بند سے پر اللہ تعالیٰ سے پہلے ہمراں ہو جائیں، اور  
اس عدیک ہمراں ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ سے ہوا پسے اس بند سے پر  
ہمراں نہ تھا اس کو بھی اپنی شفاعت و سفارش سے ہمراں کر دیں  
جب تو اس بند سے کے لئے اللہ تعالیٰ احمد الرحمین نہ ہوا بلکہ  
ہری بزرگ اس کے لئے احمد الرحمین ہوئے کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ  
سے پہلے ہمراں ہوئے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ انہوں نے اپنی سفارش  
سے اللہ تعالیٰ کو بھی اس پر ہمراں کر دیا جو سفارش سے بھی اس پر  
ہمراں نہ تھا اُن بزرگ کی رحمت اللہ کی رحمت بھی بھی بھکنی، معاذ  
اللہ تعالیٰ ذلک۔

لکھری یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں نے دنیاوی باوشاہی پر  
قیاس کر کے ایسی دعوت غلبلی کی ہے کہ یہ لوگ درحقیقت اُس اللہ تعالیٰ  
پر ایمان ہی نہیں رکھتے جو عالم اپنی ایضاً ایضاً احمد المرامجھ، ہر کھلی  
چھپی بات کا جانتے والا ان باپ سے بھی زیادہ ہمراں، اور ہر طرح  
کی قدرت ہر طرح کا اختیار رکھتے، الائے ان کا خدا کریں اور ہے  
وہ بزرگوں کے مطلع کر لے سے بندوں کے مال سے واقف ہر کا ای  
دوسریں کے بھئے سنبھلے سے ان بندوں پر ہمراں ہوتا ہے۔  
اضھروس یہ ہے کہ سالہ احادیل سے مسلمانوں کی اکثریت پر مشتمل  
ہونی، اس طرح چھلے ہوئے ہیں کہ خواہم سچا رے تو کا کا لفاظ  
رجا پایوں کی طرح، مشہور ہمایہ میں بعض علماء تک ان کے دام نزد  
میں پڑتے ہوئے ہیں، بلکہ خود بھی اس رنگ میں رنگ جائے کو اپنے  
لئے بہتر بجهتہ ہیں، ان لوگوں نے عام طور سے مسلمانوں کی دہملا  
میں اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ آئینہ یا قائم کر دیا ہے کہ (لہوڑ باللہ) وہ  
ایک بہرہ رحم بیدرد بیر دست خود سے زیادہ غمزد و خفیت ہے

خشتاں چو جیسے سمجھا رکھ کیجیے تا اثر آئے وہ دیوار کی  
پہلی ہی ایسٹ قاری بن پڑھنے پڑھنے کو حصی دے تو اسکے بعد اگر دیوار پر لکھنے کو کہا جائی  
جیسے نکل دے اپنے دماغی علوتوں کی پرستش سے تو بے رُکریں اور  
اس الشَّفَاعَةِ پر سٹے سر سے ایمانِ دلائیں جس سے تمہارے رسول اللہ  
پر لکھنے کی بحوث کیا تھا اور جس نے ان پر شرائیں بھیجی  
تھا اور ملک و حکم اور احتمالِ اراضیں ہے اور قدر آتی تصریحات  
کے مطابق اپنے درب کو دھانیں اس و قدر تک نہ دو بایہ وہ بہوت  
کی تمعیج اہمیت کو حسوس کر سکتے ہیں اور زد وہ اس کو سمجھ سکتے ہیں  
کہ اگر کوہنور ہی بھی گنہگاروں کی شفاعت کی کیا رہیت ہوگی۔

**آیات شفاعت** اب ہم قرآنی آیات سے شفاعت  
ہو جائے گا کہ قیامت کے دن بارگاہِ الہی میں شفاعت کی کیا نعمت  
ہوگی۔

**اطلاق اشکار** سورہ بقرہ استاد ۲۰ ﴿أَلْقُوا إِلَيْهَا كُلَّ بُنْيَىٰ  
الْأَيَّدِ﴾، اور وڑو اس دن سے جس دن کوئی انسان کسی دین  
انسان کے کچھ کام نہ کے گا اور نہ کسی انسان سے کوئی شفاعت  
قبول کی جائے گی اس مفہوم کی تائید کی جگہ میں مفہوم کے کچھ  
کے لئے جو ایک آیت ہے اس احکامِ اطلاق کا مطلب یہ ہے  
کہ دس کسی بزرگ کو سفارش کے لئے منت خواہاں کے زبان استاد ۲۱  
اور دس کسی بڑے بڑے مغرب بارگاہ کی یہ خالہ ہو گی کہ بطور خود  
جس گنہگار کی چاہیں بارگاہِ الہی میں سفارش و شفاعت کر سکیں  
دونوں صورتیں نامکن ہوں گی اما مدعی مکمل کوئی عورم کسی کی سفہ  
لے بھی آئے یا کوئی بزرگ کسی گنہگار کی بطور خود شفاعت کر سکی  
بھی تو دونوں صورتوں میں وہ سفارش و شفاعت روکر دی  
جائیں گے ہرگز قبول نہ ہوگی۔

**شفاعت کرنے والوں کے متعلق** امثنا اللہ تعالیٰ  
اللہ پا ذ ذنبہ کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر  
شفاعت کر سکے گا سورہ بقرہ ﴿إِلَيْكُمْ أُولُو الْأَيْمَانُ الْمُتَّفَاعُونَ  
أَلَّا مِنْ أَهْلِنَا وَمَنْدَ الْوَرْثَةِ حَمَدًا﴾ قیامت کے دن لوگ

گنہگار ہر واحد اور بطور خود کیتھے دلائل ہیں ہے مگر بندرگاہ دین اور خود  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے پورے ذمہ دار ہیں اسکے  
مسلمانوں کو قیامت سے ذریعے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

**مکروہ اللہ تعالیٰ لے جس سے نامہیاء مسلمانوں اسلام کو**  
سبور ہٹ کیا جس سے عالمِ انسین ہجر رسول اللہ علیہ وسلم  
کو ہمارے عالم کی طرف اپنا رسویں بناؤ کھو جائیں۔ لے فرآن مجید کو  
اُن پیغمبر اولاد سے رحم نہیں ہے بلکہ رہنمائیں دین جیم ہے بلکہ احمد  
الراہین سے سارے ہمراں نوں سے زیادہ ہجر بان مان باپ سے  
کی جو رجھے ہجر بان ہے جس سے اپنے گنہگاروں کو خصوصیت کیا  
عطا کے عام دیدیے کیلئے اپنے آخری رسول علیہ السلام سے  
فسرایا کہ قلْ يَهَاوِيْ إِلَيْكُمْ أَعْوَافُ عَلَيْهَا لَفْسِيْمَهُ كَمْ لَفْسُطُوا  
مِنْ شَرْحَةِ اللَّهِ إِلَيْكُمْ أَنَّكُمْ أَذْكَرُ بِخَيْرِهِ إِنَّهُ هُوَ الْعَفْوُ  
الْمَرْحُمُهُ كَمْ دَوَسَنِيْ مِنْ يَرِيْسَهُ گنہگاروں سے کہ الفکرِ رحمتی  
مایوس نہ ہوں بالآخر سارے لہاڑوں کو بچ دیا گا وہ زیرِ حضرتِ حسین سے ہو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے مصحابِ رضی اللہ عنہم اور حلازوں  
و رحمہم الطہر کا وحی مسجد برق اور وہی الطہر ہے جس کے سامنے اس کی  
اجازت کے بغیر کوئی شفاعت کی رہا ہے جوں ہوں گلے۔ مثلاً ذ ۲۰  
اللہ تعالیٰ ﴿تَسْقِيْعَ عِنْدَ لَأَلَّا يَأْذِيْهِ كُونْ ہے جو اس کے سامنے بغیر اس کی  
اجازت کے کسی کی شفاعت کر سکے وہ کسی کی شفاعت و سفارش کو کسی  
پر ہر بان ہیں ہوتا بلکہ یہی اس کی عین ہجر بانی ہے کہ گنہگاروں  
کی شفاعت کے لئے وہ اپنے کسی برگزیدہ جندے کو اجازت دے  
غرض اس کی بارگاہ میں شفاعت کی وجہ سے کسی پر ہر بانی ہیں ہوتی،  
بلکہ اس کی ہجر بانی کی وجہ سے کسی کی شفاعت ہوتی ہے بارگاہِ الہی کو  
ذیادہ اور خدا ہیں کی ارجاہ پر قیاس کرنے والوں کی کہجہ میں بارگاہ  
الہی کی شفاعت کی نظر سے ذاتی و کوئی تقبیح کی بات نہیں ہے بلکہ  
جس نے اللہ تعالیٰ ہی کو غلط طریقے سے جانتا ہے جو اپنے اپنے  
میسے کہ لوگوں کے دماغی علوتوں کو اپنا غلط کیجئے ہوئے ہے جو اس  
نانق پہاڑات کی ذات و صفات ہی کے خلق گراہ کن اور ہم اپنے  
دہن میں قائم کئے ہوئے ہے اگر وہ اس کی بارگاہ کی نظر ہے  
اور اس کی بارگاہ میں شفاعت کی نظر ہے تو محظوظ ہو رہے کہ مجھ سے  
تو اس کو کوئی کس طرح بھا سکتا ہے۔

انہیں کو پڑھ گا۔ فَقَالُوا أَخْذُنَ الْأَنْجِنَ وَلَدًا لِمُحَمَّدٍ إِنْ عَلِمْتُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ  
کا یہ سیفونہ بالقول دھرم باصرہ نہیں کیا تھا۔ یعنی کہابین اپنے  
ڈما خلف ہم کا یہ شعوریں لا اٹھیں اما اٹھیں وہ حکم قرآن خشیہ میتوں  
لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی  
ذات اس سے بہت پاک اور ملاماتر۔ بلکہ وہ لوگ پرورگی  
و نیچے ہوئے ہندے ہیں۔ اس سے آئے گے فوائد کی بات کرنے کی  
بھی ہوتے ہیں رکھتے۔ اور اس کے حکم کے مطابق ہر کام کرتے  
ہیں۔ انہوں نے کہ اگرچہ مال کو خوب جانتا ہے، وہ تو خطا  
بھی کرتے ہیں تو اسی کی جس کو اللہ تعالیٰ پسند کر لیا ہے جس کے  
لئے اللہ تعالیٰ پر رضا مندی ظاہر کر دی ہے) اور وہ اللہ  
کی بیعت سے لبرتے رہتے ہیں (سورہ انبیاء آیہ ۱۴۲)  
۲۵) مشرکین کو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے۔  
ہمود حضرت عزیز کو اور نصاریٰ حضرت یہی شیعہ علیہم السلام کو  
اللہ کا بیٹا قرار دیتے تھے۔ انہیں کے متعلق یہ آیتیں ہیں۔ فتنے  
برابر انہیں کے لئے وہاں مغفرت کیا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکم  
اللئے شیعہ دین کو حوالہ یعنی گھوٹ کھلی سر جھلک و کوہ منبوٹ بہ ویسٹھیہ  
لئے دین کی امنوں اور مہماں و سمعت کیں جسیکہ رحمة و حملہ کا حضر اللہ یعنی  
شادیوں اور اشیدعوں استہلک و تقویم عذاب اپنیمہ کہتا رہا۔ اسکے حکم  
عذاب کی وجہ اور دل نکھروں من صلح من ابا ابھر و ام و اچھمہ  
ڈھری شیعہم ائمۃ العزیز اکبیر اکبیر و فہمہ المیثات  
و من قیق الشیعات یوم وحدت مفتخر ہجۃۃ طوائف لائھو  
اللئے اکبیر اکبیر و ارجو فرشتے مالین عرش ہیں اور جو اس کے  
گرد اگر درہتے ہیں۔ سب اپنے رب کی حد کے ساتھ تسبیح  
کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مونین کے  
لئے دعاۓ مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ کہا رے رب اتری  
رحمت اور تیرا حلیم بہت اسیع ہے۔ تو ان لوگوں کی مغفرت کر  
انہوں نے تیری طرف دل سے رجوع کیا اور تیری راہ کی پریو  
کر رہے ہیں۔ اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچائے رکھ۔  
اور اسے ہمارے رب ان کو ہمیشہ باقی رہنے والی منبوٹ میں داخل  
فرما جوں کا تو نہیں۔ اسے دعده کیا ہے۔ اور ایک مالح اور اجادہ  
کو ان کی انداز کو ادارہ ان کے اولاد کو۔ بلا خصیبہ تو عربت ہے

شفاعت کا مطلق اختیار ہیں رکھیں گے بھر آن لوگوں کے جھوٹے  
س سب سے بڑے ہم بان کے پاس اس کا ہمدرد لے لیا ہے  
عزم، ملت، وکالت یہ شفاعت ہے ایک ملن اسٹ نہیں۔ اور شفاعت  
کرنے والے شفاعت کے لئے پسند کر لیا ہے (انبیاء آیہ ۲۳) اور سورہ  
ذکر خوف پارہ ۲۵) اس پتہ میں ارشاد ہے ڈالہ یہ لکھاں لکھاں  
یعنی عومن مون ڈویہ الشفاعة ہکھا من شفاعة بالحق و ہم  
کوٹھوں ہ (جو لوگ ہر کس و ناکس سے شفاعت کی آس رکھائے  
رسہتے ہیں ان کے اسے میں فرمایا جاتا ہے) جو کوئی یہ لوگ  
لئے شفاعت کے سواب ہے میں وہ شفاعت کا کوئی اختیار ہیں رکھتے۔  
کو اس کے بیان سے حق دینی وی کام مشاہدہ کیا ہے۔ اور  
وہ لوگ اس کو جانتے ہیں۔ حق کا الفاظ قرآن و حدیث  
میں ”وی“ اور ”قرآن“ کے معنی میں مخدود ہجڑ آیا ہے۔  
جیسے الحق میں تسبیث گھلاؤں ہیں المشرقین (بقرہ آیہ ۱۷) انکے  
فاعلاً الحق دیں ۱۷) ، حقیقی حیاء الحقی و تکھوا اغوا اللہ  
تو یہ میں ہی ان کے ملاوہ بھی مستعد دیا ہے جن میں وی کو اور  
قرآن ہجڑ کو ”حق“ کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے اسی طرح  
مددیوں میں بھی چنانچہ یہ بخاری کے پہلے باب کی تفسیری عزیز  
میں حق جاء۔ الحق و هو حق فارحو اع مذکور ہے لیکن رسول اللہ  
کے اللہ علیہ وسلم کے پاس وی آئی یا قرآن آیا اور عالمگیر آپ غار  
درخرا جائیں تھے۔ اس لئے اس آیت میں بھی من شصد اعنی سے مراد  
من شهد القرآن یا من شهد الوحی ہے۔ اور قرآن ہجڑ کے  
عینی اور پسلیہ اور سب سے زیادہ اور سب سے بڑھ کے تعلید  
رسول اللہ علیہ وسلم کے سارے اکون ہو سکتا ہے۔ یہ آیت  
در اصل اس کی طرف اشارہ ہ اس طرح کہ رہی ہے کہ قیامت  
کے دن شفاعت کا اختیار صرف رسول اللہ علیہ وسلم  
کو جو نکا، آپ یہی کو شفاعت کا اذن ملیا، وہم یعنی جو لوگ  
ظیرون سے شفاعت کی آس لگائے رہتے ہیں وہ اسکو خوب  
جاستی ہیں کہ شفاعت کا اذن صرف انبیاء و مسلمین ہی کو ملتا ہے  
اور حبیب آخری نبی ہر سارے عالم کی طرف مسیوٹ ہوئے ہیں  
وہ اسی تواب شفاعت کا اختیار اللہ تعالیٰ کی اجازت سے صرف

جس سے صاف ظاہر ہے کہ جس نے اجازت حاصل کی تھی شفاعت کی ذمہ داری لی ہے اس کو گھنکار دل کی شفاعت کرنے کا اختیار ہو گا۔ اور یہ منصب مرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے کہ بارگاہ الہی میں شفاعت کی خلیل کے لئے استدعا کروں، آپ کے سوا اور کسی کی بیہت بہت بڑی سختی، بیسیا کو متفق علیہ صحیح حدیث سے بھی ثابت ہے کہ مومنین پر یہ حضرت آدم پھر حضرت نوح پھر حضرت ابراہیم پھر حضرت موسیٰ پھر حضرت عیسیٰ انبیاء، علم الصلوٰۃ والکمال میں گے اور سب شفاعت کے نام سے کافیوں پر ہاتھ رکھیں گے کہ بھی یہ اس کے اہل ہیں جاؤ خدا کے پا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو بتائیں گے کہ محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، تو آپ نیا وہ جو بھروسے گے اور حرم تقرب خصوصی کے پاس آ کر سجدہ لگا اور ہوں گے ہاں تک کہ آپ کو ایک مدعا تکر کے بتایا جائے گا کہ اس کے اندر محمد و گھنکار دل کی شفاعت کر رہا ان لوگوں کو کچھ کی وجہ پر ہم دربارہ سجدہ لگا رہوں گے۔ اور پھر ایک محمد و گھنکاروں کے لئے شفاعت کی اجازت ملی۔ ۷۴ اجازت یکراں کو بھی بخشائیں گے۔ اسی طرح ہمین یا چار خرض ہر مرتبہ آپ کو اجازت ہی حاصل کرنے پڑو رہے ہیں۔ پڑے گی۔ ترجیب سارے انبیاء، و مرسیین سالقین۔ پیشہ اسلام الصلوٰۃ والسلام شفاعت کے نام سے کافیوں پا چکہ و مرتباً ترقیا پر اور انشکب اپنے متولی سعیدین کے لئے شفاعت کی اجازت حاصل کرنے کر سکیں گے۔ سہ جہاں زبان کسل و انبیا کی بھی نہ مکملے وہ کون ہو جو ہادیوں میں سے صاف ثابت ہو رہا۔ اس حدیث اور مذکورہ بالا آیات سے صاف ہے کہ جس کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کی اجازت ملے گی، اور آپ کو شفاعت کا اختیار دیا جائے گا۔ میانی تمامی بارگاہ الہی سے شفاعت کی اجازت مدد کر سکے۔ اجازت حاصل کر لینا، اور شفاعت کرنا تو بعد کی تائیں اس کے بعد وہ لوگ سوچیں جو اولیاء اللہ اور بزرگان دین میری صاحب اپنے پیر غلام سے شفاعت کی آس لگائے رہے

ہکت کا مالک ہے۔ اور قولاً پھر ایک دن کو برائیوں سے بچائے رکھنے آج (ایس دنیا وہی زندگی میں) جسکو برائیوں سے بحال سی توبے شک اذنے اپر (مزور اور ہم کیا، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (سورہ موسیٰ رکھ اول) مرض اللہ کے نیک بندے برادر دوسرے نیک بندے، اس کے لئے دعائے رحمت و مغفرت کرنے پر مسلمان کو حکم ہے کہ دوسرے زندہ مدد سب مسلمانوں کے لئے دعائے رحمت و مغفرت کرو۔ اسکے انبیاء، علم اللہ علیہ اپنی امت کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے اور دعائے رحمت و مغفرت کسی کے لئے کر لے جی کہ امام تو شفاعت ہے۔ اسی لئے سورہ انبیاء کی ذکر کردہ آیت میں فرشتوں کی دعائے مغفرت کو شفاعت سے تعییر کیا گھر یہاں قسم امت کی شفاعت مراد نہیں ہے، مومنین کی دنیا وہی زندگی میں فتویٰ شیخ ان کے لئے شفاعت یعنی دعائے رحمت و مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

## مشکر ن شفاعت کا احوال

جو لوگ یہ کہتے ہیں  
مشکر ن شفاعت کا احوال | کفر نہ اُن جو میں  
تو ماص امکار ہے کہ بخوبی تلقی عن ہنس شیشاً علیاً  
یہاں شفاقت امت کے دن کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے  
حکم پر کام دلتے گا۔ اور دس دن شفاعت کسی کو کچھ فتح پر بچا  
دیتے گی، اس آیت میں شفاعت کا مطلقاً امکار ہے۔ اور فرمایا گیا  
کہ من وَاللّٰهُ يَسْعِفُ عِنْدَكُمْ أَكْثَرُ مَا يُؤْتُكُمْ کون ہے اللہ تعالیٰ  
یہ فتح کی اجازت کے بغیر اس کے پاس کسی کی شفاعت کرے؟ اور  
یہ کہیں ذکر نہیں ہے تو اس سے تو صاف ثابت ہوا کہ قیامت  
کے دن کوئی بھی کسی کی شفاعت نہیں کرے گا۔

مگر ذکورہ بالا آیت سورہ زمرت کی، اس بات کی  
مکملی ہوئی دلیل ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت  
کی اجازت ملے گی، اور آپ کو شفاعت کا اختیار دیا جائے گا۔  
ایسی طرح سورہ مریم کی یہ آیت بھی ہے لکھاں یہ لکھوں اشناختہ  
اَلَّا مَنْ أَخْلَدَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ هُنَّدَاهُ يُعْنِي قِيمَتَكَمْتَكَ دن  
و دوسرے لوگ شفاعت کا کوئی اختیار نہیں رکھیں گے۔ بجز  
اس کے جس لے اللہ کے پاس اس کی ذمہ داری لی ہے

## تھجھی کی داکٹر مہم

سوال نمبر ۱۰:- اداحد حسین۔ آسم۔ قبر رسول کی فضیلت  
آپ سے مارچ کے تھلی میں تحریر فرمائی ہے کہ لاہور کے کسی  
پرچے میں یہ عقیدہ طبع ہو اپنے کردہ زمین جس سے رسول مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم ہاجہم مبارک ملا ہوا ہے کعبہ و عرش و کرسی سے  
بھی افضل ہے۔ چنانچہ اس عقیدہ پر آپ نے انہمار شوش کیا ہے  
اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ یہ عقیدہ ہرا و خشت ناک ہے  
ہر جذب اس کے دلائل میں نے تلاش کئے مگر کہیں بھی نہیں کیا ہے۔  
اپنے یہ بھی فرماتا ہے کہ اس عقیدہ کے تصدیق کرنے  
ان تیرہ علماء میں سے کوئی بزرگ دلیل دبرہ ان شائع کرنے کی  
زحمت فرمائیں۔

حکم ایں ان تصدیق کرنے والے علماء کو نہیں جانتا کہ وہ  
کس سلک کے ہیں اور ان کا کیا عقیدہ ہے۔ ۶ بہر حال میں نہ  
تو عالم ہوں اور نہ تحقیق ہی کہ اس عقیدہ کے باعثے میں ہر زادی  
نظر سے تحسین کر دوں ہاں اور دو کی تھوڑی بہت منزہی کتابوں کا  
مطالعہ کرتا وہتا ہوں جن میں اکثر علمائے دیوبند کی تصانیف  
ہوتی ہیں۔

اول این عقیل صلبیؒ سے متفق ہے کہ یہ جگہ عرش سے  
بھی افضل ہے اور اس قول میں علماء کہنا ذاں کے ساتھ  
موافق ہوئے۔ درختار کی یہ عبارت ہے فائناً افضل  
مطلق احتیٰ من الكعبۃ والعرش والکوُسی دراحت القُوب ملأ  
کتاب حقائق الاسلام ص ۳۲ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ  
و تعالیٰ کا کوئی مکان نہیں یہ چودہ لا مکان ہے اور ہر جگہ  
موجود ہے جس صفت از لی پر قبل خلقت مکان کے تھا اب  
بھی اس کی وہی صفت ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ پاک خدا  
فسرنا لیجئے۔

سوال نمبر ۱۱:- اداحد حسین۔ آسم۔ قبر رسول کی فضیلت  
آپ سے مارچ کے تھلی میں تحریر فرمائی ہے کہ لاہور کے کسی  
پرچے میں یہ عقیدہ طبع ہو اپنے کردہ زمین جس سے رسول مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم ہاجہم مبارک ملا ہوا ہے کعبہ و عرش و کرسی سے  
بھی افضل ہے۔ چنانچہ اس عقیدہ پر آپ نے انہمار شوش کیا ہے  
اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ یہ عقیدہ ہرا و خشت ناک ہے  
ہر جذب اس کے دلائل میں نے تلاش کئے مگر کہیں بھی نہیں کیا ہے۔  
اپنے یہ بھی فرماتا ہے کہ اس عقیدہ کے تصدیق کرنے  
ان تیرہ علماء میں سے کوئی بزرگ دلیل دبرہ ان شائع کرنے کی  
زحمت فرمائیں۔

اکٹھ تکاب المہندی مل المفرد" بھی ہے جس کا مطلب اس  
غالباً آپ نے بھی کیا ہو گا اور اس بدععت کے مشہور پیشوائی کے دیوبند  
کے شرکت عظام ارجحہم اللہ پر لکھا ہے مجھے اخراجات کے جواب  
میں لکھی گئی ہے اس کے مطابق علمائے حرمین کے سوال ۱۴۰۲  
کے جواب میں علمائے دیوبندی طرف سے یہی عقیدہ ظاہر کیا گی  
ہے جس کے الفاظ من و عن یہ ہیں:-

"وَ حَدَّثَنَا زَيْنُ الْجَنَابِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَسَلَّمَ كَمْ أَعْظَمَ مَهَارَكَ لَوْمَسَ لَمَّا ہوئے سے  
لَعْبَةً أَوْ عَرْشَ وَ كَرْسِيَ سے بھی افضل ہے۔ دَلْهِنْدَهْ

تھے مگر نہیں بلے، جو علم تھے وہ سمجھ میں نہ کئے۔ اہم اہم ارادتی چاہا کہ اب علماء نے تازہ تازہ اس عقیدے کی تصدیق کی ہے تو ان سے دلیل علوم کریں۔ یہاں بھی تاکہ یہی ہوتی۔ کسی نے دلائل مٹکشنا نہیں فرماتے۔

دیسے شامی اور درود قمار کے بقول الگ رواۃ تھی اپنی ایسی سنت والجماعت کا اس عقیدے پر ہما جماعت ہے تو ہماری محلہ نہیں کہ اس سے اخراج کریں۔ ہم کیا اور ہمارے علم و لہم کیا۔ ساری ہاتھ ایک بات پر تھنچ ہے کہی تو خود وہ شیک ہی ہوگی لیکن نہیں اس الفاق و اجماع میں شک ہے۔ ہماری نظر میں یہ تعدد مشاہدین ایسی ہیں کہ بعض علماء نے بعض سوال کو اپنی معلومات کی روشنی میں اجماعی کہدا ہے لیکن فی الحقيقة و تھنچ ملیر نہیں ہیں۔

بلور دلائل جو کچھ آپ نے لعل کیا اس سے ہماری ناقص فہم طلبیں نہ ہو سکی۔ جس جگہ ضمیر کا مزار ہے وہیں کی خالک پکے خیر میں شریک ہی اس اکملات کو ہم رہنہیں کرے لیکن جنت بھی نہیں سمجھتے کہ اس کے لئے قرآن و سنت میں کوئی تصریح نہیں۔ پھر اس سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ جب قلوق بہت خالق سے بڑھ کر مقدس ہو گیا۔

کتاب حقائق الاسلام کی ذیل واضح نہیں۔ اس پہلو پر اسلامیین بہت کچھ بھی ہیں اور الرحمن علی العرش استوی کو اگرچہ ہم مشاہدات ہی میں مانتے ہیں، لیکن یہ بھی فرمادیا جائے۔ یعنی سمجھتے ہیں کہ اس کے ظاہری مصادق کا انکار نہ کیا جاسکے۔ یعنی یہ نہ ہو کہ استوی علی العرش ہی کو سنا جائے۔ استوی خود ہوا ہے چالے اس کی تھیقت و یقینت ہماری سمجھتے بالآخر پر۔ اس لیکن آیت کے ملاوہ قرآن کی دیگر متعدد آیات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور عرش کے مابین کوئی خالق نہ ہو رالبط ہے جو خالق و مخلوق کے دیگر وابطتے کسی نہ کسی جیشیت میں چھا ہے۔ بار بار اس طرح کے ارشادات کو رب العرش الکرم۔ سر العرش الحعظم۔ الذین یحملون العرش و من حوله۔ ویحمل عرش سریاک۔ رب الملائکہ حاقین من حول العرش۔ ذوالعرش الحبیب۔ وغیرہ ابتدائی ہیں کہ عرش کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اسی لئے جانا

الرخص علی العرش استوی یعنی رحمٰن عرش پر حرمت ہو گیا۔ اگر مکان نہیں ہے تو چڑھاکس پر اور جڑھا تو چسر کیسے چڑھا؟ اس کا جواب علماء سلسلہ نہ یاد کریں آیت قرآن مجید کی متعدد مشاہدات آیتوں میں ہے جس پر عور و فکر کرنے سے وہ شخص جو محظوظ نہیں ہے مگر اس ہو جاتا ہے۔

ذتو اس کو مکان گھر ہے پوتے اور اس کی ذات کی حد اور جیعت ہے جس کا مکان اور جماعت ہو وہ تباہی الذات محدود ہو گا اور جو محمد وہ مخلوق ہے۔

چنانچہ جب حق تعالیٰ مکان محدود اور جماعت سے مبترا ہے تو قیامت پر سلیم کرنا پڑے جا کہ ذات اندھی علی اللہ علیہ وسلم ایسی اداروں بمقامِ عالم کا سبب ہونے کی جیشیت سے مرفق طہر کی وہ زمین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضا میں مارکہ کو اس کے ہوتے ہے کہہ اور کسی حقیقی کہ عرش سے بھی افضل ہے۔

### جواب علی د

بے شکر ہم معلوم تھا کہ علمائے حرمین کے سوالات کے جواب میں علمائے ذیلہ بند کی طرف سے مخفی طور پر اسی عقیدے کا انہصار کیا گیا تھا اور بطور اکتشہار صرف آنکھوں کا خالک۔ کما صراحت بہ فقہاء ائمۃ | جیسا کہ ہمارے قہار رضی اللہ عنہم سے ضمحل اللہ عنہم۔ اس کی صراحت فرمائی ہے۔

ہمارا اخراج روزاً اول ہی نے یہ رہا ہے کہ صرف اس دلیل پر کسی عقیدہ و خیال کو حرف آخرنہیں مانتے کے اسے ہمارے دیوبندی علماء نے اختیار کیا ہے۔ ذہنائے نزدیک علمائے دیوبند کا مجدد قول جلتے ہے۔ مثال کے طور پر اسی کو دیکھ لیجئے گراں کھوں نے قہار رضی اللہ عنہم تحریر فرمایا حالانکہ ہمارا خیال یہ ہے اور اسے ہم تکلی میں بدلائی ظاہر کر چکے ہیں کہ یہ مقدس الفاظ فرقی صحاہیت ہی کے ساتھ مخصوص رہنے چاہئے جس طرح کو علی الاسلام جلا انبیا۔ کے اور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الانبیاء کے نہ مخصوص ہے۔ اب بعض علمائے دیوبند اور حضرت عسکر و حسین رضی اللہ عنہم کے ساتھ "علی الاسلام" الحدیث یا غیر صحابی کو "رضی اللہ عنہ" کہدیں تو اس سے ہم اتفاق نہیں کریں گے۔ تو ہم نے قہار کے یہاں عقیدہ زیر بحث کے دلائل صنعت

بھی افضل و اندس ملنے کا ایہاں داشتباہ پیدا کرو۔  
اس پرسش کے جواب میں قویِ دلائل پیش کر دئے گئے تو  
بڑا پار ہے۔ مگر ہمارا بھی بڑا دوبے گا نہیں، تجوہ کو بعض و بعض  
دلائل تک نہ پہنچ پانا اور کسی ایسے حقیقت سے محروم رہنا جسکو  
اللہ اور رسول نے ضروری ترقار نہیں دیا کوئی لگانا نہیں۔ لیکن  
اگر وائل قوی نہ ہوتے تو معاشرِ مستحقین موجہ ہے کہ اور ہم بھرپوری  
اس سلسلی کی زد سے باہر نہیں گے۔ کیونکہ ہم تو اپنی کم علمی و ندانی  
کے باعث اس حقیقت کے حامل ہی نہیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
**سوال ۶۔** از جد الرحم خان مال آباد۔ عخوان طلب ہے  
کیا جماعتِ اسلامی بریلویوں کی جماعت ہے؟ کیا  
جماعتِ اسلامی و اسے سلام اور فتاویٰ کے قائل ہیں؟ کیا جماعت  
اسلامی و اسے مشرک کرنے کو پڑھنا اب بھتے ہیں؟ کیا جماعت  
اسلامی و اسے صحابہؓ اور خاص طور سے حضرت امیر معاویہؓ کی  
شان میں گستاخی کرنا اچھا بھتے ہیں؟ اگر نہیں تو چرچ جماعتِ اسلامی  
کے لیے ڈولانا اور علامہ مولوی امام الدین رضا گرجی یہ مب  
کچکیوں کرتے ہیں؟

"دعویت" اخبار کے اپریل ۱۹۷۴ء و ایڈیشن پر سب  
سے پہلے درقی پر امام الدین صاحب کے یقینیہ شعر درج ہیں۔  
ام حضرتؐ کی شان میں کہتے ہیں:-

کتنی داتا سر کا رہے وہ یہ کون بتائے کون کے

بیبات انھی سکے پیچ کی ہے جو دیتے ہیں جو لپتے ہیں

ایک صحر عجم جس میں شرک ہی شرک ہے۔

**کوئی نہیں کی دلت قدموں میں دار ہیں کی عظمت قد میں**  
آج ہمارے ایک دوست می خطا میں لکھا کہ مولوی اللہ  
امام الدین مسلم بھی قیام بھی دونوں کہتے ہیں۔ ہم نہ اسی کتاب  
"حضرت امام حسین شہید" بترجمہ "خلافت معاویہ و میریہ" پر می  
جزیرہ بحث میں چلا گھوٹا نے اسی روایات لحدہ ہیں جن  
سے حضرت معاویہؓ کی عظمت اگر جاتی ہے اور وہ نعمۃ بالشدائد  
پرست، تھنی اور گناہ کا اعلوم ہوتے ہیں۔ یہ سوال میں نے  
اس نے کیا کہ آپ کو جماعتِ اسلامی و الیوں سے بڑی محبت  
ہے اور آپ کفر دینے والی بنتے ہیں اور امام گرجی کا مضمون

احساس یہ ہے کہ بیت اللہ اور عرشِ مصیبی پیروں کو دنیا کی بھی  
شے سے گھٹانا نہیں چاہتے۔ اللہ یا اس کے رسول ہی نے فرمادیا  
ہوتا کہ قبر رسول عرش دکھنے سے افضل ہے تو کوئی الحسن باقی نہ رہتی  
لیکن حض اجہاد مذکون کے ذریعہ قطعیت کے ساتھ اسے اپنا جتنا  
محلم ہوتا ہے۔ عظمتِ رسول پر جان قربان لیکن اشیاء کی عظمتوں  
سے کسی کی عظمت کا کیا مقابلہ۔

اللہ بے خرد بے جہت ہے اس موضوع پر تو بہت سچیں  
ہو چکیں لیکن یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ الرحمن علی العرش  
استوی جسی ایات کمی بھی توجہ کی سمجھی نہیں ہیں اور عرش کو جو  
خصوصیتِ قرآن میں دی گئی ہے اس سے بالکل اسکیں بند کر لیتی  
چاہتیں۔

حصین فداہ امی بو ای کی ذات ایجادِ عالم اور بقاے  
عالم کا سب سے بڑا دعویٰ بھی اپنے ٹھوس فہریم میں قرآن و سنت  
سے ثابت نہیں ہے۔ قرآن تو اللہ اور السلطنت والا درج  
کہتا ہے۔ ہمیں واقعی کمی ایسی حدیث صحیح یا آیتِ قرآنیہ کا علم  
نہیں چیزیں میں ہرات کی گئی چوک عالم کی ایجاد و بقاذاتِ حمد  
وی پر مختصر ہے۔ ہمارا ملک سے کہ اس طرح کی یا تیس فڑھ عقیدت  
محبت میں کمی گئی ہیں اور دلائل بعد میں ٹھوٹھونٹے گئے ہیں ورنہ  
اس محبت کی کوئی صبورت ہی نہیں تھی کہ عرش دکھنے اور قبسو  
رسول میں کوئی شے افضل ہے۔

حاصلہ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان سجنوں سے پرہیزی اور  
ہے۔ قبر رسول کی افضلیت علی العرش والکعبۃ الگردانی جامائی  
مشتعل ہے اور ہم بے سوچ کچھ اسے ملنے لیتے ہیں، لیکن اگر ایسا  
نہیں ہے تو ہم ہمارے وجود ان دا حساس پر رہنے دیکھے مددگار  
لوگ جو بھی حقیدہ و رکھیں وہ غمار ہیں۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ  
خشہ میں اس کی پرسش نہیں ہو گی کہ تم نے قبر رسول کو عرش  
کی بعد میں افضل کیوں نہیں مالا۔ ہمارے پیش مزدود ہو سکتی ہے بلکہ تم  
نے ہمارے ہی پیدا کیوہ ایک بشری کی قبر اس بیتِ عین سے جو  
ہماری طرف مسوب ہے اور اس عرش سے جس سریم خود بیٹھیں  
نقیس ستی ہوئے فضل و برتر کیوں ماں؟ کس نے کیس امر سے  
مطلع کیا تھا۔ کیسے محاری توحید نے گوارا کیا کہ مختلف کو خالی سے

غیر مناسب عمل سمجھتے ہیں جس کے سچے فاسدہ ہن کا برقرار ہے۔ ان کی نحولہ بالا کتاب میں اخراج حضرت معاویہؓ کے ناموس کو جزو حکم نہ دالی روایات اُنگی ہیں تو اس کی جواہریہ اللہ اور بن رون دونوں کے آگے الحجی کے ذمے ہیں۔ تصویر زیادہ ان کا نہیں بلکہ اُس تصور نامہ بصیرت کے نقد ان سچے جس سے الشارعی الحکم ہی لوگوں کو فوائد لائے۔ کون نہیں دیکھ رہا کہ بعض نیزید اور حجت علیؑ کی آڑ میں سچے اسچے علماء و فضلاء نے پورے حلیص میں ساخت آبرفت معاویہؓ کو لوٹا ہے اور یہ اس وقت سے ہوتا اور یہ جبکے ہے جسے ہمارے تدوین تاریخ تکاروں نے ابو الحنفہ اور مشاہدیؑ اپنی کو لوگوں کی روایتوں سے حکم کیا ہیں اور عجمی اس فاسدہ کا سادہ سچے سے بڑوں پر بہریں بھوکھی چلی گئیں بعد میں آئے والوں کی بڑی تعداد نے اپنی بہروں کو مارے صافی سمجھا۔ ذہن و بصیرت کے اعتبار سے جو منسوخین سے چکھا اور پر تھے اپنیں اس پانی کا گدلاں ضرور نظر آیا، مگر انہوں نے بھی اسی کو تھار کریں لیا اور نہیں حسوس کیا کہ اس میں صرف ریت ہی نہیں ہے اس کی ہر یونہیں ذہر بھی حل پوچھا سے۔

ہاں جو اعلیٰ بصیرت و فراست کے حامل تھا ورنہ نقد نظر کی خداداد صاحبین لیکر پراہوئے تھے انہوں نے سہل انگاری کو راہ نہیں دی۔ جو گھنٹ پیا تحریر و تکلیل کی ایسی چلنیوں سے چھان کر پا کہ ساری شہرت باہر رہ گئی۔

اس تاریخی پیش نظر کے میان کا مقصد یہ ہے کہ ایانت معاویہؓ کے جرم میں پڑے بڑے خریک ہیں یعنی کہ اُنگریز بزرگ کس شمار میں ہیں۔ وہ تو نہ مولوی ہیں نہ عربی دان۔ اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ اپنے طور پر وہ اُن مصادروں میں کھنکھلتے۔ روایتی حقائق و تصویرات سکلے اپنیں جو لوں کی ضرورت تھی تو اُردو تصویرات میں انکی کیا تکمیل ہے۔ بچھے عقلی دلائل تو وہ ہٹر کی کہیں ہیں۔ خواہش کے جس پہلو میں چلے ہے ذہال نہ۔ عالم یہ کہ حضرت

خوب چلپتے ہیں اور تم تو شروع ہی سے جاتے ہیں کہ جماعت اسلامی کا خیال معاویہؓ کی طرف سے اچھا نہیں ہے، یونکہ مودودی صاحب حجاہت کو میراث حق ہیں تسلیم نہیں کرتے۔

### جواب :-

ابن حجر امام الدین رام نگری کا معامل کچھ ایسا ہے کہ بھل دہ جماعت اسلامی میں تھے پھر نکل گئے۔ بعدہ پھر داخل ہوئے اس ہر اچھیری کی صحیح دجد و ہی بتا سکتے ہیں یا چھر جماعت کے ذمہ دار۔ ہم آگاہ نہیں ہیں۔

کوئی شخص کی جماعت میں داخل ہو جائے تو اس کا ہر قول و فعل اس جماعت سے ضروب نہیں ہو جاتا۔ جماعت اسلامی عقیدہ و عمل کے چند بنیادی اصولوں پر سبی ایک جماعت ہے۔ ان بنیادی اصولوں سے مبتداً گرایا تی تمام مسائل میں اس کا کوئی بھی فرد چوچا ہے لفظ نظر رکھے اسے اس سے کوئی بحث نہیں تھے اس کی ذمہ داری اس سے سر ہے۔ یہ اس فرد کا ذاتی معاملہ ہو گا۔ اسی لئے الگ اسکا کوئی تمبرانی ذاتی حیثیت میں اہم معاویہؓ یا حضرت علیؑ کی بھی اور تاریخی حیثیت یا سی دیر بحث واقعہ کے متعلق ایک خاص راستہ رکھتا ہے تو یہ راستے اس جماعت کی کہلاتے گی بلکہ اسی کی کہلاتے گی۔

اشعار کی بات یہ ہے کہ ان کی توجہ کر لئی جائیتے شاعری میں عموماً عقائد کا بیان نہیں ہوا کرتا۔ موقع نہیں ہے کہ ان کے عقائد خدا غوث استحسی طرح کے مترک سے بلوٹ ہو جاؤ اب زیادہ تھیں ان کے باشے میں اپنی سے کی جا سکتی ہے، وہ اسلام و قیام کا معاملہ۔ تو یہ اطلاع واضح خوب کا ہے کہ اسی میں تو مصالحت اور احوال کے تلفظ سے اس پر مفہوم ہے۔ سلام میں تو مصالحت نہیں، مگر قیام میں مصالحتی مفہوم ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مولانا مودودی کی دینی فکر کو سراسر ہنہ والا قیام جیسی بدععت صریح کام رکب ہوتا ہو گا۔ مسلم ہوتا ہے اپنی مصالحت اور احوال کے تلفظ سے اس پر آمادہ کیا رہے ذہنی طور پر وہ اسے غلط ہی سمجھتے ہوں گے۔ قطبی فیصلہ پر پہنچا ہو تو اپنی سے خطا لکھ رہا چھا جائے۔ بحال ہم اسلام و فرقہ کے موقع پر بیرونی مکملے ہوتے کو ایک ایسا

بلیم کا دیساہی احترم کیا جائے جسیں اک حق ہے اور مولانا مودودی پا جاعتِ اسلامی نے جو یہ کہا کہ صحابہ میعادنی ہیں تو کامِ عکر شن بھی گہر اسلام کے پونے چودہ سو رسول ہیں ایک بھی مستلزم فقیر شیخ، صوفی یا امام ایسا نہیں گزرا ہے جس نے صحابہ کو معاشر حق کہایا تھا ہو۔ دراصل معاشر حق ہوتا ہے ہوتا ایک علمی بات ہے جس کا صحیح فہم مجھے کے لئے ہوڑا علم اور عقل چاہئے۔ اب ہمارے میں ان دونوں انسانوں کی افراد کہاں۔ کتنے ہی پڑھنے کے لئے بھی ضرور عقل کے سبب ہو اگر ہی کی طرح پرورہ جانتے ہیں۔ اس ہمورت حال سے فائدہ آٹھا تے ہوئے جماعتِ اسلامی کے دشمنوں نے اس علمی بات کو صحیح جذبات کا ملکہ یک منگماہ حمایا اور بہت سے عوام بھی اسی طرح دھوکے میں آئے جس طرح برلوپری کی اور ان تراویروں سے دیوبندی علماء کے عقائد کے بارے میں کتنے ہی لوگ دھوکے میں آجائے ہیں۔

اس سلسلہ پر تھی میں اتنا کچھ لکھا جا جا کیے کہ اب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس کا جی چاہے فائل آٹھا کے دکھلے۔

## صرفِ دس روپے

۱۱۰۰ صحفہ امتحانِ ایم ای وین مالکرہ کی خوشی میں سترہ روپے کی ادائیگی میں کافی قدر کتابیں بغیر کسی منافع کے میں قائم پر یعنی صرف کتابت و طباعت اور کاغذ کے مصارف پر لیکر تھیں کہ رہا ہے۔ اپنے بھی اس نادرست حق سے فائدہ اٹھانے اور کتابوں کی لائیت سائٹ پر آٹھ روپے، محصولہ اس کی تقدیر پر روزہ جلد دش سپری میں آنڈر سے بھکر آج ہی ملکائی ختم ہوئے پرہیت انہوں ہو گا۔ سجناری مترجمِ تحریم میں السطور علیٰ شروع کے تین بائیس۔ کلامِ ایک کے آخری پارہ کی ضرطی طبع عکسی ایک۔ کتابِ ایسیلہ۔ تقویتِ الہمآن اور سورہ نین مترجم علیٰ عکسی پر کتابیں دیتی ہیں سے مدد از ہرگزی بلکہ دش سپری ملکی ائمہ پر اپنے اعلیٰ ارشاد کی جانبی کی اشارہ اللہ۔

منظومِ سالِ صحیفہ امتحانِ ایم ای وین نمبر نسی دو  
خرچی علی

جسیں اور حضرت معاویہ دونوں کی حوصلہ و عترت قائم رکھنے والا متواری نظر بہت سمجھا ہے۔ شیعہت کا حادثہ جل گیا۔ جو توڑ کرنا چاہئے گا خدا تعالیٰ منت اس کے تھیں تعالیٰ ہیں گے۔ بھبھے شک جماعتِ اسلامی سے بھرت ہے ملک کفر دیوبندی نہیں ہے۔ آپ جملی متعلقہ دیکھتے ویسا نہ کہتے۔ دیوبندیت اب سے میں برس پہلے تک تو ایسی پیریتی جس سے پیار کیا جاتا ہے، میں اس کی دل کشی ماند تھی ملکی ہے۔ اب اس پرہیز خصوصی پوچھا جسے جس خداداد اور میک اپنے میں تھیز نہ ہو۔ دیوبندیت دراصل کسی سدا بہار پر دے کا نام نہ تھا۔ اسے جب تک بیلے نفسیِ الہمیت، صفائیے قلب اور خلائقیت و حقانیت کی غذا میں چلتا رہا۔ جب اس فدائیں کی آئی بھی کھلائیا اور اب تو کمی کیا تا باقی بھی نہیں رہی ہے۔ میںے لودا کے بھی اصلی گھی اور خالص درود کی طرح آوزیاں ملیں گے۔ یہ تو وہ زمانہ ہے کہ اصلی گھی کو بھی بھی وہ خوشمندیں اور چمکیلیہ کی غصب نہیں ہوتے جو آج کو کوئی کیسر ہے۔

تو یہ ماجرہ کفر دیوبندی نہیں ہے کہ ملک دیوبندی مدرسہ بھی کروٹ لیں اور ہر ہی ڈسکلک جائے۔ البتہ حرم دیوبندیت کا ملکی درضورت ہے۔ اکیلا جنا بھارت کو تو نہیں بھوڑ سکتے۔ ملک دیوبندی محسن ضرورت ہے۔ بھی ملک کر رہا ہوں۔

رام نگری نہرگی کے مخصوصے میں شک میں نہچاپے ہیں میں اب نہیں پہلے۔ اب بھی الگہ کام کی پیریں بھیں تو چاہیں دوں گا۔ گُرعلوم ہے کہ بھیں گے نہیں۔ اپنے تو دیکھاں بھوڑا محوں بالا کتاب میں انہوں نے عالیٰ سار پر بھی جی مکھوں کے ترکش خالی کئے ہیں۔

آخری بات اپنے نہزیدار کبیٰ علوم پڑائے میعادنی“ کی ہنگامہ خرچ کے نہ لئے میں اپنے کہیں عکفت ہو گئے تھے۔ خیر بھی طرحِ حق نے بھی کہ جماعتِ اسلامی پر صحابہ کے تھیں اچھا خیال نہ رکھنے کا الزام ایسا ہی سفید جھوٹ ہے جیسا علمائے دیوبند پر بھوڑیوں کا یہ الزام کہ وہ رسول اللہ کے حق میں اچھا خیال نہیں رکھتے۔ جماعتِ اسلامی جن امور میں اتفاق ہے عبارت ہے ان کی تو میں فطرت میں بیات داخل ہے کہ ضحاہ بڑھوان اللہ

# مسجد سے مسخا کئے تک

زمان مانشنا اولیا، ہی کی چوپلداریوں میں جاتے تھے اور اگر کوئی ساقی میان کی بیل داسے تھے میں پلنے کی فرمائش کرتا تو سکھ بہلکے کیا کرتے تھے

"امان ہنادا شیخ سعدی روح اللہ طیب نے فرمایا ہے

زین شوشنیل بر نیارد

در سخی عمل ضائع مگر داں"

سہت عنز کیا مگر کچھ مجھ میں نہ آتا کہ یہیں جان چڑاؤں۔  
ماجرہ آگر مخدذی آہ بھری اور رندھے ہوئے گلے سے کہا۔  
کاش کوئی ایسا لفظ لٹاٹش کیا جاسکے جو کا اور کی کے درمیان ہو۔  
دو لوگوں آنکھوں میں پہنچے چمک ظاہر ہوئی پھر عذر۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے" دلوں مٹا کے

"خود رہ سکتا ہے۔ آخر جب خلوق ہی ایسی پیدا فرمائی گئی کہ مرد ہے دعورت تو خود را اللہ عمل شانہ سے اس کے مناسب  
انفاظ بھی پیدا فرمائے ہوں گے"

دو لوگوں کے چہرے محل اٹھے۔ ایک دسرے کو اس طرح دیکھا جیسے کہ رہے ہوں۔

"بات تو پتے کی ہے"

چھرہ دلوں ہی بیٹھے

"کوئی نبات کی کتاب ہو تو اس میں دیکھو"

"دیکھو چکا ہوں" میں لے کر اس کے عرض کیا "بھی اہل لغت

ولوگی تھے اس لمحے سے کڑا کے محل گئے ہیں"

"تو اپنے ایڈیٹر تھکی سے پوچھو۔ وہ میرزا تو بڑا زبان دراز بنتا"

"زمان داں ایس نے تھکی۔

"ہاں اس۔ دو دیکھیں وہ کیا کہتا ہے"

فسرماں تھ مقول تھی۔ نادر غیر کے متعلق بعد ہی ایڈیٹر جنم کے در دو لوت پہنچا کر ایک پتھہ دو کاج ہر جا یں جس سے قرع

کو اسے اُن پدھری ناطقین کے جمیں وہاں تک کہیجو میانے قبوری شریعت کی نعمتوں سے بہرہ انہوں نے کے قابل ہیں چھوڑا ہے ماں جملہ اہل دل یعنی کرم خوش ہونے کرنا چیز کو امسال بھی کلیر شریعت کا حج نصیب ہوا اور مدرس اب کی ہمیشہ سے زیادہ کامیاب رہا۔ کامیابی کی اصلی وجہ تو ظاہر ہے صوفیائے کرام کے روحاںی تصرف کے سوا کیا پورکی ہے یعنی ظاہر ہیں یہ وہ ہوئی کہ ایک طرف تو زنان معاشران اولیا، مہیت آئیں دوسرا طرف میان کی بیلبوں کا تھنگانا خوب رہا۔

اہل طلاق کی اطلاع کے سلسلے عرض ہے کہ میان کی بیلبوں کے باڑے یعنی عقبیں اور خواجہ اللہ رحمتی میان بھی تکشیک اخلاق بیل رہا ہے۔ صوفی صاحب کا دعویٰ ہے کہ خانست تھیک ہے یعنی میان کی بیل

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ فحاحت تذکیر میں ہے یعنی "میان کا بیل"

مجھ سے استھواب کیا گیا تو اس بھی پچکر اگیا جکڑا نے کی بہت ہتھی۔ زیرے سے ہذا خوی اس ناہک سوال سے کتنی کاش گیا۔ سہنے کہ میان کی بیلبوں کو کس میں میں خوار کیا جائے۔ اب بلا دلیل کے ذکر کہ خواجہ صوفی صاحب کے ذوق جمال کو عقیس بہرچی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ خواتین جس خوی سے روحاںی استھن جذب کرتی ہیں میان کی بیلبوں اس سے بھی زیادہ قوت جاذب اپنے اندر رکھتی ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ اخیں عضی الطیب سے خارج کیا جائے جوہٹ کہ خواجہ صاحب مرنے والے کو تیار تھے۔

انھیں بسب اہل دل ہونے کے اس میں سے دلپی تقدیر و تھی اور چونکہ عرسی کلیر کو اس سے خوب رفیق نصیب ہوئی تھی اس نے اس کی اہمیت کے بھی معتبر تھے مگر قوایی سنبھال دی

حالاً اگر آپ جانتے ہیں سوال کس قدر قیمتی اور اہم چیز اس شش بیان  
کے عالم میں میرے منہ سے نکلا۔

”سیاں کا بیل .. . . .  
الخوب سیکھا جائے والوں نظر وں سے گھورا، میلار  
محی سٹپا گیا۔

”بھی وہ فتح دراصل یہ تھا کہ سیاں کی بیل .. . .

”کیا بچتے ہو؟“ دہ گر بے

”م .. م سیاں کا بیل .. . .“

”اق تو میرے ہوش اڑ لے گئے۔ زبان ہٹکا گئی۔ آپ کہیں  
گئے گیبی ہے تا۔ اڑتے تو سخت داغرا سیاپ سے اڑ جائے گے  
تو مشت خاک سے اڑ جائے۔ بات یہ ہے ایتم کے اس دور  
ناسووں جسامت کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ سفی بھر خاک جسکا  
اروا نام ایڈیٹر مغلی ہے کہی انتشار سے رہنگا ہے یوں بھی  
کراس سے عاجز کی تواہ کا تعلق ہے۔ یوں بھی کہی خفاہم تو یوں  
صاحب سے خفاہم تیں۔ وہ اپنے ایڈیٹر جماعت پر اتنا آگئی  
ہیں کہ کوئی دار و دار کی سین اکڑاے گی۔ اگر شادی سے قبل  
عاجزگر کو پتال جاہاڑ کرتے والی بیوی اپنے بھیکی ایڈیٹر می کاہیما  
ناہماڑ فائدہ اٹھائے گی تو قین کچھ کہی سارے بچے آئیں۔ میم  
نظر آئے جن کی وجہ سے ہم سیاں بیوی دلوں کی عمر شکوہ  
بھونگتی ہے۔ کیا تھب کر انہی سخاہ تکہد، دن کے مغلی قائدانی صفوہ  
ہندی کے خداوندان نعمت ایک نا ایک دن فردی کو چاہی  
پڑھا شیں۔

”بیرون میں اڑتے ہوئے ہوش کو بھل نہام کے میں نے قوک  
چکلا اور کجاحت سے کہا۔

”دیکھنے پریری تو خطا نہیں۔ مسوی عبد آں اور خواجه اللہ راقی نے  
سیاں کا بیل پوچھا تھا۔“

”استغفار اللہ“ دہ جملائے ”کیا بچے جائے ہو سیاں کا بیل یا  
کی بیل۔“

”جی ہاں ہی تو طے نہیں ہو، راہے۔ کا کی۔ روپوں ظلطیں۔“

”بدغیر“ دہ ماڑے ”تمہاری خباشیں کم نہیں ہوتیں۔ بولنا  
پورا لذتی کہہ رہے تھے کہ تم نے ان کے لوا کو چاکھیں کا کھل

وہ ناشتہ کے لئے پرتوں رہے تھے مجھے دیکھتے ہی ایسے نواب  
زادی سے مسکرائے کلچہ جلدی سے کھپاڑا۔

”لہن کچھوں ناشتے کے لئے ہمیں آیا ہوں۔“  
”میں کب کہتا ہوں ناشتہ کرو؟“ الخوب نے صاف کہہ دستا  
ہے دریشکم میں بنتا ہو۔

”جی ہاں، کل مکرم شفا حسین کو کھلایا تھا انہوں نے بتایا  
ہے کہ نہار پاکے پتھے پتھے آتوں میں خٹکی آئی ہے۔ مشورہ  
دیکھ پاٹے سے قبل گھسنے اور پر اسٹے ویزہ لے لیا کرو!“

”گھر میں تو آج بھل چائے کے ساتھ مرف اندا حکما تھوں۔“  
”اندا بھی چلکا۔ مطلب یہ ہے کہ خالی چائے لفсан دینی تھی۔  
وہ مارنگے۔ سفلق میں مجھ سے کم ہی نوگ جیتے ہیں۔

صحت دیکھنے کا اپدیٹری صاحب نے جو مکھی پرستے ہاری گلشنگو  
سنی تو جائے کے سراہا ایک پرانا بھی آہی گا۔ آتے تو زیارہ  
کیوں کر دے جاتی ہیں ملابڑے مولویوں کی سلی پر حکما تھے مگر دُر  
بھی لگا ہو گا کہ سر کاری آرڈر تو ہو نہیں۔

ناشتہ کے دران کی بارخیاں آیا کھوپل دعا کر دن  
مگر انہے صرف دستھے، چائے بھی ایک ہی چائے داتی  
ھی۔ عرض دھا کے پکر میں پھستتا تو لفسم مصنفات نہیں ہوئی تھی  
میں ابھی دسری بیانی ختم نہیں کر پایا تھا کہ الخوب نے  
ایک بیانی خالی کر کر ہوئے فرمایا۔

”اب تم جاؤ،“ بیرونے لکھنے کا وقت ہے۔“  
”کہاں ہاؤں۔ یا ہم توصیٰ اور خواہ خون پتے کھڑے ہیں؟“

ان کی بھروسی تھیں لیکن۔ یہ تاؤ بڑا خطرناک ہوتا ہے، ملا  
مطلوب تھا کہ اب وہ ڈھنگ سے بات نہیں کریں گے۔

”آپ تو خطا ہوئے گے“ میں ٹھنکا۔ ”میں ایک ضروری  
بات پوچھنے آیا تھا۔“

”تمہاری عروری یا میں میں جاتا ہوں۔ گدھے۔“  
”اگر دھماں تو آپ سو دھن کہ لیں گرا ایک ضروری بات.....“

”خیز پرچھو جو“ ان کا بوجو ترش اور ایسا زخومی تھا۔ میرے  
روپنے کھڑے ہوئے تھے۔ کیسے پوچھوں کہ جیسی تاؤ نہ آئے۔  
وہ تو بھیں تھے کہ خامواہ کا سوال میں نے دل سے گمراہا ہے

یقینی اعلان بعقل تعالیٰ سطید ثابت ہوا۔ اگرچہ یہ مانے بغیر  
چارہ ہیں کہ ناشدستا ہیں پورا تاہم مرتاہپتائی ان بزرگوں کی  
خدمت میں پنچا جن کی وجہ سے کان پ آئی تھی۔ وہ ناک حکماں  
ماسے کچھ محسر پھسرا کر رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ کا اور کی کے  
لئے اختلاف کے علاوہ ان میں کوئی جگہ نہیں تھی بلکہ بیٹھنے کا  
زادی تو تارہ تھا کہ "من تو شدم تو من شری" کے مرطے میں  
مار ہے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی بولے۔

"بکھے صاحب آپ کے وہی سامنے لے کچھ فرمایا؟"  
"ای ہاں فرمایا۔۔۔ مگر وہ علی آدمی ہیں زبان کے کم اور  
با تحفے زیادہ فرمایا!"

"کیا مطلب ہے وہ توں منناۓ  
یہ طلب کر جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اگر میں بھی وہی  
فرمائے انہوں تو آپ لوگ کن کئے کہلائیں گے؟  
"ارے واس کا کیا مطلب ہوا؟"

"مطلوب پ غاک ڈالئے۔ ذمایہ تو بتا دیجئے کہ آخر سر شرفی  
میں میاں کی بیلوں کا معرف کیا ہے؟"

"صرف! اماں وہ تو شاہی دربار ہے جو چاہے آئے جو  
بھر بھر لے جائے؟"

"ٹھیک ہے مگر عجیبیر معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ستائیک  
زنان عاشقان اولیار کی موجودگی میں میاں کی بیلوں ۔۔۔  
"پھر وہی "خواجہ صاحب ترے" اماں میاں کے بیل کہتا:  
"یہ آپ کی زیادتی ہے" صرف صاحب نے خواجہ کو لے کا۔ مگر  
امداد و ستدان تھا" لا ماصاحب جو بولئے ہیں بولئے رکھئے  
"کیوں بولئے دیں کوئی یہ سندھیں" خواجہ صاحب نے  
معاذ اللہ۔ یہ صکرا تو جیسے چون گیا۔ ارے جلاہٹ کے  
میں لے نہ صلدیا۔

"چھوڑتیئے کاگی کو۔ اب میں میل کا کوتا کھوں گا"!  
"دکرو!... لا خول ولا قوہ!...!"

"تو اور کیا۔۔۔ کوئے کی جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے؟  
"م آڑائے، اب بیت پر" صرف صاحب اُبلے۔ "چلئے خواجہ  
صاحب ان سے لگنگو غصبوں ہے؟"

ہے اس لے اپنی نافی کا سرچھوڑ دیا؟"  
"تم خدا کی بالکل ملطھ ہے۔ میں نے اس سے ہرگز نہیں کہا کہ  
نافی کا سرچھوڑ نہیں؟"

"مرودو! پشا تو تم نے ہی سکھا یا؟"  
"کیا کرتا ہیں تو ٹھیک میں اکیلہ مشتی کرنا تھا۔ وہ خدا ہی کہنے لگا کہ  
چچا جان ہیں دھی سکھا دی۔ میں نے سکھا دیا!"

"اور یہ بھی کہدیا کہ کسی نہ کسی کا سرچھوڑ نہیں؟"  
"یہ بھی نہیں کہا تھا۔ میں یہ سمجھا یا تم کہ جب تک علیٰ بخوبی نہیں کر سکے  
با تحفے کیا نہیں؟"

ان کی سرچھوں کی آڑ سے ہکا ساتھم جعلکا۔ اے چیلے کیلے  
وہ بلاوجہ کھنکا رسے پھر قدرے نرم لیجے میں فرمایا۔

"دیکھو نا انش، گدھے بن کی ایک حد ہوتی ہے۔ یہ پٹے اور مالم  
کی نوشیں میں برداشت نہیں کر دیں گا۔ سننا ہے آدمی آدمی رہ  
تک سید کوئی کی مشتن کر لے ہو"

بھی تو چاہا کہدیں کیوں ذکر ہے۔ سید بکر لکھنؤ جانا ہے  
اور دچا دستوں کا ثواب کمانا ہے مگر کس زبان سے کہتا جان

نوہر عال سب کو خرز ہوتی ہے۔ سچ سائی کے ایک اور پلٹکا  
"معاف کیجئے گا یہ میں عقاہ کا ساملہ ہے میں تم صین کو اسلام

کی بنیاد بھٹتا ہوں" کی بنیاد بھٹتا ہوں" رہ کھول گئے۔ انہیں اسید نہیں تھی کہ میں اتنی زیادہ نہیں  
حیثیت کا ثبوت دیں گا۔ اتنی زور سے پیٹھ کر میکرو فروپ ہوتا تو

چھٹ جاتا۔

"پٹے جاڑ۔ ابھی اسی وقت...  
"نہیں جاؤں گا چاہے آپ ابھی ڈالیں۔ پہلے یہتا یئے میں  
کامیل یا میاں کی میں...!"

مگر علپورا کیاں سے ہوتا۔ انہوں نے کان اتنی زور کو  
چھٹا خاکر زبان دانتوں میں آگئی۔ زبان کی تو زیادہ بردہ انہیں  
شی مگر فوراً ہی یہ اندیشہ برق کی طرح کونڈا کہ انہوں نے کان  
اکھر کر راحمیں پکڑا دیا تو کون ذمہ دار ہو گا۔ کن کتابکلا نے کوئو  
بھتر ہے کہ آدمی سرکنا کہلاتے۔

"نہیں پوچھوں گا۔ قسم خدا کی اب بالکل نہیں پوچھوں گا"

کو دیتے۔ ایک دن اس سے یہ بھی کہ رہے تھے۔  
”دیکھو رہا! اگر پارسال کی طرح اب کی بھی دہ گدھا کلیر گیا تو  
جو اپنے تم ہو گی؟“

”میں کیا کر سکتی ہوں بھیا۔ وہ تو نالا کھول کے پیسے ہمال لیتے  
ہیں۔“

”تم منبع خوبی کرئی ہی؟“  
”میرے سامنے تھوڑی نکالتے ہیں۔ پھر یو چیزیں ہوں لازم جاتے  
ہیں۔“

”اب تم بکس میڈ رکھاری مت کرو۔ اور جانے میں ہو کا نہ  
کہیجئے طاق ہے: ہاں کسی صندوقی میں کر کے رکھا کرو۔“  
یہ بھاگرہ چلے گئے۔ میں بیٹ اخلاڑ سے سب کچھ سن رہا تھا۔  
بھی کو دھیان ہی نہیں رکھا کر دیوار ہم گوش دار د جب  
قدموں کی آہست سے اندازہ ہوا اک وہ اندر کہے ہیں تشریف  
لے گئی ہیں تجلدی سے ٹکل کر کوئی سمت باہر بھاگا۔ مشاہید تھا  
کہ وہ دیکھ نہ پائیں۔ مگر شامتِ اعال سے سملی صاحزادے  
نے دیکھ لیا۔ دیکھتے ہی دراز سے میں سے تیر کی طرح گھر میں  
گئے۔

”ای ای۔ اماںیاں نوٹانیکے بھاگ رہے ہیں؟“  
یہ بہاشک جارہم نے اس لئے سن لیا کہ خوبیں ہوتیں جاتا  
دیکھ کر رکنے کی خوف سے ہم بھی پلاٹ پڑے تھے۔  
”کیا کہا لوٹا۔ بد تحریر سے اماںیاں ہیں کوئی اعتمادی گیرا ہو گا  
۔ جا بلدی سے شعیم یا کو بلا لاؤ۔“  
”پس ای اللہ کی قسم اماںیاں تھے۔ وہی تو پانچتے تھے  
کو اڑکی دراز سے ہم نے دیکھا کہ پھر کو تو یہم کے چہرے  
پر حیرت کھلی پھر تسم آیا پھر اطہان سے بولیں۔

”خیر ہو گا کوئی تو جا کے ہیں؟“  
صہر جیل کی یہ شان دیکھ رہا ہے۔ لئے سوائے نہ مالکائے  
انہ آجائے کے اور کیا چارہ خدا۔ یعنی ہمیں پھر شفقت سے  
کہنے لگیں۔

”آپ بھی حد کرتے ہیں۔ کیا میں بھیا کا کہتا ان لیتی؟“  
”کیوں نہ ملتیں۔ تم اُن سے کم دلی تھوڑی ہو!“

اس کے بعد وہ اس طرح چل دیتے ہیں۔ یہ جو اس کے برعکس  
ہی مونچوں میں ہٹتے بھی جا رہے تھے۔ جبھے بڑا رشک آیا کہ  
دیکھنے ایک یہ اپنی طرفت ہیں کہ اتنا زبردست مکینکل اخلاف  
 موجوداً وہ پھر بھی یار فار۔ اسی کا نام ہے بیٹھ فی المٹ۔ اور ایک  
مولانا صاحبان سے کہ دزا سالمی اختلاف ہو جائے۔ بن شروع  
ہو گیا غدر سن سنتا دن۔ وہ اس کی پھرڑی کھینچے گا۔ وہ اُس کی دلچسپی  
نہ پہنچے گا۔

خیران رشک بازیوں سے کہیں دل کی گریں بھٹکی ہیں۔  
خخت خیران تھا کہ میاں کی بیلبوں کا معرفت کیا ہے۔ خیران  
پریشان صوفی تحسین علی کے پاس پھیا۔ ماوزا دھوئی ہیں۔  
بڑے باش دہبار اور میں ملے۔ ان کا بڑا لڑکا میں کے بیٹ سے  
بلایت کی سندھے کے لکھا تھا۔

”خخت خیران ہوں صوفی صاحب“ میں سے چھوٹتے ہی کہا۔  
”میاں کی بیلبوں آڑکس کا مام آتی ہیں؟“  
”دیکھوں آپ کو کیا فکر ہوتی؟“  
”نکروں ہوئی گیاں شرط کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ ابھی  
پارسال سے کھی گئی نرمادہ آئی ہیں؟“  
”آئے دیکھے۔ آپ کا کیا بھولگا ہے؟“

”بھوکھا نے گا خود میں بھی کل بیج جا رہا ہے؟“  
”سہارک ہو۔ پھر تو معرفت دہیں جا کر معلوم کر لیجئے گا۔“  
”آپ نہیں بتا سکتے۔ ہاں آپ تشریف نہیں لے سکتے۔“  
”گیا تھا۔ ایک مقدمہ کی تاریخ تھی اس لئے کل بوٹ آیا۔ اب  
پر سوں پھر جاؤں گا۔“

”تو میں کیسا جا رہا ہے؟“  
”بہت تاریخ۔ جاہی جو رہے ہو دیکھ لینا۔“  
”صرف کا سوال جوں کا توں رہ۔“

”اگلی بیج میں اور حاجی تدلی علیس کے لئے سوار ہو گئے  
کہنے کو بات آسان ہے۔ گراں کے لئے کی لشیب دراز سے  
گذرنا پڑا تھا۔ میرا رادہ اس سال کلیر جائے کا نہیں تھا۔ ہوتا  
کیسے اپنی شرکتی نے دو بھینے پہلے ہی سے تھواہ میرے ہاتھ میں  
دنیا بند گردی تھی۔ براہ دراست اپنی بہن یعنی فدوی کی زوج

بات کرتے ہو گدا کی قسم لڑائی ہو جائے گی۔ تمہاری وجہ سے تو ٹین رنگ کا ناشدہ تیار کر رہے ہیں:

”لیکن یہ آپ نے کیسے یقین کر لیا کہ ہم۔ ہے جانے کے ہام بن جائے گا فرمیں یکجئے کچھ میں خہرا پھر؟“  
”ایسی بھلکیں کیوں مخموں سے بحال نہیں ہو۔ خہیں خدا کی قسم دل نہ تردد نہ ہو اکام بھیں کیجئے صفت خراب تھی؟“

”آپ جانتیں، میں یہر حال کوئی ضمانت نہیں مل سکتا؟“  
”کون مردوں کیتباہے کو ضمانت لو، تم چلے چلوا۔“

اس طرح اچھی بحث سفر شروع ہوا۔ قصر و محل یہ تھا کہ حاجی صاحب اپنے سالاہ معمول کے مطابق اس سال بھی عرس سے کچھ قبل ہی کلیر پلے گئے تھے۔ پھر کل اچانک دراہی عرس ہی میں بلوٹ آئے اور اسٹیشن سے گھر جانے کی بجائے رکشہ میرے یہاں رکوائی۔ علیک سلیک کے بدناموں نے جو کچھ بتایا اس کا مصل یہ تھا کہ اگرہ سے شہنماز پرتوں نام کی ایک بخشش ساماں مخفیہ کیم آئی ہوئی ہے جس میں تبریزی شبست کے آثار بہت ہیں۔ خود حاجی صاحب نے مجھی تبریزی ہی شبست سے سلوک طے کیا ہے اسے چاہیتے ہیں کہ اسے جیت کر لیں۔ کوشش کی گرد کار گرن ہوئی۔

چاروں تاریخ سے پاس آئئے۔ میں نے کہا یا۔  
”کنوں پیاسے کے پاس جاتا ہے اپیسا کنوں کے پاس؟“  
وہ بیک کے بوسے۔ ”پھرے شاگرد دن کی توہر استاد کوتلاش بریتی ہے۔“

میں نے کہا یا کہ باکنیزیگ کرنا بھی نہیں آتا۔ مگر الحیر یقین تھا کہ طالعہ دریاڑ جاتا ہے۔ کسی چھنور نے اخیں یہ بھی بتا رکھا تھا کہ ہم سے ہی صوفی ملاحظت علی کو بالش چڑڑا کے سجادہ بنایا ہے۔ اسی لئے کوئی عذر رکھوں نے دستا اور سانحہ لیکے چل پڑی دیئے۔  
گوارڈی کچھ کچھ بھری ہوئی تھی۔ ہم نے گھنٹوں ہی پڑنا شدہ دن مکھوں کے پیٹ کا دوزخ بھرا۔ بادام کے حلسوے نے دماغ کو ذرا چاق چوہندا کیا تو یہم نے پوچھا۔

”کیا آپ کی شہنماز پرتوں نے بھی آپ کے لوث دیکھے تھے؟“  
”کیوں نہیں دیکھے۔ ایک ہی شب میں ہم نے پالسونچا اور کئے تھے مگر وہ ایک جیبٹ سمجھا اسامقا بل پر آیا کہ ہمارے گیا۔ اور

”اچھا یہ بدلہ ہے بھی کا۔ پر ہوں جھرانی کے دس روپے کس نے دئے تھے؟“

”کیا ہوتا ہے دس روپے سے۔ آٹھ تو نیاز ہی میں چل کوئی تھے“  
”بارہ بیٹا غوں میں گئے ہوں گے۔ آپ تو بھے ہاں بھیتے ہیں“  
”وہ براہمان گیل۔ میں نے بخورد ار کے کان چھکھے جو ابھی تک دروازے میں کھڑے شاید یہ دریافت کرنے کی تکشیخ  
کہ اب اسیان لوٹائیکے گیوں بھائے تھے۔ پھر انہیں باہر خال کر سمجھ سے کہا۔

”دیکھو بھی خفا ہوتے کی بات نہیں پرسن تو در محل یاد و سوت سر پوچھے تھے کہ مٹھائی کھلا د۔ آپ حاجی ذلدل برادر مصری کہ سرہان کلیر چانا ہو گا“  
”وہ تو ہمیں جانتی ہوں ہر سال کوئی نہ کوئی آپ کے سرچا ہے۔ انجی سے کہیے مرد دیں؟“

”وہ تو دیں گے مگر اپنی حسپ میں بھی تو کچھ ہونا چاہئے۔ زیادہ ہمیں سچاں کافی رہیں گے۔“  
”سو کہئے۔ سچاں تو تھوڑے ہوئے ہیں۔“  
”ہیں لفاقت کی عادت ڈال رہا ہوں۔“

اس طرح اٹ پلت کر کے بیٹھے تھیں دھمل ہوتے  
”بھی ہوتے تو کوئی فخر نہ تھا۔ حاجی ذلدل دن مکھوں کے آفریدے  
چکے تھے۔ وہ سرجنست پر بھے سے جانا چاہئے تھے۔

عشاء کے وقت تجدید عہد کے لئے تشریف لیا تھا  
”تو تیار ہونا ملا؟“ اخھوں نے مجھ سوچوں مجاہت سے پوچھا  
”کہاں تیار ہیں۔ دہان نے تو ایک حصہ نہیں دیا۔“

”اڑے پھوڑو بھی۔ کہہ تو دیا کہ جات پانی چارے ذے نے  
یہ کہتے ہوئے اخھوں نے حسپ سے نوٹکی گذی نکالی۔  
ریادہ دس کے لئے۔ سو کے بھی تین چار رہے ہوں گے۔  
”خڑچ کے طلاوہ بھی ایک بھروسی ہے۔“ میں نے کہا۔ ”پر ہوں جاگر  
محاجج داماد کے دادے کا چلم ہے۔ مرثی خوانی کا پردہ گرام ہیں  
ہی تو تیک دینا ہے۔“

ظاہر ہے یہ میں نے اپنی پوزیشن مضبوط کرنے کے لئے  
کہا تھا درد محاجج داماد کے تو پرداد سے تک ابھی حیات ہیں۔

اور بھی شناختن نے پاہندی ایذانی پھر بھار سے پاشو کی کیا اہمیت رہ جاتی۔

”تو اب جو ہزار لیکھے چلے ہیں ان سے کیا ہو گا؟“

”وسیسیں کھائیں ہیں تھے۔ دس بیس مارچی دین گے۔ اصلی راستہ تو پہنچنے کا لانا پڑے گا۔“

”آپ چاہتے کیا ہیں؟“ میں نے آرڈر میں پاہنچا۔

”چاہتے... بس بھی پاہتے ہیں کہ وہ ہم سے بیعت ہو جائے۔ وہ حدیثِ لا اب نے بھی سنی ہو گئی کہ جنکا کوئی پیر نہیں اسکا شرط ہوتا۔“

”ہم سے ان کی آنکھوں میں بھال کا۔ دہان سرے کی اوت میں سورجیہ نہایت کی شمع روشن تھی۔“

شوالیٰ تریڑ کی پر کی تو سارے قلبے میں بھوچالا گیا۔ ہر شخص

چاہتا تھا کہ پتے میں اتر باؤں کا تھوڑا ہوں، اُنہیں کے بھروسے اور بھائی

ہو۔ ساتھیوں کی بھیجا کچھ میں ناک، تکھے، صبب کو تھراہ تھا۔ ہم و دونوں

یتھے رہے کہ دو راجھیر کم ہو تو اتریں۔ کبھی منٹ بعد پہنچا مر سرد

ہوا تو ہم بھی کھڑے ہوئے۔ مگر یہ کیا؟ — عالمی صاحب کا

نیا جرمی انجی کہیں لظرِ حسیں آرہا تھا۔ شاید کوئی سے لے گیا۔ خیر اس میں

وہ چار جوڑے کپڑوں کے سو اکیا ہو سکتا تھا۔ مگر یہ بھار سے روشنی

کھڑے ہو گئے جب انہوں نے کامپی ہوتی آزادی میں بتایا کہ رقم

بھی اسی میں رکھ دی تھی۔

”مارڈا لاس۔—حضرت ایں کیوں رکھ دی تھی؟“

”ہم نے سوچا تھا کوئی جیب دکھاتے؟“

”چلے دوڑیے۔ ابھی تو چور آس پاس ہی ہو گا!“

چھر ہم دوڑے۔ تصور کیجئے ایک عالمی ایک لارڈ اڑھیوں

سمیت دوڑیے ہیں۔ عذر کی میل خداوند، قلبے ہی میں چھوٹ

گیا تھا۔ گیت تک بھوم کا جائزہ بیکارناہت ہوا۔ بے شمار ادمی

گیت کے باہر بھی جا پکھتے تھے۔ عالمی صاحب گیت کیپر کو نظر انداز

کر کے ہوئے آگے بڑھنے لگے تو اس نے باز دلخواہ لیا۔

”ارسے صاحب تھکت...“

عالمی صاحب نے ہر بڑا کے بازو پھڑانا چاہا تو آستین چھر

سے بڑگی پیچے واٹے الگ دیکھا رہے تھے کہ صاحب جلدی

تھکت دھکلا سکتا گے بڑھئے۔ تھکت حاجی صاحب کی جیب ہی میں۔ تھکت گلے پاروں میں۔ سے کس جیب میں یہاں میں رہا تھا جلدی پا تھکلا سے۔ تھکت جیب میں جیب آسانی سے بیٹھ مل رہی تھی۔ ایک جیب سے بیجھ نکلی تو بیٹھ سے انہی کے بکھر گئی۔ دائیں سمجھانے کے نئے نئے اختیارات حاجی صاحب کا تھک جلا تو برا برداری کی ناک پر پڑا۔ اُس نے تراپ کے جواب پڑ کر ناچا جا تو گیت کیپر کی کمی پیٹ میں آگئی۔ گیت کمپرنے اگر بڑی کامی دیکھ جو کہنی چلا تی تو ایک بچے کی بیجھ جل گئی جسے اسی مان کو میں لئے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسی طرح پر اس سے پھر اربع جلا اور خاصی فوجداری کے بعد باہر نکلنے کا نصیب ہوا۔ پھر وہاں استوار کہاں بیک کرتا۔ سراغرسانی کی تمام صلاحیتیں مرد نہ کر لے سکے اور جس میں اسی میں پہنچی لظر آئی کہ پاس کی وجہ میں جل کر اپنی ھاتیت پر غور کریں۔

پھر اس کی رقم بہت ہوتی ہے۔ دیسے جو شاہزاد تیر رہا ہی حاجی صاحب کے کل سے دیکھنے میں آرہے تھے ان کی روشنی میں یہ گلوں نہیں تھا کہ وہ اس درجہ متاثر ہوں گے۔ ان کا چھروہ دو بھار رہا تھا اور سوچپوں کے نئے نئے بال کھوئے دھکائی دیتے تھے۔

”بڑا ہر ہو اس حاجی صاحب۔ مگر یہت مرداں مدد خدا!“

”اماں کیا مدد خدا۔ قسم قرآن کی حد سے بے حد رہا ہو!“ ان کی آواز کا نیپر رہی تھی۔ اب کیا رپت تھوڑا میں ہے۔“

”نا حاصل ہے۔ رپت کا نیچو نیچہ تک شہنشاہ پر دس بور سی ہو یا یہ؟“

”بس بخول مذکرو۔ اب ہم میں کویا تھہ و دھکائیں گے؟“

”بہن...“

”ہاں یا رہ۔ اسی لئے تو اپنے مکان ہم سے بکوایا تھا!“

”اوے... تو اسی میں سے آپ نے پاچھوڑیوں میں بھی دیئے“

”کہیں نہیں دیئے۔ وہ تو ایسے ہی کہدا تھا!“

”ہم بہوہت رہ گئے۔ دائی سے بیٹھ چھپا نہ کوئی بکھی دیکھی جاؤ۔ ہو سکتا ہے مگر کوئی کمل دکیں کہ تڑپی دے سے یہ کیسے تصور میں آسکتا تھا۔“

”اہم فردی اپنے یار کو بھدا رہیں چھوڑنے والا ہیں تھا۔“

"حوالہ نہ رکھئے حاجی صاحب اتنیں روپیے نہ لے پائے  
پاس موجود ہیں"

"اس سے کیا ہوتا ہے ہم براہد ہو گے"

"براہد ہوں آپ کے دھن، شہنشاہ پر دین کا مرشد چاندی  
ہیں تکے چاہا"

مشتعل قام ان کی دوسری مگر کو سپارہ دیتے ہم زارِ تزار  
کلکریتھے۔ یہ عدیدِ غنی۔ حکومت سے کھوا جا رہا تھا۔ قیام ایک  
برٹس سے کیا ٹھنڈا ہے ہو اچھا حاجی صاحب تھا آدمی پہنچ کر  
ٹھرے ہوئے تھے۔ قیام میں جا سکتے ہم دو دلیں بزمِ اللہ کے  
نکلے۔ پر، گرام یہ تھا کہ وہ ہم سب سے پہلے شرمناز پر دین کا  
ٹھنڈا دکھا دیں گے۔ پھر پچالی کی دکان کا حلہ پر اتنا کھابرا کا  
پھر پاسنگ اٹکی سکریٹ پیا جائے گی۔

یہ وقتِ خیر دخیر گاہ کی اس جھوٹی کی دنیا کے غنوں نہ  
کافی تھیں۔ خیزی کی تیاریاں زور دیں سے جاری تھیں۔ طبلےِ گونج  
آنکے جا رہے تھے۔ زبانِ عاشقانہ اڑیا، کاتو کپڑا ہی کیا میاں  
کے سلسلہ بھی سو سنگھاریں مصروف تھے۔

دفعہ احادیث صاحبِ محدث کے۔ ان کی لفظِ بھیریں ایک  
شخص پر تھی جو سے کچھ سکھ بھیری دہ آگے پڑھ گئے اور جھکا پیل  
کر لے اسے جالیا۔ پھر جانے کیا تھا اسی ہوئیں۔ ہم تو ان بزرگ  
کو دیکھنے میں پچھے رہ گئے جن کی دلچسپی مان تک تھی مگر اب وہ  
ظاہر تھے۔ گیر و اہبہ اور کریم معدوم۔ مگر میں ایک زن اور  
ایک بیوی ایک صلیبِ غما تھیری۔ با محظیں چھٹا حصہ اور کشکول  
ایک پتھر پڑی جو ناٹک سے کھڑھے تھے۔ گرد اگر دعوی میں،  
مرد اپنے گمراہ اسے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا  
کہ یہ شاہی مست نژاد رہیں۔ لوتھے سال پیران پیر و سنتگر کے  
مزار پر چل کھینچ کر آئے ہیں اور اسنتے ہی دلوں ابھی حمالیہ کی  
گھاڑیں میں عبادت کریں گے۔ خدمتِ علّق کی عاطر سال میاں ایک  
ہمین چھپی کرتے ہیں۔ سال میں پا پھر دیپے میں لڑکی اور سوادس  
رو دھپے میں لڑکا دیتے ہیں۔ لا حالاجِ مرضیں کا نویز کل نک

سو اساتر دیپے میں نے رہے تھے آج کھیش کر کے دھانی  
آئے ہیں کر دیا ہے۔ آڈچو سہنی گلگاہ بھی بھر کے سندھ دھولو۔

انتہی میں حاجی صاحب بوٹ آئے اور بولے۔

"تھا راست پاس میں روپیے نہیں۔ ذرا دینا"

اذرا ذرا ایسا سختی کوہ ہے ہیں

"مگر یہی میں کیا کہا ہے ذرا دینا"

یہ میلان کی صورت دیکھی۔ وہاں بڑی مجھیٹا تھی۔

مجھیٹا پہنچے آپ؟

ہیں تھے، خیر نکر کچھ عذر ہے لازمی تھیم آکے سب بھاہیں گی۔

"روپے کیا کریں گے؟ میں نے پوچھا

"ذرا دادا۔ بھی دو ٹھنڈے میں دا پسپر کر دیں گے"

بھوڑا دیتے۔ مگر ٹھنڈے ہیں۔ دس کھن دن کوڑا ک

سلئے کر شہنشاہ پر دین کو مجھ پر سوچت کرنے کے سلسلہ میں پانی کے

بھی لگد رکتا ہے۔

"تم جب تک چاہے شہلو پھر ٹھنڈے میں جا سکے سورہنا زاہیں

نے فرمایا۔

"اور آپ؟"

"بھی پیچ جائیں گے ذرا ایک مفروری کلام جا رہے ہیں۔"

"تو ہمیں شہنشاہ کی پھول اڑی تو تباہی کچھ جب تک ہم زمین

چھوار کر دیں گے"

وہ ہمیں ساختھی لیکے ایک درمیانی سائز کے ڈیرے پر آئے

"بھی سہے۔ ابھی محل جنے میں دیر ہے جب تک روٹے پر سلام

کو ہو رہا"

"آپ اٹھیاں سے جائیں ہم سلام کلام سب کر لیں گے"

وہ تیر تیز قدم اٹھاتے ہیڑھیں گم ہو گئے۔ آپ ہمارے

پیش نظر سب سے پہلا مرحلہ یہ تھا کہ شہنشاہ کے سازندوں

میں کوئی دلچسپی دلال جائے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ دلچسپی

کو دلچسپی سے راہ ہوتی ہے۔ میکن ابھی تک ڈیرے کی چلی

دھنی ہیں تھیں تھیں تک ہم سے سیر کی سوچی۔ سیر کیا اصل پرستی

ڈاکسی ذہنی گرہ کو مکھیتے کی تھی جو میاں کی میلوں کے فضیل ہیں

تھی۔ اس پر پشاونی پر ہزار درپیچے کا نقصوں غالب آیا۔ ٹھے حاجی

صاحب تھے چوتھا بھارے دل پر پڑی تھی غصب ہے ہمارے

ہوتے ڈاکر پڑ گیا کہیں ایسا تو نہیں یہ بھی کسی ملے شدہ ڈرامہ کا

"وہ تو جائے کون تھا، وہاں نہ کسکے پاس ملا تھا، یہ بہت کیس دکھ کے کچنے لگا کہ میرا بڑہ کھو گیا ہے یہ بہت کیس خرید لیجئے۔ میں سلپا پنج روپے میں خرید لیا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ تم نے اتنی کم قیمت سکنر عقل استعمال کیوں نہیں، یہ بتاؤ یہ وہ شخص کیسا تھا، کہ صرف گیا۔"

"ڈارسی منڈہ یہ ہوتی تھی بھی تو محضیں قصیں، مردخ کرتے ہیں پوسٹ تھا، وہیں سیلے کے درج پر درختوں کے پاس ایک مینٹ

لگا ہے اسی طرف پلا گایا تھا۔

"چلورہ بگردھاؤ۔"

سیلے کی روشن ترحد و دستے گز کر کم ایک الیسٹر مینٹ پر پہنچ جس کے دروازے پر پردہ لٹکا ہوا تھا۔ ارادگرد رولنی نہیں تھی، اندر رشدتی ہو رہی تھی۔

"تم بیان طیہرو" میں نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا۔ "گر فرار کی حادثہ مت کرنا وہ غریب ہمچنان تھا گے۔"

پھر میں مینٹ کی چیز پر پہنچا۔ قاتلیں کافی اوپری تھیں، جو زیبی خوب چوست تھے، کوئی راہ اندر جھانکنے کی نہ تھی۔ جیسا جیسے سے کلم تراش رکالا اور وہ واپسی چاک دیا۔ اب جوان رجھانکتا ہوں تو طبیعت چورس ہو گئی۔

پہلا ہی چہرہ جو نظر آیا وہ اپنے حاجی دندل کا تھا، ان کے آگے کلی لوٹ اور بہت سی ریزگاری پڑی تھی، با تھمیں تاش کے چند پتے تھے۔ آس پاس مزید پا پڑ کر آدمی تھے گویا پھر جی ہوتی تھی لطف یہ کہ وہ مردخ کرنے والے بھی شریک بزم تھا جسکی خاصیت اتنا کہ پاکستانی صاحبزادے تھے کی تھی۔ اس کے باقاعدے میں تاش کے پتے تھے۔ بول چال کے بارے میں شاید پہلے ہی انہوں نے طے کر لیا تھا لکم کے سامنے کم ہو گئی اور ہو گئی تو سرگوشی سے آگئے نہیں بڑھے گئی۔ پورے دو منٹ ہیں صرف ایک جملہ اس شخص کا پتے پڑا جسکے آگے چند سوکوں کے سوا کچھ دھکا۔

"آج تو پی لیا حاجی صاحب نے ..."

جواب میں حاجی صاحب مختار کے

"عہاں کی جو کھٹ بچوم کے آیا ہوں پیارے ..."

سامنہ ہی انہوں نے بچے میں پڑے ہوئے نوٹوں اور بریکھا

حضرت ہو۔

سلطان بیجان ہم چلے جا رہے تھے کہ اچانک بھلی سی کونڈی آگے میں پھیس قدم کے فاصلہ پر ایک نوجوان صاحبزادے دہی سرو دا ٹھی لٹکا نے بڑے اٹھیاں سے چلے جا رہے تھے۔ ہم نے آگھیں میں پھر جدید ہی جیسوں میں ان کے قریب پہنچ گئے۔ ان کے گوٹ پتوں دفڑہ سے ہم نے اندازہ لگایا تھا اور پاکستانی ہیں۔

"سنبھل کے صاحبزادے" ہم نے ان کے شانے پر ہاتھ رکھ کے پر اسرار اندازی میں کہا، "انڈیلو جنس جور دے کے نکار ہی تباہی تاک میں ہیں؟"

وہ چونک پڑے۔ حیرت اور سراسری میں بیجان ہو کے اپر ہلکیا تھا۔

"بھی... بھی..."

"کچھ نہیں، بیان ایسے بھی افسوسیں جیسیں جاوارٹ گرفتاری کے اختیارات حاصل ہیں؟"

"آپ کیا کہنا پاچتے ہیں؟"

"بیان اتنا کہ اس اٹھی کے مالک کا نام بتاؤ۔.... دو مذہبی بیکار ہے، ہم جانتے ہیں یہ قم نے ہمیں چوایا درد تھا اور سے فرشتے بھی ٹھانے پھرے کا حوصلہ نہیں کر سکتے تھے۔ آئیں اس طرف آڈیشن تو مجھ لگ جائے گا۔"

ہم انھیں باز دے پکڑ کر ایک بڑے مینٹ کی پشت پر لے آئے جہاں ٹریلک ہیں تھا۔ وہ دہشت کے مارے ہوئے اس پاحدے سے ہو گئے تھے۔

"مگر ہاؤ نہیں، بخوردار۔ میں نہیں بجا سے جاؤں گا، مگر اسی شرط پر کہ ٹھیک ٹھیک بتاؤ دو۔"

"کیا بتاؤں صاحب۔ یہ ابھی کوئی آدم حنڑ ہو ہمیں نے ایک شخص سے خریدا تھا۔"

"کس شخص سے۔ دہی تو سی، آنی، ڈھی کا منظور نظر ہے۔ وہ مال تو پھانسی کا پھنڈ اپنے سے گلے میں پڑے گا۔"

ہماری سمجھی گی اسوقت آسمانوں ہیوات کر رہی تھی، وہ بیجا رے ہوا شکھ۔

مرخ زیما ہے۔

دل کا سرہ راس لئے کہڑے بڑے اہل دل پاہی  
روتی افرزوں تھے۔ وہ مولیٰ شریعت الدین بھی تشریف فدا  
لٹھرائے جھنوں لے پچھلے سال حیدر سیاد الخبی کے بنے ہیں  
سیرت رسول اس شان سے بیان کی تھی کہ مجھ کی چنیں تل گئی خشی  
وہ مولیٰ ششم بھی موجود تھے جن کے باہم میں مظہور و غافک  
جس لے انھیں دیکھا خدا کو دیکھا۔ عدی ہے کہ وہ حاجی پر وار  
لی بھی اپنی دوالالت بھی سفید والہی سمیت جلوہ طراز تھے  
جن کے متعلق باخبر حلقوں کا کہننا ہے کہ حکومت انھیں طول مری  
کے مالی مظاہروں میں بھنسے والی ہے۔

یہ سب کچھ ہم نے ذرے کے اندر پہنچ کے ہیں لکھا۔ تو کچھ  
ئے وہ لمحچک پھر اپنے لھا کرنا پڑا اکھوں نے فاصلہ پر ایک خوشی  
والا استول پر ٹھیک کردا۔ پھر اپنے اکھیں نے اس سے کہا  
”کہہ دوست کیا رنگ جنگ پیں؟“  
اس سلسلہ تھیں پھر پھر اپنی پھر و انت نکالے۔ ہم نے الیکانی  
”اسے پار جاؤ انہیں۔ سـ ستادنـ دـ الـ اـ جـیـ کـ اـ عـ جـوـ لـ گـیـ مـیـںـ“  
جوہد لکھنی گر ہیں“

”اچا چا۔ جـ مـ سـ سـ تـ وـ رـ سـ بـ مـ اـ صـ اـ حـ“  
”خوب ہے میں کہو فرمے میں ہیں گے۔“  
”بس یہ تھوڑا سا سکوندا باتی سے پھر ملیں گے۔“

اس طرح کوئی بھوئی پھر دچار منٹ ہیں۔ ہم نے ان سے  
استول عاریٹا ناگ کیا اور ذرے کے پاس آئے۔ بھنیں میں  
پڑھی بھوتی سائنس لے آج بڑا ہام دیا۔ اسر صاحب لے جانا تھا  
کہ تین کیلو میٹر اونچی دیوار ہو تو چار سڑک گزون کے فاصلے سے  
لے سے ڈگری کا زاویہ قائم کرنا چاہیے توڑے سے پیش کر کا حال  
جا چا سکتا ہے۔ بھی ہم نے کیا۔ جاپانی انداز کی گورنری چھٹ  
اور ثابتات کے درمیان خاملا خلا تھا۔ اسی میں سے وہ منتظم ہے  
ویکھا جکہا دل افرزوں سیاں ایسکا بھی ہو جکا ہے۔

لیکن فقط دیکھنے سے کیا ہوتا ہے۔ عاقبت تو اور یہی  
سے روشن پڑ کئی تھی۔ پھر کیا کیا جائے۔  
اس سوال پر دس منٹ گزر کرنے کے بعد مل کھو میں آگئی

کو اپنے سامنے کھینچا اور پتوں کو جنم کرنا شروع ہے۔ اب میں کہنے کے  
ایسی آنکھیں پھوڑتا ہے کہ آتا پاستانی صاحبزادے موجود ہے  
”جادو برخور دا مزے کرو۔ تمہارے کیس کا غائل روی میں بلکہ“  
وہ کہہ میں سمجھتا ہیں پھاڑ کے دیکھنے لگے۔

”آن اس۔ بس یہ ایسی نہر میں پیسک دو حاجی دلدل لے دیکھ لیا  
تے امگاہن جائے گی۔“

انھوں نے دو حاجی دلدل کے معنی پر پڑھے داڑھنگھا طلب  
دریافت گیا۔ سید سے نہر کی طرف ہوئے۔ میری مالت اس  
وقت اس پل پر بنیں کی سی خلی جسے کسی بمنہادے کا لکھا کی کردیا ہو۔  
ذکر یہ تھیں خدا کے حاجی دلدل میسا برگزیدہ آدمی جو آگیہں کھیلا لیکر  
وہ اپنے سکر دیگر صوفیار کی طرح قدموں بھی تھیں دھکتا ہے کہ زمانہ  
ہر سو سینہ تین میل تک جو کچھ ہوگا وہ حق ہی حق ہے اور اسے تحریت  
کی نیزان میں تو نادار باریت کے سوا کہہ شیخہ میں ہے۔ جو کہ یہ خدا کے حاجی  
صاحب سے پہلے تو پا سور دھپے کے معاملہ میں ہڑا دی جو پھر  
ہیئت یا کے داڑھنگھا سے اور ایکیتے ایکیتے روت جگا نہیں کا  
پر دگرام بنایا۔

عجیب ہم نے بھی ملے کر لیا کہ جیوان سے ملاقات ہو گی تو ما  
کھدیں گے کہ جاؤ ہم تم سے جسیں ہو سکتے۔ اس کے جواب میں یہ  
دو چادری خوشادر کریں گے۔ کیونکہ فہنزا دے بیت لینا بہر جاں  
اچھی باتی ہے۔

شہنزا کا خیال آتے ہی ہم نے قدم تیز کر دیئے۔ نشاط  
خداوند کی دسم را گھی اب خاصی بلند ہو گئی تھی۔ زنانہ عاشقان  
اویسا اور قوں کی بلند ہرگز ہوئی آزادیوں کے درمیان کی  
آوازیں ایسی بھی تھیں جیسے بھریں دفع کی جا رہی ہوں۔ تھیں  
پر مطلع ہو کر یہ میان کے بیل پیک رہے ہیں۔

وہ دیزہہ والی بقدر توڑا اور دل کا صرور ثابت ہوا۔  
بلقد اپنے اس لئے کہ در سطح میں جلتے ہوئے دوسرا لٹ کے  
برتنی تھے کے نزدیک ایک زندہ کیا مدت جلوہ افرزوں تھیں  
اکی نور جلوہ پی جلوہ۔

ابندا اور ہم نے یہی سمجھا کہ پاس پا سوچ دلستے ہیں رہے  
ہیں، مگر تھیری گزرا کم مہنی لڑپانچا لاکر دوسرا اشعل مل از مقیز کا

”نہیں دم کر دیا ہے بدشاش نے، دوسرے پڑھ کے دیکھو  
کیا خرافات پھیلائی ہے؟“

”پڑھے جیسا۔ یہ تو کوئی تھی بات نہیں ہے؟“  
”کیا نہیں ہے۔ پڑھ کے تو دیکھو، اب کی نالیں لکھ رہا ہے۔  
تم سے کہا تھا پیسے مت دیکھو تو تم پر چھڑ دیتے؟“  
”میں بھروسہ ہوں جیسا۔ تم اخیں دیکھی سے الگ کر دو۔“  
بیچم کی آواز میں اچانک آسودوں کی چھڈا چھن شام پر گئی  
تھی، الفاظ اٹھوں نے روہانسو ہو کے کہے تھے، میرا دل بے اختیار  
چکار اشنا باش؟“

”الحول ولا قوّۃ ان کے بھیجا جلاستے“ اب قمر رذبا شروع  
کر دیگی، خدا کے لئے دیکھو تو اس نے ورس کی کیا کیا دست انہی  
کہنی شروع کی ہیں، دنیا کیا کہے گی؟

”بھوت تھوڑی کہنی شروع کی ہیں، بھیا کی ہیں لے تر کیا ہے  
تر کی جو ابدیا“ حاجی صوفی سبان کے پیچے پڑھے ہیں، آئی  
آدمی رات کو کہنڈیاں بیکھر لیتیں۔  
”کیا فضول ہاتھے کر لیجو، دھنال کی خود انجی لمحوں میں ہے  
ور دکون کسی پر زبردستی کر سکتا ہے؟“  
”و نہیں بھی جانتی ہوں، مگر تھیں تباہ بھیا میر اکا صدر میں ہے؟“  
”اچھا اچھا، میں فرانگ کا سبق پر ملے نہیں آیا، اس سے کہدیا  
آگے ایک لفظ نہ کہے؟“

یہ کھڑک وہ دھڑا دھڑ قدم اٹھاتے رخصت ہو گئے۔  
اب بتاؤ اسے ناظرین تھیں! میری قوی امنگوں کا کیا ہے؟  
جس پر بند باندھے گئے ہیں، اور خود بیہارے ماٹھے پر کیا لگر گئی  
تھیں تو بھی یہ بھی نہیں معلوم کر سوٹ کیں کا اصلی چورگوں تھا۔  
جانبی دلمل سے رات رات میں کھن کماٹی کی، یہاں اور فیر آڑیتے  
کے اندر کیسے پہنچے اور پھر درگرا امور منافق میں کس حد تک پیش نہ  
ہوئی۔

معلوم کرنا چاہتے ہو تو ایڈیٹر تھی کو لکھوک ملا کے جھوہری حقوق  
بحال کر دیں اور اگلی اشاعت میں عزادادی اس کو پورا ہو لیئے  
دیں، نہیں لکھتے تو اسلام ملکیم درخت الشرو بروکار۔  
تمہرے نے ہم چھوٹے، مارٹل لاکام اٹال کی۔

اسٹول والے دوست کو جھکا شنبھ نام فہرست احمدیہ دا گھر ایار  
ہنا کے ہم نے ایک اسکیم میں کی پہلے تو وہ ڈرامہ جب ہم نے  
ذینپرے دالی کے حسن بے خال کے بیان میں مشنوی زمر عشق  
پڑھ دیا اور نیشن دلایا کی جسی ۰۰۰ واحد تر کیب ہے جس کے ذمہ  
ہم، دلوں اور بڑی سکتے میں تو اُن کی اُنگھلی نوٹی اور وہ مردہ  
امنگ چاہی ہے پچھے بھیوں اور چار سینوں کے ٹکریں دلت سے  
پہلے وقت کی نیند سلا دیا تھا۔  
”یار بارے نہ جائیں“۔ اس نے آمادگی کے بعد بھی خوف  
ظاہر کیا۔

”ہاں بات کریتے ہو،“ یہ سچے ”جب تک یا زندہ ہے“  
ہے کوئی تھا ری طرف آنکھ بھی اٹھلے؟“

اڑڑڑ دھم.....  
جانشی میں آپ یہ کیا گرا۔ ۹۔ چاری امنگوں کا حل، اکھاں گرا۔  
وس میں تھیں خاص ہمارے گھر میں، اس کے لئے گرا۔ ۱۔ ایڈیٹر تھکا لے  
جو، رہا تھا کہ مصون کو تھک کے ہم کا کاش کو دیتے چار ہوئے  
ایڈیٹر صاحب نے کتاب سے نصیحہ کے لئے کاپیاں ملکوں میں  
کر دتہ بہت ہو چکا ہے پر یہ لیٹ ہو جائے گا، ہمارے  
مصطفوں کی تشویج جو صاحب کرتے ہیں ان پر آفت یہ آئی کہ تصیح  
کرنے کریتے ہیں پڑھے۔ برادر و میرے کا نبی صاحب بتتے  
ہوئے تھے انہوں نے چیکے سے پوچھ لیا کیوں ہے؟ یہ گرے  
بلے قابو ہو کر بول پڑے۔  
”سیاں کا بلل“

لکھنگو ہر چیز چیکے ہی چیکے ہر رہی تھی مگریں الفاظ تھے ہی  
ایسے کہ ایڈیٹر صاحب کی سماحت نے ٹراشمیر کی طرح اٹھیں پک  
لیا۔ فوڑا بولے۔

”لانا کہی اور حردینا۔“  
پھر جو کاپی پڑھ کر تاذ آیا ہے تو سیدھے فریب خانے پر  
آمد ہے۔ یہ بوجا سے کی سہہ دری میں بقیہ مصون کی بھکیں کر رہا  
تھا، انہوں نے پہلے تو اور حردیکا جب میں نظر نہ آیا تو کاپی  
ایسی ہیں کے سر پر ماری اور شروع میں ہو گئے۔

# سایہ کر سوں

دکش نہ رہاں سمجھی ہوئی۔ اس کریں تو معلوم ہو کر لمحہ مارا۔ دلیل دیں تو خیال گزرسے کہ سوتے ہوئے ہوں رہتے ہیں۔ یا اللہ۔ یہ تو علی بھیں ہیں۔ اپنیں ان عدالتی جھگڑوں کی حیثیت کیوں دیتے ہو جن ہیں بازی حیثیت کے لئے پورچہ دلائل اور بے سرو یا شواہد سے بھی احتراز نہیں کیا جاتا اور خوش مذاقی، بعیرت، شرافت اور انصاف کے ابتدائی تصور نک کو طلاق ہیں رکھ دیا جاتا ہے ہات کر دیدہ میں پھیلے ہوں لو۔ ایسا نہ ہو کہ زندگی ہنسے اور اہل علم کا رام سپا دقار بھی ہو جائے۔

قصد یہ تھا کہ ایک حدیث آئی ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر بعض بیرونیوں کے سفر میں تھے، زندگانی حضرت صفتیہ سماں اونٹ بیمار پر گزر گیا تو حضور نے حضرت زینب سے کہا کرم اپنا فاضل اونٹ صفتیہ کو دیدا و حضرت زینب کے پاس ایک اونٹ زائد تھا حضرت زینب نے بجاۓ تعقیل کے جواب دیا کہ میں تو اس پر یہ دیدی کو نہ دوں گی (حضرت صفیر ہبودی کے خاندان سے تھیں اور بعد اسلام لائے کے حضور کی زوجیت میں آئی تھیں) آنحضرت کو اس اضوساں ک جواب پر ہڑا رنج ہوا اور حضرت زینب سے ہوں چال ختم کر دی۔ بس فرمے واپسی ہو گئی حضور کی ناراٹھی ترک تعقیل کی صورت میں تقریباً ڈھانی جہیں قائم رہی حضرت زینب کو قدر تالاگاں گزار کر اب رسول اللہؐ کی راہی نہیں ہوں گے۔ یہ گمان یاں ایگر تھا۔ مگر اسی عالم یا اس میں اپک دن حضرت زینب کیاد تھی تھیں کہ ان کے در راستے کے قریب اور کے ربع پر ایک انسانی سایہ مخوذ اڑھوا 1 در بھر معلوم ہو گیا کہ یہ سایہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ آپ دوڑ زینب میں تشریف نہیں آئے۔

یہ تھی حدیث جسکا ایک تکوڑا ہم نے فرمادی اور ج مشریع کے تقدیم نقل کیا تھا پوری روایت تقدیم اس نے میں لفظی کی

اب تک کی گفتگو سے پوری طرح واضح ہو گیا کہ سایہ کے ملکرین قدر آنہ و حدیث سے نہایت غلط قسم کا استدلال کرتے ہیں اور نہ قرآن و حدیث میں دعقل و قیاس میں ان کے دھوکے کی کوئی مستقول دلیل ہے، لیکن ابھی تک ہم نے غالباً دلائل ہی پر نقد کیا ہے اور اپنے مثبت دلائل کو تجد کے لئے اصحاب کھاہیں میں سکن یا کی اثبات مدعای کے لئے اتنا کافی شافی رہا کہ ہمارے شمارہ طوطا ہمارے پاس اس مفترون کے آرہے ہیں کہ مسئلہ الہمنان بخش طور پر منطق ہوا و خدا کا شکر ہے کہ جس غلط عقیدے کو ہم بکپٹ سے ایک امر نیصل سمجھتے آرہے تھے اس سے رجوع کا مو قعطاً۔

دوستوا بھی مت گمراہ، ابھی تو ہمیت کچھ باقی ہم اس پارکسی بھی مشہد و منی گوشے کو جوڑنے والے ہیں ہیں۔ سچائی کے تن نازک کی ایک ایک سوئی نکالیں گے۔ راو صداقت سے گیرجاہ ایک ایک ناک گیریں گے۔

کافی صاحب نے احمد رظل کے لئے متنے دلائل نیا جہاں سے جمع کئے تھے ان سب کی قلمی محلی ہی۔ اب یہ بھی نئے کسائے کہ ثبوت ہیں جو چند مددیں تھیں کی جاتی ہیں ان کو تاریخ و تحریف کی سان پر جو حصائے کامکیں انہوں نے کس غیب اندازے کھیلا ہیے۔ ایمان کی بات ہے کہ ان کی بخدا آفرینیوں میں ذرا بھی فرمی تھوڑا در فور راست کی جملک نظر آتی تو ہم داد دینے میں بھی نہیں رکھے۔ ہم نہایت ذکاوت کے دلدادہ ہیں چاہے وہ بھیں بھی ہو، دخن کا قلم بھی ہم ہوم سکتے ہیں الگ بھاری دھیاں سمجھیں نہیں۔ اس لئے خوش مذاقی اور سلیمانیہ کا مظہر ہر کیا ہو۔ مگر اسے اپنی کمیہ دکھنی اور کیا کمیں کر عمرنا ایسے ہی سریف ہمیں ملتے ہیں جن کی کم تکاہی اور نارسانی سے بیعت گفت کے رہ جاتی ہے۔ دیچیں رس، نہ الفاظ میں مشاذی، نہ معانی

سندا مام احمد کی جلد چھپ کا ۱۳۲ صفحہ ۱۳۲ اور ۱۳۳ مکھوئے۔ حدیث صفتیہ میں آپ کو یہی مذکورہ قصر خانے بسط کے ساتھ ملے گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تعلیم کو ترقی پیدا کیا تھا میں مذکورہ گنگے اور حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ نے ایک دن اپنے حضور نے قدم رنجہ فرمادیا۔ گوگس طرح۔

ظاہراً ان شہر مربوط بالا دوں خل میں احادیث کا جزو تھا جب رسول اللہ صفت علیہما فرمات ہلہ فرمات اسی فرمان ایک زینب کی گفتاریں لائے تھیں کیونکہ اپنے کھدا اہل سر جل و عاید خل سایہ لٹڑا یا تو آپ ہی اپنے کہنے لگئے کہ مسیح علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی مردی کا ہے کہ رسول اللہ صفت علیہما فرمات ہے اسی خل المیق صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہیں جو یہیں پھر یہ کون گھنی پر کہا کے علیہ وسلم غلام اوت قات ایسی تحریکیں تھیں کہ رسول اللہ صفت علیہما فرمات ہے مولی اللہ ماما دری میر اور دریخ گئے اپنے کو دیکھ کر موڑ بٹھا رہے تھے اسی صنع حین دخلت۔ پھر کہنے لگئے کہ اس اثر انبیاء کے ہدایہ ترقی کے خلاف اور یہ فوار اپنے کو ہیں کہیں کہا کریں اس کا کہیں کہا کریں۔

یہ شعرو شاید یہاں مناسب نہ رہے

وہ اپنی گھری چمارے خدا کی قدرت ہے  
کہی ہم ان کو یہی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

گھر صفتیہ جو الفاظ ایک سایا یوس و دلگرد خاتون سے غیر مرتقب صرفت کے موقع پر مشتبہ ہوئے ہیں وہ پروردہ داخلی شہارت ہیں وہ دوستی کے درست ہوئے کی۔ واقعی اس طرح کے موقوف پر انسان جو اس باختہ سا ہو جاتا ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے خیر کہنا ہے کہ لفظ "خل" کے پڑا معنی یہی لغت میں درج ہوں اور عادره کارب میں یہ جاتے ہیں ایک لاکھ مخالف ہیں میں مغلیک ہوتا ہو لیکن کیا کوئی بھی شخص جسے عقل و انصاف چھوکے کیا ہو یہ فوکر کالاں سکتا ہے کہ یہاں "خل" کا مطلب اسی مطلب ہے اسی سائے کے سوا پھر ہے جسے لفاقت اور احتلال احات عرب کا وفتر چھانے پھری ہر شخص ابھی طرح مجھتاتا ہے۔ سایہ دیکھ کر جواناں برپی برعت کے ساتھ حضرت زینب کے قلب میں پیدا ہواں کا کوئی مطلب بن ہی ہیں سکتا اگر طبل رسول سے مزا دامت رسول اور جسم رسول سے لیا جائے کیا انہیں ہیر ہے کہ بر ذمۃ کی زبان میں ہے تکلف بولے ہوئے ایک معلوم الحدایہ لفظ کا لغت و تفسیر کی

گھنی سے بحث کا کوئی تعلق نہ تھا۔ بے ضرورت، یہے ناخوشگوار والقو کو نقل کرنا اچھا ہیں معلوم ہو جو ہماری دو محض ماڈل سے متعلق ہو۔ بجا ہے کہ حضرت زینب کا جواب نامناسب تھا۔ اسی نے اللہ کے رسول خفاب میں ہوئے گر کیا ضروری ہے کہ بینے بھی ماں کی خطا کا بے ضرورت نہ مذکورہ کریں۔

غیر تو یہ حدیث صحیح الزوائد میں بھی آئی ہے اور سندا مام احمد میں بھی۔ راوی اول حضرت عائشہؓ میں جو مکواریم نے نقل کیا تھا اسے بھی ایک ہار پڑھ لیجئے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ حضرت زینب کا مقول نقل فرماتی ہیں

لئننا اباً مَا بَنَصَفَ الْمَهَاجِرَ، پس ایک دن دیپر کو قلت و نفثت اذَا اتَنَا بَلَلَ مِنْ سُوْلِ اللَّهِ عَلِيِّهِ، رسول اللہ تشریف نے آئے اور پر لے و سلم مقبل، ..... پہلے ان کا سایہ دیکھا۔ اب کانگی صاحب تھیں نوع کی جریح و قدح فرمائے میں بھن کے لانگی ہے۔

آپ نے پہلے تو دو صفحے سے بھی کچھ سوانحات و لفاسیہ کے بل بری ثابت فرمائے ہیں براہ کے کہ "خل" کے معنی سایہ ہی نہیں ہی بل جسم و شخص کو بھی "خل" کہتے ہیں اور ابطور استعارہ و قتلی بھی یہ استعمال ہوتا ہے پھر ایک صد اس میں مکھایا کہ "خل" اور "نی" کے معنی ہیں فرق ہے۔ پھر دو صفحے اس لفظ کی نذر کئے کہ زینب چوکر دیپر کا واقعہ بیان کر رہی ہیں اسلئے سایہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ زانڈ گری کا تھا اور گرمی کی دیپر میں سایہ نہیں پڑا کرتا۔ اسے کہتے ہیں بات کا بھکر ہے حدیث میں آئی ہوئی حقیقت مرکز کو سچ دھرف کرنے کے لئے یہ دو از کار طبل بیانی اور احصار میں دو مرتی عقل و الوں کو تو شاید مر عوب کر جائے کہ فاضل فکار نے بہت سے بخوبی اور تفسیر دن کے خواہ سے دیدیئے ہیں لیکن متوسط عقل و اسے اس پر مس دیں گے اور زہین لوگ تو سر ہی پہنچتے ہیں گے۔

تجزیہ کے قبل ہم بتا دیں کہ یہ حدیث اگر صحیح الزوائد اور سندا مام احمد میں "نصف النہار" کی تخفیض کے ساتھ ہتھی ہے تو اسی سندا مام احمد میں بغیر اس کے بھی مردی کے اور اس کے الفاظ تو اور بھی تطبیت سے سایہ رسول کا اثبات کر رہے ہیں

جب کہیں مجے کر زید بیاری کے بالخون اپنے جو دکھنے کا حق سایہ دہ گیا ہے؟ تو کسی احق کو یہ دھوکہ نہیں ہو سکے بیاری کے بھی انسانوں میں ہے اتحاد ہوتے ہیں اور زید پچھے سایہ بن گی جسے میکن اگر کہا جائے کہ زید پر تھرا آتا تو پتے میں نے اس کا سایہ دیکھا اور سوچنے لگا کہ زید تو پیرے طرف کا بھی پھر پر کون آ رہا ہے؟ تو فرمہ برابر ٹھیکش اس میں شک کی نہ رہے گی کہ یہاں نہ چاہیش لظر ہے ذکر نہیں۔ زندگی نہ استعارہ بلکہ معروف صحنی میں سایہ ہی مراد ہے۔ اب آپ لغت کی کتابیں اور تفسیر وہ کے جملہات بدل میں دہا کے چھین کہ جانیو سایہ تو جسم کے منی ہیں میں استعمال ہوتا ہے اور بطور کیا زد استعارہ بھی بولتے ہیں تو وہ آپ کو جو اس بالخون کہیں گے۔ ایک لفظ تخلی کی خصوصیت۔ ہر لفظ حقیق و جازی صحافی میں استعمال ہوتا ہے کہا دعا استعارہ دشمن و حرث کے دلت اس کا مشابد جاتا ہے لیکن روز مرہ کی لفظوں کو کلام و متنطق کے معیاروں سے پر کھانا عقل و منی کے سوا پچھرے ہیں۔

کمالی صاحب بھی اور دیگر حضرات بھی سوچیں کہ روایتِ ذکرہ میں کیا ٹھیکش ہے اس یکنہ نہیں کی کہ تخلی اور نہیں دفعہ کے الفاظ پر دادِ حقیق وی جائے اور ایک صریح و سادہ حقیقت کو تاویل دشخیز کی چھری سے ذکر کر دیا جائے۔

اچھا اس روایت کو چھوڑیجئے اور دیکھی رداشت لمحے جس میں "نصف النہار" کا ذکر آیا ہے اور اس کو زیرِ بنا کا غلی صاحب مادر اپنی بندیوں نکل پڑھ گئے ہیں۔ پہلے آپ نے دذنار کی کتابوں کے خلاف سے یہ واضح فرمایا کہ ذکر کو رہ واقع خیں دیکھ لادل میں پیش آیا ہے۔ وہ یون ٹیکسٹ میں دلچسپ ہوا۔ پھر بھری کبری منکشت فرمایا کہ جن میں گری ہوتی ہے اور گری کے دوپہر میں سایہ نہیں پڑا کرتا۔ لہذا احتہا اوس طبق آپ نے خلاصہ کیا کہ زینہ جسیں دفعہ کا ذکر فرمائی ہیں دوسرے سایہ نہیں تھا بلکہ جسم رسول تھا۔

مودع گرما کے دوپہر میں سایہ نہ ہونے کے لئے کافی تھا

مارے بُندل کیا جائے اور زرد افغانی دسوچارا جامائے کی یہ گھٹکے طور پر اعتماد نہعل ہے۔ روزمرہ کی لگنگوں سیاچ و سیاچ سے جو صحنی کسی لفظ کے دلخیز ہو رہے ہیں اپنیں اس و نیل سے کوئی بھی باہپوش رہ نہیں کیا کرتا کہ کوئی اور صحنی بھی اس کے لات میں آتے ہیں۔ پھر ان اور تھی کی بحث چھپر ناٹا اور بھی ستم طریقی ہے حضرت زینب اور ان کا والد بیان کرنے والی خالوں کی صرف دشمن اور کلام دشمنی کی زبان میں بات نہیں کرہی تھیں کہ آپ نفات و تفاسیر کے بندل انسان کے دشمن ہیں۔ یہ روزمرہ کی ٹھیکہ اور معلوم الراز زبان میں لگنگوں ہو رہی تھی۔ کون نہیں جانتا کہ جب ایک شخص کوئی راقد بیان کر میں ہوئے ہوئے یوں کہہ دو

"فلان آدمی کو آخر کار لقین آئی گیا"

تو اس وقت یہ بحث ہیں اٹھائی جائے گی کہ "لین" کا لفظ تو قرآن میں موت کے لئے بھی آیا ہے لہذا کیا جب ہے کہ خلیل آدمی کی موت کی اطلاع دی جا رہی ہو۔ ایسے آدمی کو بھل کہیں ملا ہو۔ لیکن "کاموت" کے معنی میں دو لا جانا لفظ نہیں ہے اسی طرح بذکورہ روایت میں جو شخص لفظ تخلی کو سائے کی جائیجے جس اور شخص کے معنی میں لیئے لگے رہ سمجھ رہی کہا ہے کہا جائے "ذکر" کو جسم اور شخص کے قہوہ میں اور بطور استعارہ دشمن بولا جانا لفظ نہیں ہے۔

قرآن میں لفظ "اجل" عموماً موت ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے مگر جس سیاچ اور جل استعمال ہے لائق تر۔

اذا أَشَدَّ بِيَقْنُونَ مَكْثُوفَتْ جَهْنمَ قَرْضَ الْمُنْدَنِ وَنَدِنَ كَمَا سَعَاهَ كَرْدَهَلِ  
إِنَّ أَجْلَ مُتَقْتَلِي فَالْكَبُوْرِ مُسْتَعْلِكَتَيْ تَوْكِيدَهَلِ  
سُلْكَسِيْ كُوْجي دھوکا نہیں ہو اک یہاں اجل سے مراد موت ہے اور صرف ایسی قرضوں کو لکھنے کی بہایت کی جا رہی ہے جو موت پر مدد ہیں۔

یہی تمام رہاں کے جملہ الفاظ کا سعاد ملبہ ہے کہ کوئی لفظ چاہے کہتے ہی سختی رکھتا ہو مگر سیاچ و سیاچ اور جل استعمال جس ایک صحنی کو میں کر دیں۔ ہی مراد لئے ہوائیں گے۔

لفظ الشَّرِّ کہا جائے تو آپ سے آپ ملے ہو جاتا ہے کہ پچھے کا سایہ مرد نہیں استعارہ لفظ ہے۔ اسی طرح آپ

کا استدلال دو قدم مل سکتا ہے میکن ہر شخص جانتا ہے کہ جطلب  
تو قاتل کے فرشتوں تک کے تصور میں ہیں ہر نہ کوئی سنتے والا  
یہ بھتا ہے جب کیا پاتتی ہے؟

آنچھریاں موجود ہیں اس لئے اسماعیل میرنگی شوق سے  
کہہ سکتے ہیں۔

یکجا بارہ تو سورج سر پر آیا

مگر حضرت زینب کے لئے تو مکری ہیں تھی کہ دوپہر (النهار)  
کے الفاظ انھوں نے شیک بارہ بجے ہوئے ہیں۔ نہ آپ  
یہ کہہ سکتے ہیں کہ الفاظ النہار سے مراد ہے وہی ہیں تھیں یا کہ میں وہ  
وقت تھا جب دو اور ہالا گزار چلتا ہے۔ آخر حضرت زینب کے  
پاس کو نسا آزمائناں کے ذریعہ انھوں نے ناپ لیا ہوتا کہ اب  
دن شیک تھیک نصف ہوا۔ انھی بات ہے کہ انھوں نے "نصف  
النہار" کے الفاظ اُسی روز مرہ کے خارے میں پولے تھے  
جس میں ہم دوپہر کے الفاظ بولتے ہیں۔ انھیں علی اور فی کی  
فتنی بخوبی کا تصویز تک نہ تھا وہ دوہم فتنی نہ کہ سکتی تھیں کہ حضور  
کا سایہ دیکھتے کی رواد کے ساتھ الگ میں نے نصف النہار

کے الفاظ آکھدے ہی تو وہ یوں بعد مرے قول سادہ کو لفت،  
منظور اور علم کلام کی بارہی جائے گی۔ انھیں کیا بخیر تھی کہ سایہ  
رسول کے ساتھ نصف النہار کا نام لینا بحتم میں ہے جس کی  
معافی بغیر اس کے ہوئی ہیں تھی کہ یا تو بھی معاذ اللہ جو مختار  
دیا جائے یا تادیا میں بارہ بجے کے تو یعنی بات ملی جائے۔ بات  
پڑھنا تو ہے کہ کام المیمنین کہری ہیں میں نے رسول اللہ کا  
سایہ دیکھا اور پھر حضور پھنس نظیں سامنے آگئے۔ گھسات  
حمدیتی مارے قائمت کے ٹوک رہے ہیں کہ نہیں ہیں آپ نے  
سایہ ہیں دیکھا تھا۔ ماہ جون کی دوپہر میں سایہ کیا!

اسے داشش و درا پہنچے تو لو پھر ہوا۔ یہ مشورہ پچھے بھی دیا  
جا چکا ہے مگر اس تاپل ہے کہ بارہ بار دیا جائے۔

**قلی و ظلمکم** فروری باری میں میرے پاس آیا۔

حدیث کے بارے میں ذکر کیا گھا کھنور  
لے علی و ظلمکم دیرا سایہ اور تھارے جانے) کے الفاظ افرانے  
ہیں، والہ حافظ انہیں قیم کی حدادی الارض والحمد للہ تعالیٰ صاحب

لے خواہ تواہ المختصر مصہبۃ اللغات، اقرب الموارد اور کرامی  
دیغروہ کا ہار گراؤ اتحادیا۔ یہ تو ایک تحریقی مسئلہ تھا اس کے  
لئے زیادہ سے زیادہ مولوی اسماعیل میرنگی مرحوم کے دو  
دو شعر پیش کئے جا سکتے تھے جو ہم نے کہنے میں پڑتے تھے اور شاید  
المحسون نے بھی پڑتے ہیں۔

می کا آئے پہنچا ہے میں ہے ہبھوٹی سے ایڑی ہمک پسیدہ  
یکجا بارہ تو سورج صریح آیا۔ ہبھا زیر قدم پوشیدہ سایہ  
بس فرق میں اور جوں کا ہے تو کہا جا سکتا تھا کہ اتنے سے فرق  
سے کچھ جوں ہوتا۔

ہم موصوف کی اس کجھ کا وی کی داد دیتے کے بعد موضع  
کریں گے کا اول تیز ضرورتی ہیں ہے کہ جوں ہیں ہند پاک گرم  
رہتے ہیں تو چار بھی ایسا ہی گرم رہتا ہو۔ مختلف مالک میں گرماد  
سرما کے ایات مختلف ہیں۔ دو ٹمیں بھی مزدودتی ہیں ہے کہ جن  
ہیں ہیں میں آج ہندوستان یا چاڑی میں صحنی گردی ہوتی ہے ہنڑا  
اہم سو برس پہنچے بھی یہی تباہ سب رہا۔ تھرہ دشابہ گواہ ہے  
کہ موسوی اور مسیوں کے تھا سب میں امتداد و ہمادے فرق آتا رہتا  
ہے۔

سونم یہ کہ می ہو یہ جوں کسی بھی گرم ہیں میں ایسا ہر گز ہیں ہو سا  
اوہ ہیں ہو سکتا کہ تمام دوپہر سایہ نہ پڑا کوئے۔ قلیل بھی سادقت  
ہوتا ہے جب سورج میں سر پر آ جاتا ہے اور سانے ڈالنے والے  
زادی کے محدود مہوجاہتے ہیں۔ باقی دوپہر میں سائے علی فرقی  
مراقب ضرور پڑتے ہیں۔ اپنے ہند پاک بھی میں دیکھ لیجئے۔ شاید  
گرمی کے دنوں میں لکھنؤتیادس ہی بیکھے سے دوپہر فروری ہو جاتا ہے  
اور کم دینی میں بیکھنک رہتا ہے۔ کیا پاچ گھنٹوں کی اس پوری  
مدت میں سایہ ہیں پڑتا؟۔ جس کا حقیقی ہے تھرہ کر کے  
دیکھئے۔ قلیل سادقت چھوڑ کر سایہ پڑے کا اور ضرور پڑنکہ  
اب دیکھنا ہے کہ الگ کوئی ملک یوں کہے۔

"ایڈنچی برتی دوپہر میں سر پر پاس آیا"

تو کیا اس کا مطلب یہ ہو اگر تسلیت کو زید تھیک اس وقت آیا جب  
سورج نصف النہار بر تھا اور سلسے محدود مہوجاہتے تھے۔ اگر  
نہ ان اور عرف عام کے اعتبار سے بھی مطلب ہو تو کاملاً ملکی حد

کا سیسہ بھاری موجودہ دنیا کے طبعی و سائنسی قوانین پر  
ہوں ڈ رسول اللہؐ کی یہ روایت ایسی تھی کہ اسے مادی دنیا  
کے علم و سائنس کی ترازوں میں تولا جائے۔

لیکن کافی صاحب اپنے بے پناہ علم کلام کے جوش میں لکھا  
ہیں کہ نے ناظرین اگر اس حدیث سے حضور کا سایہ ثابت ہوا  
تو مسجد نبوی میں ہو چکا یاد و رخ میں یا جنت میں۔ اس کے بعد  
دیکی قاعدے اور اصول پیش فرمائے جو ہماری دنیا کے  
ظاہریں کا فرمایا ہیں ثابت کرتے ہیں کہ ان جگہوں میں سے کسی  
جگہ سایہ پر ناممکن نہیں ہونا معلوم ہوا کہ مل سے مراد جسم خاصاً  
نہیں، تباہیے اس مظاہرہ علم دنی کو عقل دشمنی نہیں کہیں۔ تو  
اور کہیں کہیں۔

اور سئٹے۔ کہا گیا ہے

”دنیا والوں کے لئے میں سایہ اسے کہتے ہیں جو سوچ  
کی گرفت اور تکلیف سے بچائے۔“

اس سے قطع نظر کہ رسول اللہ کا سایہ ہونے مذہب نے سے  
اس ارشاد کو کچھ بھی تلقی نہیں کرنے کی تحریر میں کافی صاحب  
غیر و انشدید ادا کی ہے۔ سورج کی گرفت اور شکلیں ہی نہیں  
پڑھاتی، جو تم سرمایہ یا راحت بخش میں ہوتی ہے، دیکھا  
جو گروہوں میں آرام دہ ہوتی ہے سردویوں میں تکلیف دہ  
ہنا جاتا ہے۔ سلبی کا جو نظر اور عالم میں ”پناہ“ کے لئے  
مستقل ہے اس کا تلقی سورج اور اس کی تابش سے بالکل  
نہیں ہے مثلاً سایہ عاطفت۔ سایہ شفقت وغیرہ لیکن جس  
ساۓ کا تلقی سورج کی تابش سے ہے وہ آرام اور تکلیف  
کے کام میں اضافی ہے۔ دستقلًا آرام دہ ز داعمًا  
اذیت بخش، سوسم اور ہر درست کے احتبار سے اس کی مشین  
بلی رہتی ہیں۔

وسوبت مطالعہ کا دو ہامنوازے کے لئے یہ ذکرہ بھی  
فرمایا گیا کہ جنت میں سورج نہیں ہو چکا۔ ملے تسلیم، اگر  
واثقی قرآن و حدیث میں ”شمس“ جیسے الفاظ تکلیف وہ گرفت  
کی بجائے نفس سورج ہی کے لئے آئے ہیں تو کون کافر ہے  
جو انکا در کرے لیکن بعض گذشتہ علماء کی پیروی کرتے ہوئے

کہتے ہیں کہ یہاں بھی شخص اور جسم مراد ہی نہ مانے ہیں۔ ہم تسلیم  
کریں گے کہ یہاں ان کا دللوی اتنا پورچہ نہیں ہے جتنا لگا شد  
روایت میں ملکا جس نور کی یہ عذریش ہے اس کے احتبار  
سے ہو سکتا ہے کہ مل کے سیلی سایہ ہوں۔

لیکن خود یہ کہنا چاہیے کہ اب اتنے کے رسول اگر سایہ دہوئے  
کی غریب و حیر خصوصیت کے حامل ہونے قیا پسے اور عطاہ کے  
اجسام کے لئے ایسے الفاظ کیوں بولتے ہیں جن میں اس خصوصیت  
کی تلقی اور تردید کا گھلہ اشتباہ موجود ہے۔ پھر جھوٹ یہ کہجے  
”جسے تو حاہر کر قدر تاپنے کے جانا چاہیے تھا۔ وہ حیرت کی کہتے  
یا رسول اللہ آپ کا مل کیا؟“

ایسے کسی سوال کا پتہ روایت سے نہیں بلکہ معلوم ہوا  
کہ اتنے کے رسول بھی اسی طرح صاحبِ نعل قیام جس طرح دنیا  
کا ہر شخص ہوتا ہے اور اسی لئے ظالی کے نعل پر کسی کچوپنکے  
کی نوبت نہیں آئی۔

آگے کافی صاحب نے عنوان جایا ہے  
”خالقین کیا ہے بصیری پر حیرت“

اور پھر لکھا یہ مصلحت اصل بحث سے درجہت کر اپنی  
دھنعت مطالعہ کے مظاہر ہر سے میں صرف کیا ہے، ہم کہتے  
ہیں دسویت مطالعہ سے ہیں الکار نہیں۔ دنیا میں جب تک  
کتابوں کا وجود ہے ہر شخص درج پلٹ کے عبار میں نعل کو سکتا  
ہے، ہم خوشی سے تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے کتابوں کی  
الٹپیٹ میں کافی مشتمل برداشت کی سبیل مگر یہ مشقت  
کیا عقل و ذراست کے لقاٹے ہمچاپوڑے کرتی ہے؟ یہی  
ہے وہ سوال جسکا جواب قلی میں ملتا ہے۔

نر نہ نذر کرہ حدیث کا مل جاہب یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسول  
اللہ نے نماز ہلپڑ حاضرے کے مفصل بعد بیداری ہی میں جنت  
اور دوزخ دیکھے تھے۔ اسی روایت کے سلسلہ میں آپ نے  
واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا میں ہیت نعلیٰ و غلکھڑ میں نے  
اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا)

ہم مانے یہیں کہ مل سے یہاں جسم مراد ہے سایہ  
لیکن ہر شخص پر آفکار اسے کہ نتو جنت دوزخ کی دنیا ایسی ہو

# ناج کمپسی لائبریری کے بہت سخت

**حائل الف / ۱۰ مترجم** ترجمہ شاہ عبد القادر

کامنز خداوند صدقہ چھپائی  
دینگی ملکی، جلد دعہ آں کلا تھ۔ نہایت دلکش اور حسین ہر یوں پڑے  
**حائل الف ۱۰ مترجم** مشہور ترین فتح الحیدر  
اخصار شدہ تفسیر قرآن

کامعاشری۔ چھپائی دور نگی۔ بدیں مولود تیرہ روپیے۔

**حائل ۱۱ مترجم** ترجمہ شاہ عبد القادر افغانی ساری روپیے

**حائل ۱۲ مترجم** جلد خوشحال پاٹک کو جھی سے  
بی خوشنما نفیس اور روشن لکھائی۔ بدیں پانچ روپیے۔

**قرآن ۱۳ مترجم** اس انکل چڑا  
نهایت خوبصورت مائر نفیس

جلد۔ شکفتہ حروف، واضح اعراب۔ بدیں پانچ روپیے۔

**حائل ۱۴ مترجم** بیجی سائز تخفی سی ہر یوں پاٹک و خوچائی  
صاف موتیوں ہیں۔ بدیں پانچ روپیے۔

**حائل ۱۵ مترجم** پوری، پانچ انگل لائسی، پہنچنے کے  
درخواں لائیں۔ اتنی چھوٹی حائل میں اس تدریجیں اور صاف حروف کا  
اپنے تیرہ پیچے شاید تصویر بھی نہ رکھیں۔ بدیں سائزے چار روپیے۔

**حائل ۱۶ مترجم** ترجمہ ازولانا اثر ضلعی خوارقی۔ جلد پاٹک جلد  
سائزے دی روپیے پشتہ ترمی سائزے روپیے اور کامنے

کاملي صاحب نے یہاں بھی دو را (کام متعلق کا درج کوولا اور  
محل اشتائی کی کہ جنت چونکہ مالک اس آرام دراحت کا صحن ہے  
وس نے اشتائی لے دیاں سورج جیسی گرم اور تکلیف دو  
پیزہ نہیں رکھی۔ پانے کے الفاظ خیس ملکیوم ہے پوچھنا پر ہے  
کہ سورج کی صرف معرفت ہی آپ نے رکھی۔ وہ استاد ہی منافع  
ہیں ویکھے جیسیں جو کچھ جانتا ہے۔ نشوونا، حوارت، زندگی، جوہنی  
بھی کچھ قرآن ہی کا طفیل ہے۔ سوچاںگہ، سرودی کے شفڑے ہوئے ایام میں  
یہ کچھ نعمتیں غیر ملکی طور پر ہے۔ باطل بھل بات ہے کہ  
جنت کو سورج سے اس کی اوزیت دہ گری گی وہ سے پاک  
رکھا گیا۔ کہنا یاں چاہیے کہ پہلی بیان السوات والا ارض نجعت  
کی سماویت دنیا نے ظاہر کے میکھر سے میکھر سے مہار کی سہاد  
جلا مقتاہی منافع دنیا نے ظاہر کو سورج کے ذریعہ پہنچے  
گئے ہیں ان کے لئے جنت میں کوئی اور لذتیں ٹھیک فرمایا ہے۔  
وہ قادر و قوایا ہے۔ مختلف نوع کے سڑا، عالم پر اکر مکتا  
ہے۔ (۱۶) ۲۰۰۰ متر کی اونچائی کی کوئی لکھاں کیکھوں، چاہے تو  
سورج کے پڑی اجلاں پھیلا گئے۔ چاہے تو سورج کے چوتے  
لکھاں کی کوئی اونچائی کی رہنگ مکھیں نہیں۔ جو لوگ بادی دنیا کے  
طبعی قوانین اور اصول و قواعد کو جوں کا تقدیم انجام جنت دو رہا  
اور کامیاب آنحضرت پر نافر کرنا چاہتے ہیں وہ بھل بھنگ کے  
برنکب ہیں۔

الحمد للہ کہ قرآن و حدیث سے متعلق مذکور ہیں میں کے بارہ لائل  
کا جائزہ تمام ہوا۔ اب خدا نے چاہا تو اقول سلف اور برائیں  
حقیقی کی باد پہنچی۔ سو ما التوفیق، اللہ علیہ توکلت الیاذیہ۔

دیکھیے حداثہ کیبلاء۔۔۔ از ص ۱۹۷۴ء

سیدنا حسن و حضی اللہ عزہ کا فمازیان اذان میں داخل ہے  
وں و قوت پرستہ تجھید فی المقاومہ اور حمادخت کی حدیث میں اس قدر  
مشہور نہ تھیں اس سلسلہ مخنوں نے چونکہ کہ اس کی بناء پر ان کے  
ملاف کوئی الزام نہیں قائم کیا جا سکتا۔ بالآخر کی بحاجت کا کر  
نکھنیں اخیر و ثواب مل اگرچہ ان سے اجتہادی منعی ہوتی۔

مسئلہ خلافت	بہادر خواتین اسلام
از مولانا ابوالکلام آزاد	محلہ نین روپیے
سائزے نین روپیے	قرآنی دستور القلب
اسحاق صحابہ ستہ	از مولانا عبدالعزیز اللہ عزیز
آحمد سوادیش کا پیش رہا ذخیرہ۔ جلد پانچ	ذخیری روپیے

# حادثہ کربلا اور عقیدہ اہل سنت

## از رسولنا محمد اسحاق صہابہ استاد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

کے لئے تھی (صلوات اللہ علیہ وسلم) میں افسوس ہے کہ اس میں بھی آپؐ  
نام کام ہے ہے۔ اس کے ساتھ ان حضرات کا ایک مقصد بھی ہے  
کہ اس واقعہ کو اس قدر تمازیں کرو کہ صحابہ کرمؐ کی جانبازیاں  
اور بعض اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ان کی بنیظیر و بیشال کوششیں  
اس کے پیچے پوشیدہ دستور ہو جائیں۔ اس طرح امت کا متعلق  
ان یوں وہابت سے متعلق یا کم از کم گمزور ہو جائے تاکہ سماں  
و سیسمہ کاریوں کے لئے زین ہوار ہوئے نہ ہو تو کم از کم ارتسلہ  
ضخی و ضلال بھی میں بدلہ ہو جائے۔ ددات طائفہ من اصل  
الكتاب لوصولكم

میں اس وقت زیادہ تفصیل میں جاؤں گا تو اصل موضوع  
سے بہت جانے کا اندیشہ ہے ورنہ حق یہ ہے کہ شیعہ گروہ نے جو  
منہوبہ اسلام کے مٹانے کے لئے بنایا تھا اس میں اس واقعہ  
سے سب سے زیادہ کام لیا ہے وہ دین اسلام کو توٹا ہیں  
سکے اور نہ مٹا سکتے ہیں مگر افسوس کے ساتھ اس کا اعتراف کرنا  
پڑتا ہے کہ یہاری خلفت نے یہاری ایک بڑی جماعت کو فلط  
راستوں پر ڈال دیا ہے اور شیعہ کے ذکر نہ کر جاتا۔ ام اہل سنت  
کی بڑی تعداد میں سزا دی کرچکے ہیں۔ خصوصاً اس مسئلے میں شاید  
اکثرت شیعوں کی ہمتوںکلے۔ یہاں تک کہ ایں علم کے طبقیں بھی ظامی  
تعداد اس قلیلی میں بدلناکل آتے ہیں۔ یہاری خلفت ملاحظہ ہے۔  
ہمارے دینی صفوتوں میں آئیں بالآخر والستہ اور قرآن  
فائز خلفت الامام دیگرہ جمیعتیہ اور فوجی مسائل میں ایک مسئلہ  
پر بعض اوقات مفتر پھر تقریر ہیں کی جاتی ہیں جن کا ایک بہت  
بڑا حصہ غیر ضروری ہوتا ہے مگر شیعیتی اخلاقی مسائل کو بالآخر غایل

"حادثہ مکر بلا" تاریخ اسلام کا ایک جملہ عنوان ہے  
اس کی اہمیت یہ ہے انکار ہیں ہو سکتا تھا بھی ایک حقیقت  
ہے کہ اس کی اہمیت کے باہم میں غلو ہوا ہے اس غلو کے  
بانی شیعہ ہوا جان ہیں ملکیں بے خبری و غفلتی شیعی پر مبنی  
کے ساتھ تعاون کرتے اہل سنت کو بھی صحیح نقطہ نظر سے  
مشکر بے الغیر و غلو کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ آج اہل سنت  
کی بڑی تعداد جس میں عوام ہی نہیں بہت سے خواص  
بھی داخل ہیں اس قلیلی میں بدلنا ہے کہ اس عصر کی اہمیت  
معاذ اللہ غزوہ ایت بنوی کے ساری بلکہ اس سے بھی زائد  
ہے، گویا تاریخ اسلام میں واقعہ کرم ہی وہ واقعہ ہے جس  
نے دین اسلام کی بنیادیں تھکن کیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو دین بھی  
نہ ہوتا۔

درحقیقت یہ تجویز ہے دائتمہ کو شیعی زادیہ نگاہ سے  
دیکھنے کا شیعوں کا اصل مقصد اس سے یہ تھا کہ عظمت بزرت  
کو چانتک ملک ہو کم کیا جاتے اور دعوت نبوی کو شکوہ  
مشتبہ بنایا جائے وہ یہ دھکانا چاہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی نبوت و دوستی اس قدر درمعاذ اللہ نام کا ہوتا  
ہوئی کہ ۲۳ سال کی مسلسل جدوجہ کے بعد وہ اعلیٰ ترین  
کردار کا صرف ایک بزرگ پیش کر سکے۔ تاریخ اسلام بالکل  
تھی ہوتا ہے اس کے خزانہ میں اخلاقی بلندی کا صرف  
ایک کارنامہ ملتا ہے اس کے ساتھ بھی اکرم صلی اللہ علیہ  
وسلم کی دعوت خالصۃ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے نہیں تھی،  
بلکہ اپنے گھرانے کی سلطنت اور اس کا اقتدار قائم کرنے

**اہمیت کی وجہ** لیکن اس بحث کا یقیناً مطلب ہرگز کسی بحث  
جاتے کہ خدا تعالیٰ استریں معرکہ کرنا کی  
اہمیت و عملت کا منکر ہوں نہیں شکر اس چھوٹی سی جگہ کو  
انہیں اہمیت حاصل ہے کہ بہت سی طریقے میں معرکہ آرائیاں کئے  
سائنسی بحثیں ہیں۔ لگنہ سفر و مسافر یعنی کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے  
اس کی اس اہمیت کو کہا جانا مقصود نہیں ہے جو قدر اس سے  
حاصل ہے بلکہ اس حد سے لگنہی ہوئی اہمیت و عملت کو کہنا  
مطلوب ہے جس میں شیعوں کے اخیر سے اہل سنت مبتلا ہو چکے  
ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اعلیٰ الصنعت و السلام کی عملت و  
رقدت میں کئے کام ہو سکتا ہے، مگر اس کی بھی ایک حد ہے  
یہ بھی اس حد سے تجاوز کر پڑے ہیں ان کی تردید کرنا لازم گراستہ  
معنی یہ نہیں ہیں کہ تردید کرنے والاحد و الحاشیان کی حقیقی عملت  
درافت کا بھی منکر ہے اس مثال سے اس سند کو بھی سمجھ لیا جائے  
تردید بالغہ کی مقصود ہے نہ کوئی عملت و اہمیت کی۔

قادر تر اسوال پیدا ہوتا ہے کہ اس اہمیت کی وجہ کیا ہے؟  
 اس سلسلہ میں بھی شیعہ اور سلفیت نے اہل سنت پر خاصاً اشارہ  
 کیا ہے۔ شیعہ اس واقعہ کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ کویا یہ اسلام و  
 کفر کا معرفہ تھا اور وہ بھی علم ترین۔ الگیرہ ہوتا تو اسلام کا ہمیں  
 وجود نہ ہوتا افسوس ہے کہ اہل سنت کی ایک کثیر تعداد میں بھی  
 شیعی افغانستان را خفتہ رکر لیا ہے۔ یہاں تک کہ کسی شیعی کی مندرجہ  
 ذیں رباعی جس کی اہمیت حضرت عین الدین حشمتیؒ کی طرف یا اکل  
 غلط ہے۔ شیعوں میں بھی طبقہ جوش عقیدت کیسا تھا زبانی و سچے  
 شاہ است حسین و با رضاہ است حسین  
 دین است حسین دو دین پناہ است حسین

سرداد و نداد و سست و دامت زید  
 حوت اک بنار لا لا لا است حسین  
 مبالغہ کی حد ہو گئی اور باقتوں سے تقطیع نظر صرف اسی  
 پر نظر فرمائیے کہ "بِنَاءَ لَارَالْهُ" بھی الکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 تمام فرمائی تھی یا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے؟ عظیت  
 نبوت کم کرنا کی بوشش اور شرک فی النبوة نہیں تو اور کیا ہے؟  
 سوال بدستور باتی رہتا ہے کہ آخر اس اہمیت کیوں جو

امتنا بجا جاتا ہے اور ان کے لئے نوادش سال کی مدت تعلم من مفتر  
 دو ہفت بھی نہیں صرف کیا جاتا، ایسی حالات میں اگر ایک علم کا ایک  
 طبقہ بھی واقعہ کر لای کی اہمیت و عملت کے بالائے میں شیعوں کا  
 ہم آزاد ہو جاتے تو اس پر زد بھی تعجب نہ ہونا چاہئے۔ حق یہ ہے  
 کہ واقعہ کر لائی نفسہ بہت اہمیت و عملت رکھنے کے باوجود غزوہ  
 نبویہ کے مرتبے کے قریب بھی نہیں بچ جائیکہ اسے ان کے متوازنی  
 رکھا جائے۔ جو شخص عملت نبوت کی ذرہ برا بر بھی معرفت رکھتے ہے  
 وہ ہرگز اس بے ادبی کی حراثت نہیں کر سکتا کہ غزوہ اس نبویہ بلکہ  
 سریات مدد نبوی کے برادر کی دوسری جگہ کو ملک دے سکتے۔  
 علاوہ مقصد کی بلندی کے جو مندرجہ بالا غزوہ اس سریات کو درجہ  
 بلند در صدقے رہی ہے خود سلطان کو نہیں کی موجودگی یا بنفس نہیں  
 شرکت جگہ کے مقام و مرتبہ کو اس قدر بلند کر دیتی ہے کہ اس کے  
 برادر نہ کوئی جگہ ہو سکتی ہے اس کے شرکا سے اسے اجر و ثواب  
 کی قدر عملت کو کسی دوسرے معرفک کا اجر و ثواب پہنچ سکتا ہے۔

خلفاء راشدین کے عہد محدث ہمہ بھی یہی خطاہت ہیں  
 حق کلار اسلام کو بلند اور لکھنہ کفر کو پست کرنے کے بلند مقام سے  
 کئے جو معنی کہ آرائیاں ہوئیں مثلاً اقبال مرتضیٰ جنگ قادریہ  
 یا رومک وغیرہ معرکہ کر لیا کو ان کے برادر بھی درجہ نہیں دیا جائیکہ  
 صحابہ کرام کی بیانات اور ایسا بیان بزم کفر و باطل کو درجہ بر جم کرنے  
 اور باطلا اسلام کو صحیح اس کے خلاف فیض کر کم میں سارے عالم  
 کو مستفید کرنے کے لئے تھیں اور حضرت شاہ ولی اللہ حضرت اللہ  
 علیہ کی تحقیق کے مطابق غزوہ اس نبویہ نبوت کا ایک جائز اور  
 کارنبوت کا تحریک مکمل تھے جنگ کر لیا کو ان کی صرف میں کیسے بخایا  
 جا سکتا ہے؟ پھر جائیکہ ان سے افضل و برتر کیا جاتے۔ قرآن مجید  
 کا ذوق رکھنے والوں کے لئے اس حقیقت کا بھنا بہت آسان ہے  
 تکاپ سین نے عہد خلفاء راشدین کے بعض مکونوں کی خبر صاف  
 صاف دی ہے اسیں شرکت کرنے والوں کو پردازہ خوشیوں عطا  
 فریبا رہے ان کی طرف دعوت دینے والوں کی معن و ستائش کیا ہے  
 لیکن یہاں جنگ کر لیا کے متعلق کوئی اشارہ بھی قرآن مجید میں  
 مل سکتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو دونوں میں صادات  
 کا قائل ہونا بھی خدایات کی اتباع ہے ترکہ قرآن کی۔

بنیاد کتاب و سنت پر قائم ہوتی ہے تاکہ تاریخی روایات پر جن کا درج حدیث صحیفہ کے برابر بھی نہیں ہوتا۔ تاریخ غلطی ہو گئی اگر ہم اس واقعہ کے دونوں پہلووں میں تفرقی نہ کریں تاریخ کو عقیدے کی اساس پنالینا غلطی ہے ابی طبری عقیدے کی روشنی میں تاریخ کو دیکھنا بھی غلط ہی کام چوبی ہے بے شک جہاں عقیدہ تاریخ سے متصادم ہو اور عقیدے کی بناء کتاب و سنت پر ہو، میں تاریخ کو حرف باطل دیکھا جائے اور اس کی غلطی کو لفظی قرار دیا جائے گا، لیکن جہاں یہ تصانیف نہ ہو وہاں دونوں کو اپنے پنے مقام پر رکھا جائے گا۔ ابی صورت میں عقیدے کی روشنی میں تاریخ مرتب کرنا تاریخ سازی ہو گئی سنکتا رہنے نوں سی۔ اس اصول کی ایک فرع یہ ہے کہ صحابہ کرام کے بائی میں ہمیں بہت اختیارات سے کام یعنی کی ضرورت ہے۔ قرآن و حدیث نے انھیں بلا استثناء کامل الایمان، تقویٰ شمار، بلند اخلاق، کردار ظاہر فرمایا ہے اسکی حیثیت ایک عقیدے کی ہے، ایک نہیں ہزار تاریخی و ادیتی اس کے خلاف اور معارض ہوں تو وہ سب پر یوں گزندگی پیش کر رکھنے کے قابل ہیں تاریخ شادی جائے گی عقیدہ اپنی جملہ قائم رہے گا، لیکن الگ کوئی تاریخی روایت اس عقیدے کے معارض نہیں ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ یہ عقیدہ بھی قائم ہے اور اس تاریخی روایت کو بھی یہیں کیا جاسکے تو ابھی روایت کو بغیر کسی دوسری وجہ کے رد کر دینا بالکل بے فعل بے ضرورت اور خلاف دیانتا ہو گا۔

### تاریخی پہلو

اصل عنوان سے ظاہر ہے کہ مجھے واقعہ کے تاریخی پہلو سے بحث مقصود نہیں ہے مسلمان کے لئے جو چیز اہم ہے وہ یہ ہے کہ اس واقعہ کے متعلق حقیقت اعتبراً کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟ لیکن بعض غلط فہمیوں کو دوڑ کرنے کیلئے اس کے تاریخی پہلو کے متعلق بھی مختصر طریقے سے دو ایک باتیں عرض کر دینا مناسب ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس واقعہ کی تفصیلی حقیقت شکوک شہادت کے پردے میں مستوجہ ہے خصوصاً شیعی پروپیگنڈے اور سیاسی مقاصد و مسامی نے اس پر شکوک دشہادت کا ایسا اپنا

کیا ہے؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی تفہیم تھیت کو مانتے لانے کے بعد جواب واضح ہو جاتا ہے کہ حدیث کی تھیت تھیا اس معرکہ کو اہمیت و عظمت دیتے کے لئے کافی تھی پھر جائید کو صوفیت کے ہمراہ ان کے اپل خاندان بھی تھے یعنی اتفاقاً اور اولیاً۔ ایک پوری جاعت ہر کتاب بحق صحابی خی کو کرم صلی اللہ علیہ وسلم جو ناس سے رسول بھی ہیں اولیاً اور اہل کتاب کی ایک جاعت سلکر حس معرکہ میں شریک بلکہ اس کے بانی ہوں اسکی اہمیت میں کاملاً ہو سکتی ہے۔ فروادت نبویہ اور خلفاء کے والشین کی معرکہ آرائیوں کے مساوی اہمیت و عظمت نہ ہی تکریف افسہ اس کی اہمیت و عظمت بہت زیادہ ہے۔ صاف بات ہے کہ میدنا حسین رضی اللہ عنہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور نواسہ بھی ہیں ان کا تقویٰ توسعہ تعلق مع ان اللہ شغل جہاد و طاعت فی نفسہ ہو جو حکیم شہنشہ ہے خصوصاً تہب صحبت نبوی کی وجہ سے اوار نبوی کے انکار سے ان کے درجہ کا اور زیادہ بلکہ کردار ہو۔ محمدؐ کی محبت و عظمت میں ایمان کا لفاظ ہے جو شخص نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت رکھنے والا ان کے صحابہ سے بھی محبت رکھنے کا جن میں میدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی داخل ہیں اس کے ساتھ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نواسہ بھی ہیں ان حالات میں اس جگہ کو بغیر معمولی اہمیت دینا بالکل فطری بات ہے اور واقعہ کے لحاظ سے بھی بغیر معمولی درجہ رکھتی ہے مگر اس کی ایک حد ہے جس سے تجاوز کرنے کے بعد مگر اسی کی سرحد شروع ہو جاتی ہے اس پر اپر کی سطروں میں روشنی ڈالی جا جائی ہے۔

### واقعہ کے دو مہلو

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی تھیت کو دھرم سے اسے جزوی کیا جائی ہے اس واقعہ میں عقیدہ کا پہلو بھی پیدا ہو گیا ہے ورنہ اگر یہ نہ ہوتا تو صرف تاریخی پہلو سے اس پر گفتگو کی جا سکتی تھی ظاہر ہے کہ عقائدی سلسلہ ایک درجہ نے اسے جزوی کیا ہے مگر جو نہیں ہے یہ دراصل شیعیوں کا مسئلہ ہے اپل مفت کے نزدیک یہ جزو دیانتی نہیں ہے ماں اسے ایمان کا لفاظ اضافہ فرمود کہ جا سکتا ہے۔

(۱) ان تحریر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اس سلسلے میں علامہ تقاضا زانی کی ایک ببارت سے سخت و حکم ہوتا ہے جب ملکوں نے یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ یہ پروازات کا کئے جائے جن جن میں قتل حادثہ بدر جگہ اوری داخل ہے وہ تو اتر عنوی کو ہٹھ لگتے ہیں اس لئے ان کی صحت میں شک کی گئی اس نہیں ہے یہیں جن پر ہمہ کہ یہ علامہ کی ایک شدید غلطی ہے جو راستے عامر کی اتباع اور ماحول سے آڑ کا چھوپے۔ ان کا یہ قول غلط بھی ہے اور تجویز بھی۔ مسلمان نے شہرت عالم اور تاریخ دونوں کو ایک سمجھ لیا، یہ خال نہ کیا کہ تو اتر کی انتہا شاہرا ہے پر ہذا ضروری ہے اس کے ساتھ یہ بھی مشمول اذم ہے کہ ابتداء سے انتہا تک رواۃ کی تعداد اتنی رہے کہ ان کا جھوٹ بولنے پر اتفاق کر لینا عادۃ محال ہوا تھی تعداد تو کجا اس کا مشاہدہ کر جو لوگے برادی تعدد چار بھی نہیں تکل سکتے کہ یہ یہ قتل سیدنا حسین کا حکم دیا اسے سپند کیا پھر تو اتر کے گئی عقیلیں؟ شہرت عالم کو الگ روآ تر کا درجہ دے دیا جائے تو نہ معلوم کہی باطل جزوں کو صحیح مانتا پڑے گا کسی بات کا مشہور ہونا خصوصاً اسی وجہ میں کہ اسے شہرت دینے میں بعض ایں غرض کی غرض خاص کر سیاسی غرض پوشیدہ ہو اس کی صفات کا ثبوت نہیں بن سکتا بلکہ اسے اور بھی شکوک بتا دیتا ہے۔ کلکتہ کے تیک ہبول کا واقعہ لکھا مشہور ہے۔ انارکلی کا قصر کس قدر شہرت رکھتا ہے۔ لیکن یہ حقیقتہ جس قدر مشہور ہیں اسی قدر صد اس دو واقعیت سے دُور ہیں۔ دوسری صفتی میں ہندوؤں پر مظالم کی داستانیں معلوم نہیں لئی تاریخی کتابوں میں تحریر ہیں مگر کیا انہیں صداقت کا ادنی اشاعتہ بھی ہے؟ ان آمور پر نظر کرنے کے بعد علام افضا زانی کے قول میں کیا جان باتی رجھاتی ہے۔ پھر بات بھی دیکھتے ہیں کہ علامہ موصوف کی حیثیت شخص منتظم ہی ہو جنہیں ہم اس کی افضا پھر اسی باتی ہی ہے کہ جس صفت کی کتاب دا غیر دروس ہوئی ہے طالب علم کے ہم پر اس کی حدستے زیادہ تبلیغ طاری کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے قدر ملکی افسوس متحملہ کی بھی پوری سی ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ استلم اس سے مردوب ہو کر اپنی تقدیم صلاحیت کو معطل کر دیتا ہے رفیق چارش بھروسہ (کمز)

کردیا ہے کہ اسے گھوڑ کر مل حقیقت کا آشکارا کرنا ہبہ تھا اور چوگیا ہے نفس اور عقیلیں تو کلام نہیں مگر اس کی فضیلات اور جملہ متعلقات شخص کے کردہ اور کا تعین جسے شیر لانے سے کام نہیں ہے بلکہ خاید مالا لات خادیہ کے حدود میں داخل ہو محسن جلتی ہوئی رواۃ تبول کی مہماں پر کوئی فیصلہ کرو بنا کسی صحت مندوہ ہدایت کا ثبوت نہیں ہے۔

دوسری چیز یہ عرض کرنے ہے کہ اس چیز کا کوئی تابعیت نہیں ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قتل بزری کے حکم سے ہوا اس نے اسے پسند کیا۔ بزری کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل باغدار کوئی عقیدہ ہے نہ اس کا دین سے کوئی تعلق قاتل بزری ہو یا اور کوئی اس سے مدد حکم مرتباً اور اس کی شہادت کی مقبولیت پر ذرا بہرہ برابر بھی اثر نہیں پڑتا۔ اس سے دنیٰ نقطہ نظر سے اس مسئلہ پر بحث کرنا ایک فضول بات اور خواہ تجویہ ایک بھنی چیز کو دین میں داخل گرنا ہے عقائد کی کتابوں میں اس مسئلہ کا تذکرہ ہوتا آ جاتا ہے یہ اس کی دلیل نہیں کہ یہ بھی کوئی عقیدہ ہے ان کتابوں میں تو جو ملک بھری راستم ہم کا مسئلہ بھی مذکور ہے تو گیا اسے بھی خفاہ میں داخل کیا جائے گا۔ اس صفتی بحث میں بھی ملک متفق نظر نہیں آتے۔ الیعنی بزری نے اسے قتل حسین رضی اللہ عنہ کا ذمہ دار قرار دیا ہے تو بعض نے اس کی فتحی بھی کی ہے عقائد کی مشہور کتاب تمهید ابو شکور سالمی "میں نہ کوئی ہے:-

وقال بعضهم بآن یعنی بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ یہ نے قوم کو حضرت حسینؑ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا الحسین و ابن امرهم بلکہ حکم را تھا ان سے بیوت للہ لطلب الیتیہ و یاخذہ کریں اور انہیں گرفتار کر کے اس کے دلیل پاس چیزوں ان لوگوں نے اسکے حکم کے قتلہ بغير امرہ و حما قتلہ بغير امرہ و حما ل بغیر حسینؑ کو قتل کر دیا اور سرضی میں ملا۔ (غیر مدنے) اس قتل کا پسند نہیں کیا۔

شرح مسلمہ میں اس اختلاف کا تذکرہ کر کے کہا ہے کہ جو الزامات یہ یہ پر لگاتے ہاں ہے (جن یہ قتل حسینؑ بھی ہے) وہ ثابت نہیں ہے احتیاط یہ ہے کہ اس کے حق میں تو قوت کیا جائے۔

کے پیش نظر وادا ہم مقصود ہے اول یہ کہ مسلمانوں کو ایک جاماعت  
صحابہ سے برقان بنایا جائے یا کم از کم ان کی قدر رو عظمت اپنی یا  
کندلوں سے کم کی بنائے طبیعتی بات ہے کہ جب انسان کی کوئی بیوی  
او رعقة علیہ تھیست کا فاتح لمحتا ہے تو صرف اسی سے نفرت  
نہیں کرتا بلکہ اس سے تعقلاً رکھنے والوں سے بھی نفرت کرتا  
ہے۔ خواہ وہ لوگ اس حرم سے بالکل برباد ہی کہوں نہ ہوں،  
واعفات کو جانچ کر حدود کی رحمایت تو ہی لوگ کرنے ہیں جو

علم کے ساتھ فہم و تقویٰ کی صفات بھی رکھتے ہوں اور حقیقی  
واعفات سے انھیں رجسی بھی ہو۔

اپوس کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ شیعہ اپنے  
اس مقصود میں خاصی حرمت کا میاپ ہے اپنے اہل سنت میں  
(جو آئی میں نہیں بلکہ خاص ہیں بھی) ایک گروہ ایسا پایا جانا  
ہے جو حضرت معاویہ حضرت عیشاؓ ابن شعبہ حضرت عمر بن  
الحاصل و حضور ان الشدید میں جمعیں نیز بعض درس سے حساس کیا  
ہیں گستاخان کر کے اپنی مقابت برپا کر تارہتا ہے۔

احصل حرم اقل سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے حرم علمی کو زیریں  
کے سر ہو پنکل کوشش سے شیعہ حضرات کا ایک

دوسرا اہم مقصود یہ تھا اور اپوس ہے کہ ہماری مختلفت کی وجہ  
سے وہ اس میں بھی کامیاب ہو گئے کہ اس حرم علمی سے اپنی برآز  
ثابت کی جائے اور خون حسین کا دھبہ اپنی آستین سے دھو دیا جو  
لوگ زیریں طرف متوجہ ہو کر اُن حرم کو بھول جائیں۔ حق یہ  
ہے کہ سیدنا حسینؑ کو کوڑ بلانے والے انھیں اس اقدام پر ابھائی  
واسے ان کے ساتھ ہیونا تی گر کے انھیں جام شہادت پانیوں سے  
خود وہی حضرات تھے جو قائم حسینؑ کو سب بڑی جلوات قرار  
دیتے ہیں اور جس کے نمائشی نالا و شیون سے لوگوں کی لذت حسماں  
ہو جاتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حق امام ہے اُن کو جسم قتل کیا تھا  
مالاحظہ پر حضرت زین العابدین قدس سرہ اپنی کوڈتے

خطاب فرستے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:-

لے لوگوں میں نکو اللہ کی تمدید تباہ کیا قائم جلتئے ہو کر تمیں نے میر	ایک انسان فانشد کم لے لوگوں میں نکو اللہ کی تمدید تباہ کیا قائم جلتئے ہو کر تمیں نے میر
---	---

اپسی موجود کا درجہ دینا فن تاریخ پر ظلم ہے۔ اسی صورت  
میں کسی تاریخی مسئلہ کے مابین یہیں ان کے قول کا وزن ہی کیا  
باتی رہ جاتا ہے۔ حاشا کر جھگہ زیریں کی طرف سے دفعہ حقیقت  
نہیں، کونکہ اس سے ہمیں کوئی تعلق نہیں ہے نہ یہ بحث  
میرے لئے خوشگوار ہے لیکن چند باتیں ہیں جو اس بحث  
پر مجبور کر دی ہیں۔

اول تو یہ کہ خواہ مخواہ اس پیغمبر کو کہ زیریں کی قاتل تھدا  
حسینؑ تھا ایک حقیقتی کی حیثیت دے کر غیر وہن کو دریں ہیں  
داخل کیا جا رہا ہے یہ خود اپنی جگہ نامناسب بلکہ بدعت  
ہے جو جائیدا اس سے شیعہ مذہب کی گونہ تائید بھی ہوتی  
ہو۔ شیعوں کے یہاں اس کی حقیقت مذہبی حقیقت کی ہے  
اور لوگ اسے اہل سنت کا بھی عقیدہ قرار دیتے ہیں وہ  
غیر شعوری طور پر شیعوں کے ہم آہنگ و نوید ہو جاتے ہیں۔  
سوال ہے ہمہ کہ شیعوں کے یہاں اسے مذہبی حقیقت  
کی حیثیت کیوں دی گئی ہے۔ اس سوال کا جواب ہی دکھرا  
جوک ہے جو مجھے اس مسئلہ پر غلطیوں کرنے پر آمادہ کر رہا ہے  
شیعہ صاحبان کی دینی تدبیروں کو کچھ لیا اپنے خصر کا کام  
نہیں ہے انھیں وہی شخص کچھ سکتا ہے جس نے شیعہ مذہب  
کا مطالعہ خور سے کیا ہوا اور تاریخ اسلام کو اس نقطہ نظر سے  
دیکھا ہوا کہ اس میں شیعہ کردار کیا رہا ہے جو حضرات اس کوچہ  
ستہ نالبدھیں وہ دوسرسے کے گھانے پر بھی ان فریب کارانہ  
سازشوں اور مفسد اذن تدبیروں کو تھیں کچھ تو شیعہ صاحبان  
نے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے استعمال کی  
ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی ناواقف خواب غلط  
سے میدار بھی ہونا چاہتا ہے تو اس تحدیہ میں سلیمان کی اوری دیکر  
اسے پھر سکا دیا جاتا ہے۔ قلن سیدنا حسینؑ کے حرم عظیم کا الرام  
نہیں یہ لکھنے اور اس کا خددید پر ملکنڈہ کرئے شیعہ صاحبان  
ویسی خاصیت مولوی گذشتہ علام رفاقت ای کے متعلق بھی عموم امارات کا

یہی طرز عمل ہے۔ درست ایک صحیح حجۃ، یہ ہے کہ وہ ایک درباری عالم ہیں۔ قرآن و حدیث کا ذوق انہیں تقریباً مفقود ہے۔ مکمل اپنی ہیں کہ حکیم کے کلام کی نشریخ خوب کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ سوچی مکروہی سے۔	ایک انسان فانشد کم لے لوگوں میں نکو اللہ کی تمدید تباہ کیا قائم جلتئے ہو کر تمیں نے میر
--	---

بہیں درازی عمر میں مبتلا کیا کرنا چاہئے  
میں پڑے گئے اور ناشائستہ کاموں کے  
ساتھ تمہاری ہیئتے ایسے ہم اپنے بڑے  
اعمال پر ناہم ہو کر چاہئے میں کتو ہو  
لما بات کا دامن ہا تھیں لیں رشادیہ  
خداوند خدا ہماری دوبارہ کو قبول  
کر کے ہم پر ہماری کوئی اسی طرح  
اس جماعت میں سے جو لوگ کریں  
گئے تھے وہ اپنا عذر مان کر سکتے ہیں۔  
سلیمان ابن خداوند میں اب کوئی  
ملحق ہم نہیں جلتے سو اس کے کر  
اپنے کو تو اوروں کے سیدانہن لایں  
جس طرح بہت سے بنی اسرائیل نے  
تھج دیکھ لیکر ہبادند۔ قال اللہ  
تعالیٰ انکہ مسلمان افسکم الائی  
و محروم شیعہ زائر ایسے استغفار  
ظلمهم الائی یہ کہ کربلہ شیعہ  
استغفار کرنے لگے اور کہنے لگے کہ  
شیعہ روازیاں میرود کشم  
و سنانہار اسٹ کشم وہیں ای  
باہر کریں اور تیرے سید حکریں  
اور نین کو آں محمد کے دشمنوں سے  
پاک گردانم۔

ان عبارتوں سے روز روشن کی طرح میاں ہے کہ سیدنا  
حسینؑ اور ان کے پوئے خانوادے کا قتل شیعوں ہی کے ہاتھوں  
ہوا اور اس واقعہ بالله کا آغاز را بحاجم سب اپنیں کے عزم  
تایاک کارہیں منزت ہے جس کے بعد انھوں نے توہہ اعلان کیا  
اور اپنا القبت "تو ایمن" رکھا۔

کی مرے قتل کے بعد اسی جفل سے توبہ  
ہائے اس زندگی میں کا پیشیاں ہوں

یکن سچ یہ ہے کہ محسن پیشی کی وہ توہہ کی صورت ہی تھی اسکی  
حقیقت بالکل مفقود تھی۔ یہ اطہار توبہ و ندامت صرف اسلام  
تھا کہ عام طور سے مسلمانوں کو جو شدید نفرت اس کی وجہ کیسا تھ

زب کیا ان سے عہد و میثاق و بیعت  
کر کے ہجہ بخشی کی اور ان سے مقابل کیا ہے  
الحمد والہی میثاق والبیعة  
دقائق المقصود و خذ لتمواه  
قبا الکعب ما فد مقدم لاضفکم  
لئے بھی ہے دام حجاج طبری مشہش  
+ + + خود شیعیان کو ذکار افراد موجود ہے کہ وہی سیدنا حسینؑ کو  
جلستہ اور اپنیں قتل کرنے والے ہیں۔ چنانچہ شیعوں کے شہید  
نالٹ قاضی نور اللہ سو ستری چالسیں المؤمنین میں لکھتے ہیں۔  
سلیمان ابن خداوند میں  
کوڈ است دسب خروج اد  
برہی امیر آں بو دکر جوں طائف  
کوپیاں با مسلمین سمعت کر کہ  
عہد کردند و نوبت بہادر ستلام  
حسینؑ رسانیدند سلیمان بعد ازاں  
چند ماہ سبقہ شہد امیر حضرت  
بدندان گرفت برخود فرقیں ملکہ  
کو خسراں دنیا و آخرت نصیب  
باند کے بعد انکا حسینؑ را  
طلب راشیعہ بیوی تے او  
کشیدیم تازبز بدقان مار سید  
سلیمان بن خداوند میں مختار  
اد عہد اللہ ابن معد عہد انشادیں  
تھی فرویدند۔ سلیمان بن خداوند  
و سیدیب ابن تھیمہ و عہد اللہ ابن  
اخماں امیر المؤمنین کے شہرور حجا  
بعد عہد اللہ ابن دال و مدنیا  
ابی شداد و ابیر بیخ کسر از  
حسینؑ کے خون طلب کرنے میں ضبط  
مہمگاہ اولیک بڑی جماعت سلیمان  
این خداوند اسی کے مکار پر تھی ہی  
اوہ سیدیب بن تھیمہ نے جو عمر سعو کے  
ہمراہ کہ بلاگی اغا افضل کا آغاز کرتے  
ہوتے سب سے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے

بے سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کا یہ طرز عمل کس حکم شرعی کے  
ناتھ میں ہے؟ شیعہ یہی سوال ایں سنت کے دل میں پیدا  
کر کے ان کی نظر سے صحابہ کرام کو گرا ناچاہتے ہیں اور  
جائز افسوس سے بیکار وہ اس جان بھی خلصہ کا میہا  
ہیں یہ دین کو صاف و تحقیق کرنا بھی غلط ہے۔ لقاہر ایسا معلوم  
ہوتا ہے کہ وہ ایک عتریتی تاریخ مسلمان کے درجہ کا ادنی تھا  
جسے نصائح و تحقیق کیا جائے سکتا ہے نہ فاسق فاجھت۔

### عقیدے کی حیثیت

عجیش مسلمان ہو چڑھا رہے تھے  
امہیت رکھتی ہے وہ نارنجی تھیں  
نہیں ہے بلکہ یہ سند ہے کہ اس داقعہ سے متعلق  
ہیں کیا عقیدہ رکھنا چاہتے ہیں ناصیر  
رضی اللہ عنہ اور ان کے ایں خاندان  
کا قتل یہ یہ کے اشارے سے  
ہوا یا نہیں اصل قائل کون ہوا  
ان یا توں کا کوئی ارشاد ہات  
حسین رضی اللہ عنہ پر نہیں  
ٹرانا زان میں سے کسی چیز  
کی ذمیت عقیدہ کی ہے۔

اس واقعہ کے بعد پیدا ہو گئی تھی جس کی وجہ سے نقاب نفاذ  
پڑ رہے پڑے ہوگر ان کے حقیقی خدوخال کو ظاہر کر رہی تھی۔  
نقاب کی تجھی گرفت کے اس نفرت کو اُنکی بیانات سے اور زمین  
ہمارا ہوئے پردہ جرم کو حکومت کے سرچھوپ کر گا اسلامیوں کو  
اس کے خلاف برائی خدھ کر کے عالم اسلامی میں فتنہ و فساد کی آگ  
بھڑکانی جائے۔ تنایہ تھی کہ عذاب سلطنت ہمارے ہاتھوں  
میں آجھے اس کے بعد دین میں کو یا مال کی عقیدت بتوت  
کو محساناً دعوت اسلام کو مشکوک و مشتبہ بنا۔ خلاصہ کر دل  
کھوں کر اسلام کے نام پر اسلام کو مٹانا بہت آسان ہو جائیگا  
خاک کی خاکر پسلے ریا کار ان اشک بربری سے خون  
حسین کا دھبہ دھو دھو دیا جائے یعنی یہیں  
کا اختصار ایسے دل دوز انداز سے

کیا جائے کہ لوگ ہجوم کو مدھی  
سمجھنے لگیں۔ سر اقدم اس طرح  
اٹھا یا جائے کہ اولاد رسول  
میں سے کسی کو شاہزاد طریق کی  
حیثیت دے کر اسکے پرے  
میں اپنے انتدار کی بساط  
چھانی جائے۔ ان انتداری

محبوں چھوڑ کر ادھر ادھر جھوول  
کو پیش کرنا شیعی ہے و پیشہ کی بہت  
بڑی کامیابی ہے جو ہماری عقدت کا افسوساً  
بھجوئے۔

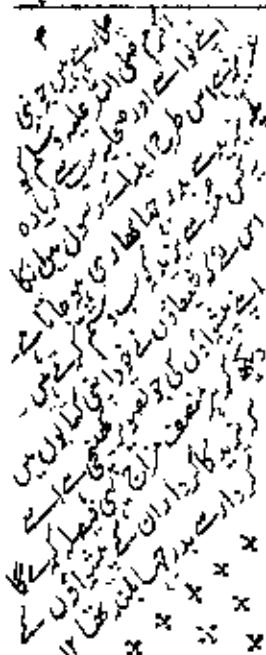
وہ لفظ فتن یہ یہ کے بالے میں بھی عرض کر دوں۔ مگر  
بہت اجمال و اختصار کے ساتھ۔ یہ یہ کی طرف جرائم کی وجہ  
طولی فہرست منسوب کی جاتی ہے یہ درحقیقت شیعوں کا  
افتراض ہے جس کا مقصد ایک بڑی جماعت صحابہ کو زیر کے  
پردے میں چھوڑ جو اور نیلے ہے مظاہر ہاتھی ہے کہ الگ یہ یہ  
ویسا ہی فاسق تھا جیسا کہ مشہور ہے تو ان صحابہ سے متعلق  
جھوٹوں نے اس کے انتخاب کی تحریک یا نامید کی یا جو کسکے  
یہاں عہدے سے قبول کریتے ہیں یا اس سے تعاون کرتے ہیں

### القاموس الجایید

اُردو سے عربی بناء کے لئے ایک جزو  
لغت جو افادت میں بنے لنظر ہے۔ ہزار لا  
الفاظ، لوز مردہ کے تواریخ، فیصلہ،  
دغیسہ،

قیمت مجلد سات روپے

### مکتبہ جلی دیوبند (ریڈی)



ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔ ہم نے  
وض کیا یا رسول اللہؐ درج بہائیت کو بت پہنچ  
جائے تو کیا ہم ان سے لفظ بیعت گریں راجل  
خنزیر کریں آپ نے فرمایا ایسا نہ کرنا بھی نہ  
وہ تم میں نماز قائم کرتے رہیں (تحالی) بے خود فرصل  
ہیسے کہ اگر ایسے دافع داہمیر کو گناہ میں بنتا بھجو  
تو اس گناہ سے نفرت کرو اگر اس کی اطاعت سے  
سرتباں نہ کرو۔ (مسلم)

ایک دسری حدیث میں بھی ایسے ضمنوں ہے کہ جب  
آپ سے فاسق امراء کے متعلق سوال کیا گیا۔  
قالوا فلذ نفاتهم قال لا اکیا ہم ان سے جنگ نہ کریں ۹  
ماضیلولا ما ماضلوا (مسلم) آپ نے فرمایا نہیں، جب تک نماز  
پڑھنے پر ہریں (یعنی مسلمان ہیں)  
ان سے جنگ نہ کرو۔  
ایک تیسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے محاشرہ کر کشم سے چہدرا کا کہا۔

دخلی ان لا تناشدع یہ کہ اولی الامر کو بزر و معزول کرنے کی  
الامرا هلهلة الا وزن کوشش کر کر مگر اس صورت ہر کوئی  
تدو کفراً ابو احـاعـة ان سے ٹکھنے ہوتے کفر کا صدر ہو جو من  
من اللـهـ فـي جـهـاـن کفر ہونے پر قرآن یا حدیث سے کوئی  
(خشـارـی) غلـمـی دلـیـل قـاتـمـ ہـوـ۔

اممـ ضـمـنـوـنـ کـیـ حـیـشـ اـوـ بـھـیـ ہـیـ انـ کـےـ مـلـاوـهـ عـلـامـہـ  
ملـمـلـیـ قـارـیـ اـوـ بـعـضـ دـیـگـرـ عـلـامـہـ اـمـتـ کـاـ اـجـمـعـ بـھـیـ اـسـ  
پـرـنـقـ کـیـاـ ہـےـ کـہـ خـلـیـفـ فـاسـقـ کـےـ خـلـافـ خـرـجـ باـسـیـعـ کـرـناـ جـاـزـ  
نـہـیـںـ ہـےـ جـوـ خـصـ اـیـساـ کـرـےـ گـاـ وـہـ گـنـگـلـاـ ہـوـ گـاـ۔ چـاـخـسـ اـکـرـاجـ  
کـوـئـیـ خـصـ اـسـتـھـانـ کـرـےـ کـہـ کـیـاـ انـ مـلـمـانـ حـکـومـوـنـ کـےـ خـلـافـ  
شـشـیـرـ بـکـفـ ہـوـ جـاـ نـاـ جـاـ تـرـ چـیـزـیـںـ زـمـامـ حـکـومـتـ فـسـانـ وـ  
نـجـارـ کـےـ بـاـخـوـنـ مـیـںـ ہـےـ توـ سـارـےـ حـالـمـ کـےـ عـلـامـ کـاـ فـتوـیـ یـہـیـ  
ہـوـ گـاـ کـہـ بـاـنـکـ نـاـ جـاـ نـہـیـںـ اـوـ اـیـساـ کـرـنـےـ وـہـ عـاصـیـ ہـوـ گـاـ۔  
خـلـیـفـ طـورـ بـھـیـ ہـیـ بـاتـ بـھـیـ مـیـںـ آـئـیـ ہـےـ کـہـ خـلـیـفـ فـاسـقـ کـےـ  
خـلـافـ تـسـیـخـ بـکـفـ ہـوـ جـاـ نـیـ کـیـ صـورـتـ مـیـںـ اـکـثرـ اـوقـاتـ اـسـ

بـیـنـیـہـ کـوـ فـاسـقـ اـنـدـ قـاتـمـ فـرـارـ دـیـاـ شـیـعـوـنـ کـےـ بـیـانـ عـقـیدـہـ کـیـ  
عـقـیدـتـ رـکـنـتـ ہـےـ اـوـ وـہـ صـرفـ اـسـ سـلـیـ کـرـوـ وـہـ بـیـنـیـہـ کـےـ پـیـشـ مـیـںـ  
ایـکـ بـہـیـ بـڑـیـ جـمـاعـتـ مـحـابـ کـوـ بـھـوـجـ قـارـ دـیـاـ جـاـ ہـتـےـ ہـیـںـ  
خـوـصـاـ حـضـرـتـ مـعاـوـیـ وـضـیـعـ اللـهـ عـزـ وـجـہـ کـوـ۔

الحمد للہ کـمـ مـسـلـمـوـنـ کـےـ عـقـادـ کـتابـ وـسـنـتـ پـرـ مـبـینـ  
ہـوـتـےـ ہـیـںـ نـہـ کـتـارـتـیـ روـایـاتـ پـرـ اـسـ نـیـہـ یـہـ اـمـوـرـ اـنـ کـےـ بـیـانـ  
عـقـادـ سـیـہـ کـوـ فـاسـطـ نـہـیـںـ سـکـتـ۔ عـقـیدـہـ دـلـیـلـ طـبـیـعـ کـاـ تـقـاضـیـ  
ہـوـتـاـ ہـےـ خـبـرـ اـصـدـیـ بـھـیـ اـسـ کـیـ بـیـانـ نـہـیـںـ بـنـ سـکـیـ پـھـرـ عـلـاـ کـےـ کـہـ  
تـائـیـ بـیـخـ یـاـ حـدـیـثـ ضـعـیـفـ اـسـ سـےـ عـقـیدـہـ کـاـ حـدـرـ دـیـاـ اـیـکـ حـمـ کـاـ اـتـرـ  
ہـےـ یـہـ بـھـیـ یـادـ ہـےـ کـہـ یـہـ کـےـ فـاسـقـ ہـوـنـےـ یـاـ نـہـ ہـوـنـےـ کـاـ کـوـئـیـ اـتـرـ  
سـیدـ نـاـ حـسـینـ رـضـیـ اللـہـ کـےـ اـقـدـامـ پـرـ ہـنـہـ پـرـ تـاـ۔ اـنـ کـےـ اـقـدـامـ کـوـ  
یـہـ خـابـتـ کـرـنـےـ کـےـ لـئـےـ خـصـیـزـ بـنـدـ کـاـ شـبـوتـ بالـکـلـ غـیرـ مـضـرـوـرـیـ  
ہـےـ بلـکـہـ اـسـ غـیرـ مـضـرـوـرـیـ سـکـتـےـ ہـیـںـ اـنـ کـوـئـیـ بـھـرـ کـرـتـ سـےـ اـبـھـےـ ہـوـتـےـ  
سـوـالـاتـ کـاـ سـامـنـاـ کـرـنـاـ پـاـٹـ کـلـےـ ہـےـ۔ زـیـدـ فـاسـقـ ہـوـ یـاـ خـرـ فـاسـقـ مـیـڈـاـ  
حـسـینـ پـرـ کـوـئـیـ الزـامـ نـہـیـںـ ہـاـنـدـ ہـوـتاـ۔ جـیـساـ کـاـ آمـنـہـ مـغـافـلـاتـ سـےـ  
داـفعـ ہـوـ جـاـتـےـ گـاـ۔ اـصلـ سـوـالـ یـہـ ہـےـ کـہـ سـیدـ نـاـ حـسـینـ کـاـ یـادـ قـدـمـ  
شـرـعـیـ اـعـتـارـ سـےـ کـیـاـ تـھـاـ۔

**ایک اسکال** [اتار بھی ہلوب پر جو روشنی ہے یہ ڈالی ہے۔]  
سـامـنـہـ رـیـنـتـ ہـوـتـےـ کـوـئـیـ شخصـ سـرـالـ کـرـ سـکـتـاـ  
ہـےـ کـہـ جـبـ قـمـ بـرـیـدـ کـوـ فـاسـقـ ہـنـہـیـلـیـمـ کـرـتـےـ ہـوـ توـ شـرـعـیـ اـقـبـارـ سـےـ  
سـیدـ نـاـ حـسـینـ کـےـ اـقـدـامـ کـےـ مـتـلـقـ سـوـالـ ہـیـ کـیـاـ باـقـیـ رـہـ جـاـ ہـےـ  
صـافـ وـصـرـعـ حـدـرـیـنـ مـوـجـوـ ہـیـںـ جـنـ سـتـاـہـتـ ہـوـتـاـ ہـےـ کـہـ خـلـیـفـ  
فـاسـقـ کـےـ خـلـافـ بـھـیـ خـرـجـ لـزـاجـ اـجـاـزـ نـہـیـںـ ہـےـ۔ جـوـ جـلـائـہـ کـرـ فـاسـقـ  
کـےـ خـلـافـ۔ اـگـرـ زـیـدـ کـوـ فـاسـقـ وـفـاـہـ بـھـیـلـیـمـ کـرـتـےـ جـاـ ہـےـ توـ بـھـیـ  
زـیـدـ نـاـ حـسـینـ کـےـ اـسـ اـقـدـامـ کـوـ شـرـعـاـجـاـتـ نـہـیـںـ قـرـارـ دـیـاـ جـاـ سـکـتاـ  
حـالـاـنـکـہـ اـسـ کـاـ فـاسـقـ بـھـیـ ثـابـتـ نـہـیـںـ ہـےـ۔ دـیـھـوـ حـدـیـثـ بـھـوـیـ ہـےـ  
آـنـ حـضـرـ صـلـیـ اللـہـ عـلـیـہـ وـسـلـمـ نـےـ فـرـایـاـ کـہـ ہـنـہـ کـہـ پـرـتـیـ  
لـامـ (خـلـیـفـ) دـہـ ہـوـنـےـ جـنـ سـےـ قـمـ جـبـتـ کـرـ وـادـوـ  
وـہـ قـمـ سـےـ جـبـتـ کـرـیـںـ اـوـ قـمـ اـخـیـرـ دـعـائـیـںـ دـوـ اـدـوـرـوـ  
تـحـدـیـنـ دـعـائـیـںـ دـیـںـ اـوـ دـنـہـاـنـ کـےـ بـتـرـینـ اـمـ وـہـ ہـوـ  
جـنـ سـےـ قـمـ نـہـرـتـ کـرـ وـہـ جـوـ قـمـ سـےـ نـفـرـتـ کـرـیـںـ۔ قـمـ

نئے ہیں کی۔

## اشکال کا حل اور صحیح تفہید

ایک یہ سے کہ جو اسلام کا نکار ملک ہے اس میں کلام کی بخشنی نہیں ہے بلکہ صرف اتنی ہے کہ اس دین میں اسلام نہیں ہے اور زاد جنم کا نہیں بلکہ صرف اتنی ہے کہ اس دین میں اسلام نہیں ہے کیا گیا ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نامے میں یہ مسئلہ اس قدر واضح اور سمجھنی ہنسی ہے اس قدر کچھ عرصہ کے بعد یہ بھی یہ حدیثی بھی مام طور پر شائع و ذاتی ہنسی ہوئی تھیں اور اجماع بھی نہ عقد نہیں ہوا تھا۔ ایک دلکش تک پیش کیا تھا میر سند نما جس میں اختلاف آرائی خاصی بخشنی بیڑا حسین بھی ہے جو تہذیب کے ان کے اجتہاد نے اخیں اس تجھ پر بخیا کہ حکومتی خلافت یہ اقدام اس وقت شرعاً جائز اور ملت اسلامیہ کے لئے مفید ہے۔ مکن ہے کہ یہ حدیثی اخیں سچی ہیں ہوں یا نہیں ہوں تو ان کی مناسبت تاریخ ان کے ذہن میں ہو گئے مسئلہ اس وقت تک اجماعی ہنسی ہوا تھا اس نے تاریخ کی بخشنی ختم ہے۔ اس کے ۲ فتنے بزید بھی ضروری نہیں ہے۔ تفسیر اشکال سے ظاہر ہے کہ اس کلمہ پر غایف کے فاسق یا غیر فاسق ہونے کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ آپ جانتے چون گئے کہ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارثانہ کے بعض طرقیوں پر بعض موافق بھی حضرت ہم سے تھے اور پس بعده کو انھوں نے اپنا اعتراض والیں لے لیا اور حضرت موسیٰ کی فاعلیت سے وجوہ کیا۔ مگر اعتراض کی وجہ بیانی ہے یہ نہیں کہ سیدنا عثمان وھی آخر عنہ کو معاذ اللہ کسی لگانا کام رکب بھتھتے تھے۔ لیکن ان کے بیان سے ظاہر ہے کہ وہ حضرت موسیٰ کو بالکل حضرات نہیں وہی اللہ عنہ کے قدم پہنچ دیکھنا چاہتھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بعض جزوں میں لیٹھا اجھیا دے دوسرے امت افتخار کیا تھا جو شرفاً بالکل جائز تھا۔ مگر حضرت حضرات جو کوئی حضرات نہیں کے طرز کے وکر ہو رہے تھے اس نے اخیں وہ بھی نہیں دیا اور ہوا یہ جذبہ بالکل نفسیاتی اصول پر مبنی ہے اور اجتماعیات میں بعض اوقاف ٹیری و قوت کے ساتھ کارروایا ہوتا ہے۔ اس مشال کی روشنی میں زیر بحث مسئلہ کو بھی کچھ اجاگر کیا ہے۔

نائاخرا بیوی کا اذیشہ ہر تابہ تو اس کے زمانہ میں موجود ہوتی ہے میں برپی نظام اند فساد و خوریزی کی مصیبت مزید ہوتی ہے اخیف اگر فاسق بھی نہ ہو جب تو اس قسم کے اقدام کی غلطی اور بھی واضح ہے واقعہ کر طاری برقرار کر لیکے اس سے امت کو کیا فائدہ ہے؟ یا اسلام کو کیا تقویت حاصل ہوتی بلکہ فائدہ سے بجائے نقصان ہوا ہے۔ سیرازۃ ملت میں براللہ پیدا ہوئی اس کے بعد بہت سی خواریزیاں اسی اتفاق کی وجہ سے ہوئیں۔ شیعوں کو اسے مدھب کی تزویج اور تقدیم ملت کا ایک تنفل ذریعہ میں گرا۔ ان امور کے مشترک تصریحات حسین رضی اللہ عنہ کے اقدام کو شخص کہنا لو بالکل ہی غلط ہے جائز بھی نہیں کہا جاسکتا۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ عزیز ازالۃ الخطاۃ و قصداً اذل فصل قم میں ان احکام بلوی کی بیان فرمائے ہوئے جن کا خصوصی تعلق زمانہ فتن سے ہے تحریر فرماتے ہیں:-

اول جو غیر حق خلافت بول سلطہ  
ثود واجب امت طاعت  
باون میں زاجبیتی خلافت ایضاً  
او۔ فیما رأی الشرع لا فیما  
خلافه۔ دو۔ خرچ کردہ تردد  
بردست و مقال بخودہ تردد  
بادے۔ مگر انکے کفر صریح از  
شیطان ہمگی دو این صورت  
متواتر بالمعنی است۔

+ + + + + اعتبر اسے متواتر ہے۔

قصور کا دوسرا از بھی دیکھتے ہیں۔ اگر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام جادی حیثت رکھتا ہے یا کم از کم جائز ہے اور وہ بزرگ تھے تو ان صحابہ کرمؐ کے متعلق کیا راستے ہے جھوٹوں نے سیدنا حسینؐ کی امداد سے پہنچی کی۔ بلکہ ان سے اختلاف کیا اور اخیں اس اقدام سے روکا یہ ہے سیاست کر لی اور اس سیاست پر مدد اور فتح رہے ان کے یہاں جملے و مناصب قبول کئے اس دائرہ احکام رہے ان کے یہاں

بھی سرایا اخلاص و تقویٰ ملے مگر وہ خود فکر کے بعد اس تجھ پر سچے کہ اسلام اور امت مسلم کے مقابلہ کا تقاضہ ہے کہ موجودہ حالت کو خوبی کروار اکیا جائے اور بجالات موجود نکومت کے خلاف مسلح اقدام مفید اور جائز نہیں سپبان کلکٹر علی بھی بخشن اخلاص و تہمیت پر بی تھا۔ فضایت ہے اسے دور کا بھی داسطہ نہ تھا۔ یہ حضرات خود مجتہد تھے اور کوئی ملی سے بھی ان پر سیدنا حسین کی امانت یا ان کے اجتہاد عمل کرنا واجب نہیں تھا۔ جیسے خود سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ان حضرات کے پابند نہ تھے ان حضرات صحابہؓ یا حضرت صیونؓ و دنوں ہیں کسی متعلق بھی سوران کرنا اور ان کی نیت پر شیر کرنا اپنی عاقبت بردا کرنا اور عناد پر آنحضرت کا حق بخواہی ہے علی ہذا حضرت معاویہؓ اور ان کے معادوں صحابہؓ پر متعلق سورہ قلن کرنا بھی خسروان و دوابی آخرت کا سبب ہے۔ یہ سب اعلیٰ درجہ سے متყی اور مخلص تھے اعلیٰ اللہ عزوجل جاہم طبری طور پر ہیں یہ کوال پیدا ہوتا ہے کہ ان دنوں اجتہاد و نیم سے کوئی اچھا ہمچوں تھا۔ سیدنا حسین کا اجتہاد یا ان سے اختلاف رکھنے والوں کا اجتہاد؟ جس سی ان احادیث پر لظر کرتے ہیں جو اشکال کے ذریع میں ذکر کی گئی ہیں ان کے ساتھ اجماع ائمۃ نیز تائی و حوالہ کو دیکھتے ہیں تو یہ بات بالک صاف ہو جاتی ہے کہ راست انصیح حضرات کی برع بھی جو سیدنا حسینؓ کو اس اقدام سے منع فرمائے ہے، لیکن اس اجتہاد کی غلطی سے سیدنا حسینؓ کے مرتبہؓ کوئی فرق نہیں ٹریاؤہ لپٹے اجتہاد کے ناظم سے تھی و حواب پرست انصیح اس کا جزو تو اواب ہلا اور ان سے درجات و مرتبہ میں ترقی ہوئی۔ ایک نکتہ اس موقع پر قائل ذکر ہے کہ حضرت حسینؓ حق رکھنے والے بالک بھی ہیں لیکن اس کی شرح میں ایک بہت بڑی غلطی و اتفاق ہوتی ہے۔ شیعوں کا سلک یہ ہے کہ نواسہ رسولؐ ہونے کی بناء پر وہ تھی خلافت اور اپنے دعوے میں برسر حق تھے۔ شیعوں سے تو ہماری بحث نہیں تھی۔ اور یہ تھا کہ ان کی وسیسہ کارروں سے ممتاز پر کہتے ہے خواہ اجتنب بلکہ بہت سے اچھے خلاصہ علماء نے بھی یہی شعبی نقطہ نظر

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں خلافت میں بہاج التبلوک کا نقش سایا ہوا تھا وہ اسی کو دیکھنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی محبت سنت نبوی و منت خلفاء راشدین کے ساتھ عشق نے ان کے ذل میں اس نقش کے ساتھ اکیتا ہاتھ شیفیگی پر اکر دی تھی وہ اسے دیکھ کے نہ تھیں تھے ظاہر بات ہے کہ زید کے ذریعہ حکومت کو خواہ ہبہ انکہا جائے کہ اگر اسے خلافت راشدہ سے کیا نہیں۔

ایسی حالت میں سیدنا حسینؓ اپنے پاکیزہ جذبات و فتوحات کی جانب پر خلافت میں بہاج التبلوک کا نقش دوبارہ قائم کرنے کے لئے سریکف اور شیخ بدست ہو گئے ان کا اقدام خالصہ تھا لوجہ اللہ تعالیٰ فضایت کا اس ہی شاہزادی بھی نہ تھا۔ وہ حکومت چاہتے تھے مگر اپنے نفس کے لئے نہیں۔ بلکہ منت نبوی کو لے کر گیر خلافت کے راشدین کے طبقیں کو زندہ کرنے اور حفص حق تعالیٰ جل شانہ کو راضی کرنے کے لئے صیحہ میں ہے کہ ان کے اس اقدام سے امت اسلامیہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا، لیکن انکی ذمہ داری ان پر قطعاً ماند نہیں ہوتی انکھوں نے حتیٰ کہ بھی پہنچانے کی نیت کی اور اس کے لئے کوشش کی اگر اخیزیں ملیں ہیں ہوئی تو اس سے ان کے اجر و ثواب میں ذرہ بہار بھی کی نہیں ہو سکتی۔ اخلاق و تہمیت کی بناء پر اس قدم اور اس کے تجھیں خلعت شہادت کی سرفرازی نے بارگاہ اُتھی میں ان کے درجات و مرتب کو بلند کیا اور اجر و ثواب کے العادات سے اخیس ان دوں کے رفقاء کو مالا مال فرادیسا انکھوں نے ملکا جس حال کی کوشش فرمائی، اگر شیعوں کو فتنے ان کے ساتھ قادری کی اقدام کے اور ظلم کیا۔ وہ ظلم شہید ہو کر عند اللہ مزید قرب و انعام کے حق قرار پاتے۔ اصلی اللہ درجاتہ و درجات رفقائہ۔

جن حضرات صحابہؓ سے سیدنا حسینؓ کی اس باتے سے اختلاف کیا اور اس اقدام میں ان کا ساتھ نہیں دیا۔ وہ بھی مجتہد تھے انصیح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ وہی ہی محبت تھی صیحہ کہ سیدنا حسینؓ کو اخیس سنت نبوی اور منت خلافت راشدین کے ساتھ وہی ہی شیفیگی تھی جسی سیدنا حسینؓ کو

تمی تاویل سے کھنچی البطان ہونے کے عکس یہ ہیں کہ حق کتاب ہانت مشہورہ یا اجدع یا قیاس میں کے خلاف ہو۔ لیکن اگر وہ تاویل چھیند ہے تو اسے اخطا خلائق ایمان نہیں ہے تو وہ لارک دعویٰ ہے۔

جاییں کہ زمان اول میں اس میں کے دھنیاں لا سکتے ہیں اسی نہیں جو ہم ملکی دراس اسلامیہ تھے احمداء میں علمی ہو گئی ہے، کچھ ایسا۔

برہان از جانب شارع مثل یوجود است دھنی برہان ہان اس است کو قدر کر کر جامیں احمداء کے قاب میں علی کرے تو بھی اسے ایک قاب ملائیں رہیں اب جو نک اس صورت ہے، خلیفہ کے خلاف تاویل ہے اس سلطان شوندہ راست کیا ہے اوسی میں دھنی احمداء کے ایذا سے اولادہ پڑت طبقہ پر انجام دے سکتا ہوں اس لیے زمان خلافت کا قائم کر سکتا ہوں اور اچیلے سنت کا کام دوسروں سے زیادہ پڑت طبقہ پر انجام دے سکتا ہوں اس لیے زمان خلافت کا اپنے دست حی پرست میں لے لینا بہت مناسب اور اسلام اور اسلامیوں کے لئے مفید ہے۔ یہاں حضرت شاہ ولی التبریڈ کی مندرجہ ذیل عبارت اس مسلمین قابل نقل ہے جو مسلمانوں کی تحریک کی تھی:

اہل سنت دین احمداء کی ترجمان کرہی ہے:-

”اہل الخفا“ مقصود اول صلی اول، اگر خلیفہ کی طرف سے کھلا بہرالملم ہو یا وہ شریعت کے خلاف حکم دے اور ہمارے پاس اس کے خلاف شریعت کی طرف سے کوئی برہان روایت دیل، موجود ہو۔ برہان کے دھنی وہی ہیں جو ہم سان کر چکے ہیں تو انہی دا چھ خلیفہ کے علم کو دفع کرنا اور دلائل ہلو پر اس کی فراہمی واریت ترک کرنا چاہئے اور جو دلائل یہی شخص کی ایسا اور مسلمیں خلیفہ کی اعادہ کرئیں وہ کہاں چکار ہوئے اور اگر کوئی برہان شریعت کی طرف سے موجود نہیں ہے تو صرکرے اور جو آفیں اس پر آئیں الحص آفات سادیہ شارکو، (بہر حال) جگہ، وسائل سے افادہ کو کر کے (اتی رہوں) سے وفا کی قید ہیں نے اس سے بلا خادی کی بخلافت شرعاً تو۔

اخیار کر لیا ہے یہ ایک ایسی بات ہے جو سرتیباً باطل اور اسلامی اصول کے بالکل خلاف ہے جو کرم کا نواسہ ہے اسے ہرگز کوئی استحقاق خلافت نہیں پیدا کرنا اگر کسے صحیح تسلیم کر لیا جائے تو حضرت عثمانؓ کی خلافت اپنے آخری دوسریں اور حضرت علیؓ کی خلافت از اول تا آخر تا جائز قرار باتی ہے جو کوئی نکر سیدنا حسنؓ ان دونوں زماموں میں باطل خلافت انھلے کے لائق ہو چکے ہے۔ اگر قرابت نبوی کی وجہ سے وہی مسخر خلافت مکمل ہے تو حضرت علیؓ کی وجہ سے وہی مسخر خلافت ان کے لئے خالی کردیا چاہئے تھا۔ اس کے علاوہ بھی دلائیں اس قول کے باطل چنین ہے سنت پرداالت کریتے ہیں۔ سیدنا حسنؓ وضی اللہ عنہ کے بر سر حق ہونے کی یہ توجیہ بالکل باطل اور ملائمی ہے اس کی وجہ سے وہی مسخر خلافت جو ہے جو میں عرض کر چکا ہوں یعنی وہ نواسہ رسولؓ ہوتے کی وجہ سے مسخر خلافت نہیں تھے ناسے وجد استحقاق بھتھ تھے بلکہ اپنے اقتداء کی بناء پر وہ بر سر حق تھے وہ حق پر ملکہ صرف اس لئے کہ ان کا احمداء میں یہ تباہ ہاتھا کل میں خلافت ملی زمانہ الجنة قائم کر سکتا ہوں اور اچیلے سنت کا کام دوسروں سے زیادہ پڑت طبقہ پر انجام دے سکتا ہوں اس لیے زمان خلافت کا اپنے دست حی پرست میں لے لینا بہت مناسب اور اسلام اور اسلامیوں کے لئے مفید ہے۔ یہاں حضرت شاہ ولی التبریڈ کی مندرجہ ذیل عبارت اس مسلمین قابل نقل ہے جو مسلمان اہل سنت دین احمداء کی ترجمان کرہی ہے:-

”سری محورت یہ ہے کو خلیفہ کے خلاف اقامہت دین کی نیت سے خود کر کے اور اس کے احکام کے تعلق میں خبر کا افہام کر کے اس صورت میں اگر اس کی اول تا دلائل قطعی طور پر باطل ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے جیسے صرف اکابر میں ترددیں اور دلائل دلائل تاویل آئست کے خلاف نہیں کر سیدنا حسنؓ کے زمانہ میں ترددیں اور دلائل دینے سے انکار کر کیوں الگی تاویل

از مولانا

## مولانا سید ابوالا علی مودودی

یہ لازم ہے کہ جو جن انسانی حق دے سکے وہ انجینئری  
کمپلینے اور ہمارا بخشنامی معمولی نہیں بلکہ اپنی صدی  
کا انجینئر رہ اسی طرح کسی کا اپنے کام کو تجدیدی کام  
یا تجدیدی کوشش کہا جائے کافی الواقع و تجدید یہ  
دین حق کی کمی و خوبی سے یہ کام کرنا ہمارے میں ایک اسر  
دان قدر کا اعلیٰ ہے۔ اس کے یہ مبنی نہیں ہیں کہ وہ  
خوبی پر لے کا دھوکے کر رہا ہے اور اس صدقی کا  
مدد پذیرا چاہتا ہے۔ کم فرق لوگ یہ شکستہ رہا اس  
کام کو کر کے ادھیخ ادھیخ درجے کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ  
کام کا ارادہ ہی دعویٰ کی مصلحت ہی کرتے ہیں لیکن  
کسی ذمی نہیں آؤ سے پرتوتھے میں کیا کامی کر دے کام  
کرنے کے بجائے دھوکے کرے گا۔ تجدید و دین کا کام  
ہندوستان میں اور دنیا کے درمیان حصر گلی ہے  
لوگ کر رہے ہیں خود مولانا احضرت معزز اللہ عزیزی  
بھی انہی میں شامل ہیں میں نے اپنی مادھناعت  
بلکہ اس خدمت میں حصہ لینے کی کمی کے ارادا  
بھی جلد ختم اور ایک جاہالت کی ہمراست ہیں کے  
2۔ میرزا جامی، معاشر احمدیہ، الشہزادے کام میں گئی  
اتھی برکت دے کر راقی احوال کے ہاتھوں دینہ کی  
تجدد ہو جائے وہی درحقیقت تجدید ہو گا۔ اصل  
جزر ذاتی کا اپناؤں کو لی بے شرطی کامی کو تجدید  
کے نقیب سے یاد کر نالیکا اصل۔ ”یہ کا ایسی خدمت  
کر کے امکن کے حضور پرچم ہے کہ دنیا میں بہد  
حاصل ہے۔ میں مسلمان کوئی نہیں اسی اپنی  
کی وفا کرنا ہوں اور بہتر و مکملہ ہمیں ”اعظماً ایلہ  
رسوت اکشیانہ“ کہنے کی بیٹائے دوسروں کے

**(قطعہ ۳)**  
مُهُومَهُ مُهُومَهُ [بے صادر اور باتوں کی طرح ہے]  
لِبْرَادُونْ مُجَاهِیْلِ مُجَاهِیْلِ مُجَاهِیْلِ مُجَاهِیْلِ  
مُودَدِیْ مُعْذَرِیْ مُعْذَرِیْ مُعْذَرِیْ مُعْذَرِیْ مُودَدِیْ  
اسیکار سوانح قاسم را کی گرفت عوام کا: لعام کی طرف کی ہوتی  
زور کر چکنے کی سینک قیامت ہے کہ اس میں بعض خواص بھی شامی ہوئے  
شامیوں نے اساظت حسن گیلانی میں فاعل برگٹے دل زبان سے اسی  
ہواں اندیش کا انہار فرمایا اسپر سولنا مودودی نے جو تصریحات  
پیش کیں انہی کو ہم جوں کا توں تقلیل کئے دیتے ہیں

صاپ کو رے جو اس آمیز الملاک سے شاید یہ مگان  
گلدار بوجگار میں الجھنے آپ کو ڈری جیز سمجھتا ہوں اور کسی  
جھنے سریے کی توقع رکھتا ہوں جانکر میں یوں کچھ کرو رہا  
ہوں صرف اپنے گھنے ہوں کی خلائق کے لئے کر رہا ہوں  
اور اپنی حقیقت خوب جانتا ہوں جوئے مراتب تو  
درکشنا اگر صرف مزاے پہنچے ماوں تو یہ یعنی سیری  
اسید ہو سے بہت زیادہ ہے (ترجمان القرآن تحریک الہام)  
اس کے بعد اسی زبان میں جناب سید صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
سیری ایک غبارت کو تو ٹڑپڑو کر اس کے یقین کاٹے  
کہ میں چود جو نئے کامیں ہوں حالانکہ میں نے اس بھروسے  
ہوں جو شش روں کو تخدید دیں کی مسامی میں سے  
ایک .. پر .. ان کے اس صریح اذرا کے حجاب

لهم إني أحييك في قبورك

کا خدمت میں صافر ہوں گا اور بھروسی کا کام یہ حضرت  
خدا کے ساتھ اپنے ان شبیعتات کی، وہ ان بڑو  
بیان کر کے بڑوں کو حق سے روشن کرنے کی اعتمادی پیش  
کرے۔ تھے ہیں ۲

اب ارماء اعتراف کر مولانا مودودی شرف صاحب الحدیث  
برضیحہ کو حقیقتی علما خواہ کو اعتمادی حصل سمجھتے ہیں تو اس کا جواب بھی  
مولانا مودودی ہی کی زبان سے ٹھیک فرماتے ہیں

میں قدر امیر درجات دین کا احتراز کرتا ہوں مگر یہ مشتر  
ان میں سے کسی کی بھی پیش کرنا اور اپنیاں کے موافق کو  
معصرم ہی پیش کرہتا ہے اپنے طریقہ یہ ہے کہ بزرگانوں میں  
کے خیالات اور آن کے کاموں پر بے الگ تحقیق و  
تعمیدی نظر دانتا ہوں جو کہ ان میں حق پا ہوں گے اور

حق پہنچا ہوں اور جس حیز کو کتاب و محدث کے لحاظ سے  
یا علمت ملی کے اظہار سے درست نہیں پاہا سکو

ماننا اور مست کہہ دینا ہوں۔ یہی نے نو دیک  
کسی فرضی کی راستے یا نہ سپری خطا پہنچانے سے  
یہ لازم نہیں آتا اس کی علیحدہ ورثتی ہر کوئی کوئی  
اس سطحیں سلف کی بعض و راجیوں سے لحاظ نہ کرے  
کے باوجود ان کی بزرگی کامی قائل رہتا ہوں اور یہ سے  
دل میں ان کا احرار ہمی اور مصطفیٰ کو یہ حق سمجھتے ہیں اور  
جو لوگ بزرگی اور حصہ میت کو یہ حق سمجھتے ہیں اور

جن کے نو دیک اصول یہ سے کہ جو بزرگ ہے وہ  
خطا پہنچ کرنا اور بزرگانوں کے لحاظ سے یا اپنے  
وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی بزرگ کی سی رسمی یا افریقی  
کو نادرست قرار دینا لازمی طور پر حقیقت کا کام ہے کہ  
ایسا ہی ایسا خلاصہ کرنے والا اون کی بزرگی کا احرار ہمیں  
کرتا اور ان کی خدمات پر قلم پیش نہ کرنا ہے بلکہ  
اس مقام پر نہیں رکھ لے کر اسے بلکہ کراس پر اس احرار  
بھی لوگاتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ان سے ملا گھبٹنے  
میں ان کو معاشرت میں ناکام ٹھیک کرو دوسرے کی  
راستے سے اختلاف کرنا میں بالآخر کو مسلمان ہیں

حق میں وفا قریباً ہیں کہ الشان سے اپنے دین کی کوئی  
الی خدمت نہ ہے۔

بیچے دیکھ کر تجھ برتائے کہ بعض اسلامی افاظ کو  
خواہ خواہ ہو اپنا کو رکھ دیا گیا ہے۔ دنیا ہیں کوئی  
سوئی مظلومت کی تجدید کے اعتماد سے کہ اعتماد سے اور  
روہت کے پرستار اس کو مر جا سکتے ہیں۔ کوئی  
دیکھ بندی کی تجدید کا عزم پکار لھتا ہے  
اور بندی دیت کے پرستار اس کی تھی مٹھے تھے ہیں  
کوئی پہنچانی آوث کی تجدید کے ارادہ سے نہ تاجر  
اور آوث کے پرستار اس کی بھت اڑاٹی کھٹے  
ہیں۔ لیکن ان سب تجدید دل کے درمیان صرف  
ایک الشر کے دین کی تجدید ایسا ہرم ہے کہ اس کا  
نام بیٹھ ہوئے آدمی شہر مانے اور اگر کوئی  
اس کا غیاب خلاصہ کر سکے تو انہوں کے پرستار اس کے  
چھٹے تائی پیٹ میں دنیا میں القرآن دیکھ لے جو ہی ذریعہ ۱۹۷۸ء  
آئے ہے ہیں ۳

ان تھیں کات کے بعد بھی ہمارے بزرگان دین اپنے  
پہنچ بندی سے باز نہ آئے۔ کیونکہ یہ سلطنت  
مسلمانوں کو بزرگانے کے سے مغل اور چنگھلہ  
کے ایک یہ تھکنہ ایسی خود ری تھا کہ یہ کسی دعویٰ  
کا الزم حسپان کیا جائے چنانچہ شکرہ اور شکرہ  
میں سسل پیشہ پیلے یا جامائے خصوصیت  
کا دعویٰ کرنے والا یہ اس پر میں لے جوں ملتہ  
کے ترجمان میں کھا

ابو حضرات اس ششم کمشتبہات کا انبہار کر کے  
بندگان خدا کو جاہت اسلامی کی دعوت حق سو  
و دستے کی کو منسق فرمائے ہیں۔ میں نے ان کو  
ایک ایسی خلیفناک مزادیتے کا قیصر کا لیا ہے  
جس سے وہ کسی طرح ایسی ماصل ذکر سکیں گے  
اور وہ مزادیتے ہے کہ الشان شیعہ ہر قسم کے  
ذلوں سے اپنا دا اس بجا ہے ہر چندے اپنے خدا

میں گیا حضرت عثمانؓ نے پیاسروں کے اس فطرے

کا راستہ روئے کی کوشش کی گئی تھی۔

الحادیہ کیجئے کہ کیا بات کس الفاظ میں کبھی لگی ہے میکان خواض برائے  
الخواض کے شانق بزرگ نے سولہ نام و دو دی کے خلاف استعمل پیدا کرے  
ہیں اس کی بھی پڑاہ بیٹیں کی کہ حضرت عثمانؓ میں صاحبی کے لئے غالباً  
بیسے نفلات کا استعمال خواص نخود بالشرک کے ساتھ ہر کس قدر  
برسی بات ہے۔ انگریز لشنا سردو دی سُن کوئی ایسا لوبہن آئی لفظ  
کہ برنا تو مختصر کو اس کی نقل کو حق تھا لیکن سادہ اور قویں کے  
ثابت ہے کہ غالباً الفاظ کی تحریر انت ایسا الفاظ میں کرنا، و خالق پر  
پروردہ موال کیلفاظ کے شدید لوگوں کو استعمال درلانا غرفت الگیز و نک  
انسوں سزا کے۔ آئیے دیکھئے وہ شانق کے بارے میں بعض اور بزرگوں  
نے بھی اپنے خیال کیا ہے۔ خلاصہ لشنا منافق احسان گلابی ایسا نہ ہے ہیں

اپ کی حضرت عثمانؓ کی اس فطری نرمی زیستی اور شری

عیینت سے لوگوں کی بیٹیں بند کر دیں گے ابی حد تک

بیخیز صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت کے معماں جو کہ  
دہ کر سکتے تھے کرتے رہے یعنی مختصر یہ محلی ہر کا کہدا  
میں لفظ کی ابتداء جن لوگوں کی بادے ہوتی ہے وہی تھے

جن کے لئے حضرت عثمانؓ کی زہکیت نے

لدن کے ارتکاب کے موقع فراہم کر دے تھے۔

درہان سعی و کبت بکر ایچون (الست اسٹلر)

یا اخلاق حضرت سولہ اسخیل مشہد اپنی کتاب "مسند بہ است"

میں خلاف مسئلک کی دو تین بیان کرتے ہیں (۱) خلاف محفوظ

(۲) خلاف متفقہ، پھر جو کچھ نہ سراستے ہیں، اس کا تقریر درج

ذیل ہے۔

"خلاف مسئلک کا استظام بھی کمال نکل پہنچ جانا ہو۔

جس کی خلیفہ ارشد کا اپنی خلاف کے زمانے میں

لوگوں میں سلم ہرنا اور خاص و عام میں اس کی خوف

ہونا ہے۔ سی کو اس کے تسلط سے رنج لا بیٹیں کیوں

اور نہ کسی کو اس کی بیانات میں کلام ہوتا ہے، نہ

اسے خلاف مخالف نہ کیں گے اور بھی اہل زمانہ

فلیلہ، و اشد کے تسلط سے رنج اٹھاتے اور

سچکردہ میرے اختلاف کر رہا ہو اس کے مقابلہ میں

اپنے اپ کو اپنی بیکھے اور بیڑی بھی امام محمد اور امام

المری سعفانے بیکھتے مبالغات میں امام ابو حیانؓ کی

اسے بے اختلاف کیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اختلاف

یعنی صحنی رکھتا ہے کہ مختلف پر مبالغات میں اسی

مرے کو صحیح اور امام صاحب کی راستے کو ھٹا کیجئے تو

میکن کی اس سے بھی لا اوزان تابہ کر دلوں خدا

نامہ بوسیفہ میں مبالغہ میں پہنچ آئہ کہ افضل بیکھتے

تھے۔ ترجیح القرآن جوں سلکا و میرزا شفیع دین اور

حمدودم ساختہ۔

**مبوتہ نهم** ایک معرفت بزرگ نے سولہ نام و دو دی کی ایک مبالغات

کے سارے ہی خبریں

"مودودی صاحب کا خالق تھری میاد پریں مذکور ہیں

پہلی حضرت عثمانؓ نے اللہ عن تمام خلاف مبالغات

کے قابل دستے ہیں نخود بالشرک لائق ہے۔ دوسرا

و کہ حضرت عثمانؓ نے اللہ عن تمام خلاف مبالغات میں پہلیت

اوہ دو دی صاحب کی احتجاج میں جاہلیت سے مراد

کہ ہر قبیلے ہے کہ اسلام میں گھسن آئے کارا سستے

لے گیا۔ کیا یہ خلاف مبالغات کی قویں ہیں جس کی تعریف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے آپ

کہ پہلے ہیں۔

احق برست معلمہ کی مودودیت سے نامہ مغلی کے تباہ

اب فدا خاطر فرمائی گئی مولا نام و دو دی کی دو ہمارت کی تھی

جس کے پرہنڈاں معان لکھائے جا رہے ہیں، تجدید و احیائے دین

میں مولا نام و دو دی تکھیریں۔

"گمراہ طوف حکومت اسلامی کی تیز رخسار و سخت کیوں جو

سے کام روندہ روز بیادہ حکمت ہو تو جاری تھا اور دوسری

طرف حضرت عثمانؓ نے اس کا علیم کا بر رکھا گیا تھا

ان تمام خصوصیات کے عالم تھے جو ان کے جعلی اقدار

پیش کردہ کو ھٹا جوں تھیں اس لئے جاہلیت کو

اسلامی نظام اجتماعی کے اور رکھن آئے کارا سستے

فتھر پردازون کو اپنی تقدیر آرائی کے ذمیہ اسلامی نظام اور معاشرت کی جڑیں مکھوٹی کرنے کا موقع ملا۔ مولانا مودودی کی احتیاط اور ایسا نہ کہ اس عربی کا ذمہ دار المفون نے حضرت عثمان کو ہنسی پھر ایسا بلکہ جو کہ کر کے حضرت عثمان نے اپنا سردی کے اس خطے رکھتا رکھنے کو کوشش کی مگر وہ شد کا:

بات بالکل ہی صاف کر دی کہ جامیت کی در اندمازی میں درجہ پر حضرت عثمان تقدیر اور درستھن بلکہ وہ تو اس کے دشمن تھے اور اسکے دفعے میں اپنی جان تک دے گئے۔ اب ستر عین بزرگ کا مریغ، منصب وہیں اسے خلافت عثمانی کی قومیں مسوں کر رہے تھے اور انہیں چاہیے کہ تاریخ کے دنایا زندہ انتش کر دی اور سنے سرے سے رُگوں کو بیٹائیں کہ خلافت عثمانی میں زکریٰ سورش ہوئی کوئی نظر نہ۔ حضرت عثمان شہید ہوئے اسلامی نظام اسلامی کو کوئی وحکا کر سکا۔  
وائے افسوس کر عناد و تعصی کی رویں پچھے پھیج کر دیں کہ کیا حال ہو گیا ہے!

اُن پہنچن دعویٰ کی زبانا دراز کرتے ہیں۔ لیکن حقائب ربانی اور تاسید آسمانی کے باعث ان کی روز و قدر جفا و دلت اور غیرہ جملکہ نہیں پہنچی اور ان کا عمل فتحی علیح یعنی کی نوبت نہیں آتا اور غیرہ غیر کا انتظام بخار ہر طبقہ راشد کے حسب روحی چلتا ہے۔ اگرچہ ان کے احکام بعض الہی رثیۃ کے دلوں پر شاق گز دل سے کہم خلافت مفتوہ کھتے ہیں۔ پس خلافت مستظر ہی در قسم میں تقسیم ہوئی (۱) غوفوظ مثل خلافت عثمان (حضرت ابو بکر و عمر اور مختارہ مثل خلافت ذو النورین (حضرت عثمان))۔  
(منصب الاستخلاف)

صنف راجح ناظری نیصل کریں کہ افاظ اور مسلوب کے اعتبار سے یہ دلوں انتبا سات کیا مولانا مودودی کی عبارت کے پیچے ہے میں کیا مولانا مودودی سے کوئی ایسا نہ آمیز اور محنت ہوا استھان کیا ہے، رہا سعائی دھطاں کا محاذ قوام ۱۳۱۳ ہجرت کا اور بخوبی ستر عین بزرگ کا نجی متفق عقیدہ و سببے کہ حضرت عثمان پہلے دلوں خلفاء سے یجا مقام رکھتے ہیں۔ یہ مقام خصوصی سے صلاحیت بن گئی کہ فرقے سے ہے۔ اگر ان میں بھی رہ تمام خصوصی ٹوکنیں جو پھیلے دلوں خلفاء میں تھیں تو ان کے سلسلوں اور یہ بخوبی دوسرے کے افضل پہلے کہا کیا مصالح باقی رہتا اب اگر اسی امیر و اقوام کے بیان پر مرضی نہیں کے حضرات مولانا مودودی کی پرسے دے کر اس تو اس کا کیا ملاج، مولانا مودودی کی عبارت سے یہ مطلب آفریقی سے ملکا ہے کہ حضرت عثمان میرے سے خلافت کے تالیبی نہ تھے۔

"جامیت" کا معاملہ یہ ہے کہ مولانا مودودی اسے جست کفر ہی کے سخن میں ہنسی پوئے بلکہ اس کا اطلاق ہر اس بڑائی پر ہوتا ہے جو اسلامی سماشہ کو فیر اسلامی را ہوں پہلے جانے والی ہو لفڑی افساد پر بھی اسکا اطلاق ہو تھے اور عثمان و صہیت پر بھی تاریخ کی تاریخی ترویدی حقیقت یہے جو سب کو معلوم ہے کہ علیم کا نظام بس ہو گی کے ساتھ دو فاروقی میں پہلے رہا تھا وہ مددگار ان کے بعد تدریجیاً ہوئی ملی گئی اور حضرت عثمان بھی کے زمانے میں

## کتابوں کے پاکستانی خریدار

ان میں کی اکثر کتابیں جن کے اشتہار تھیں  
میں دیے گئے ہیں۔ ذیل کے پڑی سے برائے  
راستہ دیا گیا ملگا سکتے ہیں۔

مکتبہ عثمانیہ ۲۸۰ میٹر بازار

پیر احمد بخش کالونی کراچی  
(پاکستان)

# عصبی اور جسمی کمزوری دوسرے کی تدبیر

از سینہ مکالمہ محمد زبیری - امر و حسنہ

عصبی اور جسمی کام کمزوری کے خاص اس سبق مسلسل  
نکر و خلائقی، متوازن غذا کی کمی، دماغی مشا علی کی کثرت  
اور پیشگاب میں مل کر یا اسکی سے پہلے یا بعد کو کسی بادھہ اور  
رطوبت کا مدد اعتدال سے ناکاراً خارج و خیزہ ہے۔

متوازن فدا، مناسب درزشی، روزانہ حضن، لگری غیرہ ہے۔

آرام اورہ ماتھی سکون سے عصبی اور جسمی کمزوری ملدے سے  
جلد دور ہو جاتی ہے۔ کمزوری رفع کرنے کے لئے دماغی  
سکون کی وجہ فروٹ ہوتی ہے۔ اگر دماغی سکون پیش نہیں  
ہوتا تو کمزوری رفع کرنے کے لئے تمام تدبیر کا اتنا افرہ نہیں ہوتا  
چنانکہ پرانا چاہیے کہ روتا تو انہیں اور باعقصوس عصبی یا ریویو  
کے لئے کار انسان کو تو اپنے مرض کے متعلق ہر دلت سوچی چکار  
بھی کرنا چاہیے بلکہ اس کے لئے زیادہ وقت لفڑی کی دشائی  
میں لگنا ارنا ضریب ہے خدا منقوصی اور زرد ہضم ہونے کے ساتھ  
سادہ بھلی چاہیے اعصابی کمزوری مقابله کرنا اور فاما جسمی  
ناقافی کے ساتھ ساکھہ اور جمکوں بھی بہت کم محسوس ہوتی ہو  
اور جسمی غذا بھی مددہ پرے اور ہن جاتی ہوتی تو ایسے حالات  
میں ایسی غذا کا استعمال کمزوری ہوتا ہے جو مددار ہیں قلیل ہو  
لیکن قوت اور غذا بیٹت کے لحاظ سے زیادہ مٹاٹیں پیش برٹت  
(راٹ بالک) اتنا چڑہ مرغ، یخڑ، بیٹر، بھری کے کچھ کام کو کھت  
پھل، دودھ، چین، چیلوں میں، اگور، سیب، موچی، ستراء  
اگم مناسب ہیں۔ مریض کو منسٹری خیالات نکل سے جیسا کہ دھت  
تکہ چنان کمزوری سے جب تک اعصاب قوی نہ ہو جائیں، اعصاب  
ہستہ اور سڑ طاقت پڑا کرئے ہیں، اور جسم میں قوت دھیرے کیجیے  
آیا کریں ہے۔ اس نئے مریض کو سبزہ سکون سے صدای پر عمل  
کرنا چاہیے بعض مریضوں کے حالات ایسے ابڑ ہوتے ہیں کہ  
حقانی صحت کے اعقولوں پر عمل کرنے اور ملیدہ تباہی پر کہا  
وہ میں سے بھوکا یا مبیس بیٹھی تو ایسے حالات میں مناسب دوا

۱۲ استعمال کرنا بھی اور مزدیدی ہو جاتا ہے۔ گھٹنیاں البتہ ادنیٰ فتنی  
فتن معاٹی مریض کی مجرما جھٹ اور بیٹھانی سے فائدہ اٹھاتی  
کے لئے بیٹھنے والی طرفی میں فوری اگر دیکھائے والی طرف کو دیکھنے  
کراؤ اسے ہبہ جن کا فریب ہوتا ہے کہ جن میں بھی جھڑ پر سرفی۔  
۱۳ جسم میں فوری تو اناقی محسوس ہونے لگتی ہے میکن ٹھوٹا یہ  
خوبی تغیرات دریں تک قائم نہیں رہتے جب ان کا رد عمل اور  
ایکشن ہوتا ہے تو مریض کی حالت ہمکے درجہ ہو جاتی ہے۔ غریم  
ناظرین انتقامی اور جھڑ دھوا کیں جہاں ایسا ہی فرق ہے جیسے  
دامنے اور ہنٹوں میں جھڑ سرگبات چھوٹوں اور عضلات  
میں تکڑی اور تکریک دیکھیں پہنچ کر رہے ہیں۔ میکن تقویٰ خواہی  
تمام ٹھاٹھن کو دور کر کے جسم میں جانداری اور قوت پیدا کر لیتے ہے  
یہ جانداری اور قوت سکھنم اور پایہدار ہوتی ہے اگرچہ درمیں  
پھوا ہوتی ہے جب انسان فرکی اس منزل پہنچ جائے کہ اسیں  
جو شل و رہ لولے سرہ پڑتے لھڑا کیں۔ ہر چیز میں پھیکاں اور ہر کہا  
ہیں پر اعلیٰ محسوس ہوئے ہے۔ زیادہ کام کا کام اور اونکار و  
بیوم سے گھبراہٹ اور پیٹی ہوتے ہوئے لگتے جسم تھکا گھکا۔ گراوٹ  
الجھکھ جھلکو ہوتا یہے حالات میں تقویٰ دو اُن کا استعمال فوری  
ہو جاتا ہے ایسے حالات میں غلطات کرنا اور روپیہ کو محنت پر تسبیح  
درینا کا ذائقی اور حافظت ہے تو رنگی ہوشی متعلقہ سے جو شہرت  
چاہیے جو لوگ مددہ و چبری سے متعلق چاریوں کے سکھار ہوئے  
ہیں وہ حام طور پر اعصابی کمزوری کے بھی اضافہ ہوتے ہیں ایسے لوگ  
اگر مالاٹی مفت زیادہ کرتے ہوں تو حالات اور بھی ابڑ ہو جاتی ہیں  
ایسے ملینوں کے لئے میرا خلصہ نہ مظہر ہو یہ سب کو کہہ جو اس طبقہ پر  
اوہ جب لوگ اکیسہم فرور استعمال کریں جو اس سینی الطیب ہر چشم کے  
ریاضی اور بھی ہیں مذید سب کے بوارے سینی الطیب میں فرلا دیسیم  
وہیں کو کامی و درجہ کے خرچ ایکھن جاتے ہیں ان دو ادائی متعلق  
تھیں کے جانتے۔ بگلی اور خواہی خود صحت کو سنبھالنے پر نیز تھیں

# اللّٰہ مُرطَّل العَرَقِ تَابِعِیں

کتاب میں طلب کرنے والے چند  
باتوں کا لحاظ ضرور رکھیں

(۱) تحریر اتنی بڑی ہو کہ امداد کی تفصیل اور آپ کا پتہ پڑھنے میں دشواری نہ ہو (۲) مجلہ اور غیر مجلہ کی  
بھی دھاندھت کردیجے (علم) تقریباً میں روپے سے زائد کتابیں مرکوز نئے کی صورت میں روپے سے بازار میں  
کافایت رہتی ہے۔ اگر یہ کفاہت مطلوب ہو تو پاٹا شیش لکھتے۔ پارسل روپی سے اور بھی کی رسیدڑا کتابوں سے  
ویسی بھی جانتے گی (زم) اگر آپ متعدد خریداریں قبیلیں روپے یا اس سے زائد کے آرڈر پر کچھ روپے  
پیش کریں تو انہوں نے فرمائے ہمیں ویسی میں کم کر دیا جائے گا (۳) لاکن اس سے ویسی پی کی اطلاع ملتے ہی چھڑا رہے  
دریکیں سے واپس ہو جاتی ہے۔

دو جلدیں میں جملہ مشترک ہے۔

● عکلی جیسا سائز میں پاوریں مکمل غیر ملٹڈ ساٹھ روپے۔  
● پانچ جلدیں میں جملہ مشترک ہے۔ دو سو ستم کا سریارہ الگ  
بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔ فی بارہ دو روپے۔  
**تفسیر حفاظی** | مولانا عبد الحق محدث دہلوی کی تفسیر نایاب گئی  
تفصیلی تھی۔ اب ہر ایک پارہ جھپڑا رہا ہے اب تک  
۲۸ پارے چھپ چکے ہیں۔ فی پارہ دو روپے (صرف پارہ اول چھپ پر  
جو ہر حصوں پر مشتمل ہے)۔

**تفسیر القرآن اول و دوم** | مولانا سید ابوالعلی مودودی کی وہ تحریر بالاشتہار  
کی تفسیر جو غیر ضروری تفصیل پڑتی ہے۔ داشتیں، استدرا و درذکر  
آپ کوہرا اور راست معرفوٰ کرنے کی بخششی ہے۔ داشتیں، استدرا و درذکر  
میں اثر جانیوالي۔ امتحانیں اور دسری جلدیں فراہم کی جائیں ہیں۔  
جلد اول جلد سانچھے بارہ بیجے۔ جلد دو جلد پندرہ روپے

## علوم قرآنیک

**البيان في علوم القرآن** | اسیوری تفسیر حفاظی کے مصنف  
کی تحریر اشان کتابی ہی ہے۔ اس کی توصیف میں علماء امور شاہ محدث دہلوی  
بھی مل مندرجہ الفاظ لکھا ہے۔ الگرچہ اس کی نظر میں ہے، میکن افع ہمیں  
خدا کی ذات و صفات تمازج ملائکہ جزا و سزا، قبر جنت دفعہ

## قرآن تصریح

(۱) شاہ و فتح الدین روا: مولانا اشرف فعال۔  
**قرآن بد و ترجیح** | متوسط سائز میں جملہ کریج کا حصہ  
سائبھارہ روپے۔ بہت بہت سائز میں جملہ کا ہر بھی پیش نہیں ہے۔  
روپے کی لکھائی بہت جلی ہے۔  
مولانا اشرف فعال۔ جملہ کریج کا حصہ  
**قرآن بیک ترجیح** | سائبھارہ دس روپے

## قرآن کی تفسیریں

احادیث کی روشنی میں آیا۔ کام غیر معمول  
**تفسیر ابن کثیر** | ظاہر کریے والی وہ تفسیر جو دنیا میں شہرو  
مقبول ہے۔ ترجیح میں، لکھائی چھپائی پسندیدہ۔ پانچ جلدیں میں مکمل  
ہوئے جملہ پیش روپے۔ کوئی بھی جلد علیحدہ نہ مل سکے گی۔

**تفسیر و توضیح القرآن** | شاہ عبدالقدوس رضا ش دہلوی کی تفسیر  
اوہ و تفاسیر میں بنیادی اہمیت رکھتی  
ہے کیاں سائز۔ ہر یہ جملہ اعلیٰ میں روپے۔ غیر ملک سول روپے۔  
تفسیر بیان القرآن | اسے مولانا اشرف فعال کی عظیم تفسیر تباہواب  
بہت بڑا سائز۔ بارہ حصوں میں جمیکی جاسکتی ہے۔  
● بہت بڑا سائز۔ بارہ حصوں میں مکمل۔ ہر یہ غیر ملٹڈ ساٹھ روپے۔

**بخاری شریف (صرف اردو ترجمہ)** محدث ہر چوتھی سو روپے  
تین جلدیں میں مکمل۔

**مشکوہ شریف (اردو معنی عربی)** محدث تین جلد و نیم، محدث  
ساز پاچ روپے۔

**مشکوہ شریف (صرف اردو)** دو جلدیں مکمل۔ محدث  
ساز پاچ روپے۔

**ترمذی شریف (خاص اردو)** دو جلدیں میں مکمل محدث

(محدث پندرہ اکٹھاڑہ روپے)

**ابن ماجہ** صحیح شریف کی کتاب ابن مائجہ کا مکمل اور میں  
ترجمہ۔ شافعیین حدیث کے لئے نادر تھے۔  
مخفات نبی ہر یہ محدث بارہ روپے۔

**سنن دارمی (صرف اردو)** احادیث کی مشہور کتاب۔  
ہر یہ محدث آٹھ روپے۔

**شارق الانوار (ترجمہ)** کاغذی اتحاد۔ ترتیب فہی  
بخاری و سلم کی صرف قلی احادیث

الواب پر یہ جس سے یہعلوم کرنا ہوتا انسان ہو جاتا ہے کہ کون  
ستکس حدیث سے تکلیفے۔ ترجمہ کیسا اٹھ شریف بھی اور فہی متن  
بھی۔ ہر یہ چودہ روپے۔ محدث پندرہ پیشے (مجلداً فی شمول روپے)۔

**بیوع المرام** مسلم، ترمذی، ابو داؤد اور دیگر کتب معتبر مختسب  
کے میں دینی احکام کا بیش بہا جھوپرے۔ ترجمہ مع عربی متن  
ہر یہ محدث آٹھ روپے۔

**صحیفہ ہمام بن مذہبہ** بخاری و موطاً امام الک سے بھی قایم دہ  
نے اپنے شاگرد این مذہبہ کے لئے مرتب کی۔ ہر یہ سانچھتین روپے  
(محلہ ساری چار روپے)۔

**ترجمان الشستہ** احادیث کی بہترین تفہیم و تشریح پر مشتمل  
اشتہار میں اس کی خوبیں کا جمالی تعارف بھی مشکل ہے۔ میں

نبوت نامی ذخیر استعارہ و کنایہ اور اختلاف قرأت کی بحثیں۔  
مخفات ۲۳۵ کا غلط کھاتی چھٹائی میماری۔ قیمت چودہ روپے۔  
محدث پندرہ شوالہ روپے۔

**قصص القرآن** قرآن کے بیان فرمودہ قصص پر لا جواب کتاب  
عظیم معلومات کا خزانہ است۔ اور محققان تفصیل  
سے بالا۔ تھے اول آٹھ روپے۔ تھے دوم چار روپے۔ تھے سوم

ساری سے پانچ روپے۔ جمعہ چھار آٹھ روپے۔ مکمل حدیث منگانے پر  
قیمت پندرہ روپے۔ محدث مطلوب ہوں تو یہکچھ عذر پڑ رہا ہے۔

**لغات القرآن** ارثی لغات کی شرع آسان زبان میں۔ جواہر  
قرآن کو بلانجیر سمجھنی کی خواہش اور شوق بھتھیں  
ان سکلے یہ کتاب بڑی مد فراہم کرتی ہے۔ محدث چار روپے۔

**معظیم لغات القرآن** اچھے صشم جلدیں میں۔  
تھے سوم حضرت حرام حضرت اول حضور حضرت  
حضرت ششم حضرت حرام حضرت حضرت

## علم الحدیث

**من دراما عظیم** (ادوہ مع عربی) امام الفهد حضرت البخشیہ کا مرتب  
ذکوٰ اللہ عبدالرشید اعمانی کے میں بہا پر مخراز و میتوں مقدمے کی ساخت  
ہر یہ محدث آٹھ روپے۔

**موطأ امام الک** (ترجمہ عربی مع اردو) احادیث داشتار کا وہ  
مجموعہ جو بخاری پر مشتمل  
ہو۔ ہر یہ باہر نہیں۔ محدث کوچی تیرہ روپے (محلہ علی چودہ روپے)

**موطأ امام محمد بن حمودہ** (اردو: مع عربی) اعمانی۔ محدث آٹھ روپے۔  
مقدار مولانا عبدالرشید

**کتاب الاشادر** (اردو مع عربی) امام حشمت کے مرتب کردہ لا اشادر  
نے چالیس ہزار احادیث بھوی سے مختسب فرمایا۔ مقدمہ مولانا عبدالرشید  
لغانی، ہدیہ محدث آٹھ روپے۔

**بخاری شریف** (اردو مع عربی) تین صفحہ جلدیں میں مکمل۔  
محدث پندرہ یونہیں روپے۔

دنیا بھروسی شہو رہے۔ قیمت مجلد چھ روپے۔  
**ابوداؤ غفاری** رضا رسول اللہ کے بلند مرتبہ عالیٰ حضرت ابوذر غفاری کے  
نام سے تیمت مجلد دو روپے۔

**ست عمر بن عبد العزیز** احمد بن القاسم رضی کی سوانح اور  
حالات جس کی خلافت کو اکثر علمائے پاچوں خلافت راشدہ سے تعبیر کیا ہے۔ مجلد متن نامے  
جیسا امام ابوحنیفہ یعنی سیرۃ الشعان سے فیض بر الہم  
حضرت ابوحنیفہ مفضل حالات زندگی دلچسپی اور ریمان افراد۔  
تیمت تین روپے (مجلد چار روپے)

**حیات امام احمد بن حنبل** مصوّر کا نامہ ناز حقیقت ابوذر ہر ہو کی  
تفصیل اندوڑ جبکہ امام احمد بریانی توحید کی واحد کتابی۔ ذلیل پڑی  
الغزالی امام غزالی پرمولانا شیعی تعالیٰ کی حقیقت تایف جزاً جمل  
کیا ہے رکاذ فرقہ غیر مجلد دو روپے۔

تذکرہ مجدد الف ثانی جس نے تاریخ کماں خوازہ مژدرا ہے  
تذکرہ مجدد الف ثانی کے نام سے یاد کریں ہے۔ مجلد چار روپے  
تذکرہ مجدد الف ثانی کی سیرت اور دعوت پر علیٰ و تحقیقی تصنیف  
محمد بن عبد الوہاب صدی یہودی کا شہپور مصلح الحرام  
محمد بن عبد الوہاب نبی کی سیرت اور دعوت پر علیٰ و تحقیقی تصنیف  
جس میں شرق و غرب کے تمام کاذب ووری طرح کلکھال کر غلط فہمیوں اور  
غلط پیاسیوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ قیمت ڈھانی روپے  
روشاہ بن اللہ اور ان کے آباء جسد اطداد اور

**حیات ولی اسرائیل کا تذکرہ** تیمت محمد چھ روپے۔

**سیرت اشرف** ایک الملت مولانا اشرف علیٰ کی مفضل سیرت  
صفحات ۱۵۱ میں بارہ بارہ روپے۔

**تحمیلہ عثمانی** شیخ للہ اسلام مسلم شیرازی عثمانی کی علمی زندگی  
کلام، مطرق، فلسفة، مناظر، تقریز، اور فارسی، عربی ادب اور

دریکھنے سے تعقیل رکھتی ہے۔ جلد اول دش روپے (مجلد بارہ بارہ نامے)  
جلد دوم تو روپے (محلد گیارہ روپے) جلد سوم سانہ صد وسیع روپے  
**بستان المحدثین** شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ایک افزون  
کتاب کا اور دو ترجمہ۔ بلند یار محدثین کے

حالات اور خدمات ذاتیات کا پاکیزہ تذکرہ۔ مجلد پانچ روپے  
از مولانا مسٹر نعمانی درستہ جلد  
**معارف الحدیث** دش روپے بارہ آنے  
بخاری کی ۱۸۰۰ تائب احادیث کا  
تجزیہ بخاری مجموعہ۔ مجلد آٹھ روپے۔

**انتساب صحیح مسند** بخاری مسلم ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ  
اور نسائی کا پتہ بیدہ انتساب۔  
ہر یہ مجلد پانچ روپے۔

**تاریخ تدوین حدیث** انداز میں ہوئی ۹۰۰ سال کا دلیل مفضل  
جواب معلومات کثیرہ کا خزینہ۔ ہر یہ ڈیڑھ روپیہ۔  
علم اکیدیت القسم علم الحدیث کی مدد و تحقیق۔ سوار روپیہ

## سہارناخ اور تذکرے

**اصح السیر** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور تاریخی  
واقعات پرشیل یحییٰ تفصیل مفضل مستعار کی پہلی  
علیٰ و تحقیقی کتاب "سیرۃ النبی" کی تضمیم مجلدات کے سوا اور دو میں کی کی  
کتاب سیرۃ اس کے پلے کی نہیں۔ مجلد دس روپے۔

**حیات طیبیہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مختصر لحاظ  
سیرت۔ صوری و معنوی خوبیوں سے مزین۔  
قیمت سو اور دو روپے۔

**حضرت صدیق اکبر رضی** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے  
صدیقی مسیکی  
تمہست مرات روپے۔ مجلد آٹھ روپے۔ از مولانا سعید احمد کلبر ابادی  
الفاروق اسریل موسی بن طیفہ نامی میں اس اخفاواروں و رضی اللہ  
عنه کے حالات و سوانح پر علمائہ شبلی کی یہ کتاب

## تفسیر شیخ الاسلام ابن تیمیہ

الوسیلہ افران میں مومنین کو جس دلیل کا حکم دیا گیا ہے وہ  
تیمت مجلد دو روپے

تفسیر آریفیہ کو محیب و غرب طائف۔ برکات  
تین بیسے (مجلد چار روپے)

اصول تفسیر شیخ الاسلام کے ایک قسمی رسائل کا اندود  
ترجیح۔ تیمت ایک روپے۔

مناسک حج اور مقالہ حج کے بارے میں محققانہ مواد  
تیمت مجلد تین روپے

## تفسیر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

حجۃ اللہ البالغہ کامل (جناؤں علم) جنہیں شاہ صحت  
کی پڑ کتاب دنیا بھر میں شہرور ہے  
اور دنیا بھر میں عربی تیمت ہر دو حصہ مجلد مکمل بیستیں روپے۔

ازالۃ الخفاہ کامل نام اثر الخفاہ عن خلائق الخلف  
ہے۔ دو جلدوں میں کامل۔ اور دنیا بھر میں غلطیہ راشدین کے  
باشے میں بے نظر کتاب ہے۔ تیمت مجلد مکمل بیستیں روپے۔

تصوف کی حقیقت اور حضرت شاہ ماجدؒ کی سرفتو  
کتاب ہمہ عائٹ کا  
اس کا فلسفہ تاریخ اور دنیا بھر۔ پونے تین روپے

سیرت رسول ﷺ اسیں اور دنیا بھر۔ تیمت صرف دش آئنے  
دشاد ولی اللہ عزیز کی مفصل سوانح بھی تحریات ولی  
کے نام سے طلب فرمائیں۔ مجلد چھوڑ روپے

## تفسیر مولانا استاذ فتحی رحمۃ اللہ علیہ

بہشتی زیور روز مرہ کے تمام دینی مسائل کا معجزہ خزان

سماںیات پر بر صالت بصرہ، طبے ۱۲ صفحات، مجلد پر جسمی زنجی  
گرد پوش۔ قیمت مجلد ساٹھے دش روپے۔

مذکور امولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ شہرہ آفاق کتاب جو اس کے  
مبنی اور آباد احمد اسکے تذکروں پر مشتمل ہے معلومات  
کے لئے۔ قیمت مجلدات نو روپے۔

ازاد کی ہمایی خود آزاد کی زبانی مولانا ابوالکلام آزاد کی  
دنی کے تربیتی مکتبہ لفاظ طیب آبادی اٹالیکا۔ قیمت چھوڑ روپے  
صحابی عورتوں کے ایمان افسر و رہنمائی۔  
صحابیت مجلد چھوڑ روپے

## رد شرک بدعت

الوسیلہ امام ابن تیمیہ کی معرکہ الدار کتاب جسمی و اربع  
شرعی حدود کیا ہیں؟ محیب یمان افزور۔ قیمت مجلد نو روپے۔  
تفویت الایمان (ڈاردو) شاہ سلیمان شہبزادہ کی رہ شہریز باز  
ڈالدی۔ قیمت چار روپے۔ (محلہ پانچ روپے)۔

اشہاب الشاقب بدعات کے درمیں ایک مفید کتاب  
تیمت ایک روپے بارہ آئنے

کتاب التوحید رد شرک بدعت یعنی شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب  
نہدی علی نقیض کتاب۔ قیمت مجلد تین روپے

بدرخت کیسے؟ مصنایں کا جموعہ جو شرک بدعت اور توحید  
سنن کے فرق و امتیاز پر لا جوڑ اسوا دیش کرتا ہے۔ مجلد تین روپے

رسول اللہ علیہ سلم کو علم غیر تھایا ہیں؟ اس پر مفضل دہلی بحث  
تیمت دیٹھی روپے (محلہ دو روپے)

شاہ اصل شہید اور معاذین حضرت مسیح شہید پر اہل بدھ کے  
ہمطی الامات کا کافی دشائی دہلی بحث کا لیٹری کا اہل بدعت

اہل بدعت کے لزامات اٹیٹھی روپے (محلہ دو روپے)

تائیخ دلوبند مجلد دو روپے (محلہ دو روپے)

محلہ دو روپے (محلہ دو روپے)

تائیخ دلوبند۔ مجلد دو روپے (محلہ دو روپے) کی تفصیر سوانح۔ مجلد دو روپے (محلہ دو روپے) رفتی سفر۔ چار آئنے را طلب النبی

تین روپے	خطبات آزاد	مجلد	زمانے بھر میں شہر و خیم دو رسم و سوت۔ قسم اول مکمل و مدلل۔ مجلد پندرہ رسمی
ڈیڑھ روپیہ	شہید عظم رواقعات کربلا	»	قسم دوم مجلد آٹھ روپے بارہ آنے دو لوگوں تک توہین فرقی یہ ہے
ڈھانی روپے	لغواظات آزاد	»	کہ قسم اول میں تو حاشیہ پر عربی کتب کے حوالے میں کہ ہم اور
سائنسی تین روپے	انسانیت ہو گئے دروانے پر	»	قسم دوم میں حوالے نہیں ہیں۔ اصل ضمون دلوں کا لکھتے ہیں)
چھ آنے	مسلمانوں کا راستہ	»	اسلام توہین ایج شد رنگ بری کی سوچی شرعی
چھ آنے	ولادت نبوی	»	(صلاح الرسم) وزشیں کیا ہیں؟ اس کا تحقیقی جواب۔ مجلد پندرہ روپے
ڈیڑھ روپیہ	امر المعرفت	مجلد	ادب کی تعلیم سےتعلق حمدہ تنبیہات، دعوات پر
ڈیڑھ روپیہ	عیدین	»	تعلیم الدین (مشتمل۔ مجلد ایک روپیہ بارہ آنے۔
ڈیڑھ روپیہ	دعوت حق	»	مسلمانوں کی زندگی کے لئے لائحة عمل۔
سوار روپیہ	اسلامی جموروں	»	حیات المسلمين قیمت مجلد ایک روپیہ بارہ آنے
ایک روپیہ	حقیقت الحج	»	امولانا اشرف مل کے مواعظ خطبات
دس آنے	حقیقت الرکوة	»	دعوات عباریت کا مجموع جمع حصے سے نیاب تھا۔
بارہ آنے	حقیقت الصلوة	»	فی حصہ پونے دو لشپے رابڑک گلاب و حصہ چھپ چکے ہیں)
آٹھ آنے	سنانہ ہجرو وصال	»	تصوف کے طائف و اسرار اپر ایک فتحیم کتاب
	ران سب کتابوں کو ایسا تحریر ملگا تے پر ارنی روپر رکھا	»	الشکاف جس سے تصوف کے مال و ما طبلہ کا پتہ چلا ہے۔
<b>قصاید مولانا منظور نعمانی</b>			
معارف الحیث مکمل	محصلہ درود و جلد دست پیچے بارہ آنے	»	قیمت مجلد دس روپے بارہ آنے۔
چار روپے	تران آئے کیا گہتا ہے؟	»	حساں کر نام سے ظاہر ہے تقدیر کے مسئلہ پر
ڈھانی روپے	اسلام کیا ہے؟	»	لقہادر کیسے؟ (خفتگی کی گئی ہے۔ مجلد سوا در روپے۔
تین روپے	دین و شریعت	»	اجانشی مولانا عبد الماجد دریابادی اس
دو روپے	اپ حج کیسے کریں	»	مناجاہ مقبول (مقبول عام مناجات کا مقام و مرتبہ
بارہ آنے	منازکی حقیقت	»	کوں نہیں جانتا۔ مجلد دو روپے۔
چھ آنے	کلسہ کی حقیقت	»	
چھ آنے	قاریانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ	»	
ہارہ آنے	بریکات رمضان	»	
<b>علم الملکات</b>			
المنجد	ایمیج عربی کی سب سے بڑی اور مشہور ڈکشنری	مذکورہ	آنے آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی
المنجد	المنجد بھی اردو میں آگئی۔ ساختہ مہزر عربی	مجلد	چھ روپے
الفاطمی تشریح۔ تین ہزار عربی محاورات کا حل۔ احمد اور		صیغہ امید (خاص مضامین)	چھ روپے
		نقش آزاد (خطوط کا جمیع)	چھ روپے
		مسلمان عورت	چار روپے
		مسند خلافت	سلسلہ تین روپے
		مقالات آزاد	دو روپے
		مضامین آزاد	دو روپے

ترجمان القرآن۔ مولانا آزاد کی شہرہ آفاق تفسیر کو جلد و میں۔ قیمت ہر جلد پندرہ روپیہ۔

## ادبیات

**شامہنامہ اسلام جلد اول** [انس]: مولانا عامر عثمانی  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال  
مبارک اور اسکے بعد ہی خلافتِ راشدہ کا قائم، خلیفہ اول کا  
انتخاب یوں مکمل میں آیا۔ جنکی اصول، معمر کر آرائیں۔ تابع کی رائی  
صد انسیں زبانی شعروں ملاحظہ فرمائی۔ قیمتِ مجدد تین روپے  
لئیں ایڈیشن جب میں مالک کی خرید کا عکس

**دیوان غالب** [ان] کی تصویر اور بعض لیے اشعار شامل ہیں جو  
دوسری دنیوں نہیں پائے جاتے۔ قیمتِ مائی پانچ روپے۔  
**کلیات اقبال** [ڈاکٹر اقبال] کے اردو کلام کا انتخاب۔  
قیمتِ مائی پانچ روپے

**شعلہ طور** [جگر مراد آبادی] کا مجموعہ کلام۔ مجدد پانچ روپے۔  
**آتشِ حُل** [شہزادہ غزال جگر مراد آبادی] کا نیا مجموعہ کلام  
حس پر مکمل ہند نے انعام دیا۔ مجدد پانچ روپے۔

قیمتِ پانچ روپے  
ماہر القادری کی وجدانیگر انمولیں کارپیز در محمد  
**فردوس** [قیمتِ ساڑھے تین روپے]  
اور وہ کے تقریباً تمام بالمال شاعروں کا  
چاند تاسے مصیر تذکرہ اور نمونہ کلام۔ قیمت  
جلد ساڑھے تین روپے

بنیض دواراں [کلام۔ قیمتِ مجدد ساڑھے تین روپے]  
اہنگ پاک کے مشہور شاعر حباب آور صابری کا جمیع

## کیوبو زم کے خود و حال

**پھر کے دیوتا** [ادنیا کے چھوٹو ہر صنعت کیوبو زم کو خیر باد بھئے  
کے متعلق اپنی کہانی بیان کرتے ہیں۔  
صفحات ۲۷۷۰ روپے

وڈھٹ [ایک بے حد لمحپ اور ہیرت اگریز آپ بیتی۔  
جس سے روس کے جبری غشت کے ظالمانہ نظام کا  
بھیانک مظہر مانتے آتی ہے۔ ڈھٹ روپے۔

نادر اشیاء کی سیکڑوں تصاویر۔ صفحات ۳۶۰ روپے۔ ہزار سے بھی  
زیادہ۔ تخلی سائز۔ کتابت "طباعت" کا غذ صبہ بیماری  
جلد پندرہ۔ قیمت تباہیں روپے۔

**مصالح اللغات** [مختلف لتب لغت کا پنج طور۔ مجلد سو پانچ  
انچی قسم کی پہلی اردو عربی لغت۔  
**القاموس الجدید** [اردو سے عربی بنتے، عربی سمجھنے  
اور لکھنے والوں کے لئے تخفیف نادورہ۔ چھوٹ ۲۷۷ صفحات  
قیمتِ مجلد سات روپے

**کلمہ اللغات** [عربی وفارسی کے جو محاورات اور الفاظ  
اردو میں رائج ہیں ان کی تشریح سی لغت دینے  
اچھی اعداد لکھنے اور سمجھنے میں بہت مدد تھی ہے۔ دو روپے دو جلدیں  
یعنی راہ کے چند خاص نمبر کی

**قرآن نمبر** [مولانا آزاد، علامہ رشید رضا، علامہ جوہر غلطانی  
علموں کی جادا اللہ عجیبی شہر آفاق حضرت کے  
معجزائیں پر ۱۱۹ سورتوں کا منظوم ترجیح بھی سے مالا کیڑا بڑی  
کے نہیں شامل اشاعت ہے۔ رعایتی قیمت پانچ روپے۔

**اویام الدنیم** [خواجہ معین الدین حنفی] کے حالات اور  
کھلائقوں پر رشی ذائقی ہے۔ رعایتی قیمت مارہ آئندہ  
قرآن اقوال کے ملاوہ معموت اور مشاخچی

**حکمت نمبر** [قرآن اور یہودی قرآن اور سانس، قرآن  
میں حقوق العباد اور قرآن میں آواب علیہ جیسے اہم مضایں۔ ایک روپے

**پیغمبر اسلام** [رسول اللہ کے باشے میں، خیر سلم مشاہیر  
فاضلین کا اکٹھا ریخت۔ ایک روپے  
پیغمبر اسلام [محمد ابی خاں ہر چار خال اور مولانا  
ابوالعلیٰ مودودی کے تین تحقیقی  
مضایں۔ قیمت سوار روپے۔

**گلہستہ منعوت** [بڑے بڑے شاعروں کا منعہ تقدیر کلام  
چند مقاالت بھی بطور ضمیر شامل ہیں۔  
قیمت دو روپے روپے۔

## مسنیف علوم و فنون

**حضرت حسین بن مترجم** اول ماوں مناجاتوں، دلیلیوں اور جامیع کلمات کا مشہور مجموعہ۔ مجلد آٹھ روپے

**مفت رابن خلد و ن** اپنے شہر آفان کتاب اور دو ترجمہ ہمہ کوکر ایک جگہ ہے۔ مجلد ایک۔ پندرہ روپے

(مجلد اعلیٰ شترہ روپے)

**فتح العیاذ و** ایمان، تقویٰ، صبر، خیر و شہادت، بحث و قدر، سنت و دعوت اور شریعت و طبقت وغیرہ

کے عنوانات پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مشہور و معروف مقالات کا مجموعہ۔ جزویں مولانا عبدالماجد دریابادی کا مجموعہ نثار فی مقابلہ بھی شامل ہے۔ قیمت ڈھانی روپے۔

**حکایات حجرا** صاحبی ماردوں اور عورتوں وغیرہ کے سبق آموز و افاقت جن کے مطالعہ سے روح نازہ اور سینیہ کشادہ ہوتا ہے۔ قیمت ڈھانی روپے۔

(فہرست مسودہ روپے)

**تحریک انوان امین** "اخوان المسلمين" جسکے کئی زبانوں پر مصري کی مشہور اسنام پسند جماعت کو پھانسیاں دیتی ہیں۔ کیا ہے؟ اس سوال کا معتبر اور عقل

جواب حاصل کرنے کے لئے مصر کے محدثوں کی یہ قابلِ اعتماد کتاب لاحظہ فرازیتے جس کا سلسلہ اور دو ترجمہ سید رضا و ان علی نے کیا ہے۔ قیمت مجلدین روپے۔

**مشہور حقیقت اکٹھنے کی کتاب** مشہور حقیقت اکٹھنے کی کتاب

**محمد بن جنگ** حمید اللہ کی وہ کتاب

چون فرضی اور دیگر زبانوں میں بھی یہ شمار جبھی۔ صحیب کتاب ہے متعلقہ نقشہ اور بذریعہ خدق، احمد اور دیگر تاریخی مقامات کے

چوہنیں<sup>۱۸</sup> فتویٰ بھی ملساک ہیں۔ ڈیڑھ روپہ (محلد دو روپے)

**اسوہ حسنہ** ایک غصیں کتاب جسے ٹرھک راٹھی سنکی اور قدر تھی کا جنہیں بیدا ہوتا ہے۔ اسیں بعض ایسی یقید باتیں شیکی جو عام طور پر کتب سیرت میں نہیں ملتیں۔ ستم اور روپے (محلد سوتین روپے)

**مسنیخ چین سے فرار** یہ بھی ایک اپنی تیجے سستہ آہنگ

عہرناک اور سنی خیز۔ ڈیڑھ روپہ۔

**آزادی کی طرف** جس نے امریکی افریکی خود نوشتہ منع

دیچپ لیکن عہرناک کتاب روپہ کے حقیقی حالات سے تعارض کرتی ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد اپنے کیونزم کے ہمین غروں اور

مصنوعی دعووں سے کبھی دھوکا نہیں لکھا جائے۔ مجلدین روپے

**سووٹ روپہ کی حقیقت** بہت ہنروری قابلِ مطالعہ

**کیونزم اور کسان** کیونزم کو ایشیائی نقطہ نظر سے بخوبی

دستادیزی حاولوں سے مرتن ہے۔ قیمت مجلد دو روپے آٹھ آنے۔

**سووٹ نظام کی چھکنجیاں** ششراہیک سخنہ اور محابری

کتاب جو دیچپ بھی ہے اور حقیقت افراد بھی صفوی علطا۔ ایک روپہ

**لینن** روسی کے مشہور اتحادیین کی سوانح حیات، ایک

لینن روپی کے فلم سے جو مل غیر عالمداری سے ترتیب دیتے

گئے ہیں۔ صفحات ۲۴۲۔ قیمت ایک روپہ۔

**آزادی کا ادب** اکا مجموعہ۔ جنیں نیک تعمیری مقاصد کے

تحت چھاپا گیا ہے۔ قیمت مجلدین روپے۔

**ادب سی ترقی پسندی** ایام سے جو تحریک جاری کی تھی

اس کی پوست کنہ حقیقت فی الاصل وہ کیونزم ہی کی ایک

سازش ہے۔ قیمت مجلد ایک روپہ۔

**اشترکیت روپہ کی تحریر گاہ میں** اشتراکیت کی محضی

نالہ۔ قیمت مجلدین روپے۔

**تی دنیا کی جھلکیاں** ایک (ہمالے) دو رکا انقلاب (عہد) موجودہ

سماج میں ہمیقانی نظام (عہد) اقتصادی نظام (عہد) اقتصادی

نظام (عہد) اقتصادی سامراج (عہد) چاروں نہیں ہر ایک کی قیمت چار روپے

نئے ہمہ کے دروازہ پر۔ ۶۰ رہا کسرنے تاخیجیں کو رد کر گئی۔ ایک روپہ آٹھ آنے سو شلنزم ایک غیر اسلامی نظریہ۔ اور

**خلفاء راشدین** ازا رسولنا عبداللہ بن عاصم حاصل ایڈٹر لارجم  
کے نظر کتاب ہے۔ قیمت دھنائی روپے۔

**اشاعت اسلام** احمد الفیض اسلام اس مسلمین کیا کیا کیتے  
ہیں؟ اور اس کا جواب کیا ہے؟ یہ سب بخوبی دلائل کے  
ساتھ اس میں طیگا۔ کاغذ اطیاعت، کتابت سب علم۔ چھپوئی  
**تاریخ علم** احضرت آدم سے لیکر رسول اللہ تک تاریخ انسان  
تاریخ علم کے حالات مع تاریخ پیدائش ووفات اور مکمل  
تاریخ اسلام دیجگہ اقوام عالم کی تاریخ کے علاوہ دنیا کے مشہور  
ملالک اور ریاستوں کی تاریخ۔ مجلد سان ٹھے چار روپے۔

**تفسیر ابن حجر** البسم اللہ الرحمن الرحيم محدثین کی تفسیرات  
اوی اللہ اور دیگر اکابرین کی آراء کا

خلاصہ بھی دیا گیا ہے۔ ہر یہ دو روپے سازوں ایسا یقوقلہ الحزن۔  
تختہ اشاعت داروں) از حضرت شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی دہلوی

پیدائش و تاریخ نہ رہ شیعہ۔ ان کی مختلف شاخیں۔ ان کے  
اتلاف علماء اور کتب کا بیان۔ الوہیت نبوت امامت اور  
معاد کے باشے میں ان کے عقائد ان کے حقوق مسائل فقہیہ، صحابیہ  
کرام ازدواج مطہرات اور ایام یت کے حق میں ان کے اقوال  
افعال اور مطاعن مکالیہ شیعہ کی تفصیل، ان کے اور انہیں تعریف  
اور معرفات کا بیان۔ مجلد مع حسین ڈست کو ربارہ روپے  
ختم مبوت کامل ہر حصہ مصنفو، حضرت مولانا متفق  
نصب العین ناک پیشے میں کیا کیا رکاوٹیں پیش آئیں؟ اس پر

ام و شیخ علمی اداز کا تبصرہ۔ قیمت مجلد مائی تھیں روپے۔  
**تحلیل کا خاص منہج** ۱۹۵۷ء اب بھی مل سکتا ہے۔ ایمان و عمل کے مسئلہ  
حوس اور سایع مرستہ وغیرہ کا جائزہ۔ دراصل مولانا حسینیہ حسد  
مدی ہی کی ایک کتاب پر تفصیلی تقدیم اس نمبر کا خاص حصہ ہے جو

تلائیں اور حق ایک طالب حق کے جو ایسیں لاما سید مسلمان ندوی،  
انہی زندگی ہی مددی تھی (نوفٹ) تمہاری سرگنازا ہو تو منی اور اور یہ مولانا اختر علی تھانوی مولانا امداد احسن گیلانی مولانا محمد نظرو نعماں  
سے ایک پیر بارہ آنے تھیجہ یکتے۔ ہمی پی طلب کرنے لگے تو وہ روپے دو آئے

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** اسلامی عالم عرب علمانوں  
کے نام دربار پر رسانہ کیتے اور اصل  
خط و کتابت و معاہدات، ضروری تشریفات اور اصل

خطوط کے فوٹو جھی شاہیں۔ قیمت سو اور روپے۔

**حکمات** العادی کا مالما نہ تبصرہ و محاکمہ۔ درجے پر بارہ آنے

آردو کا مقدمہ کارکنوں، سیاسی لیبریوں اور اہل علم و فضل  
کی شہادتوں پر مشتمل چھپ ڈرامہ، جو حیر لطف ہے۔ یہ ساتھ ساتھ

آردو کے حق میں دستاویزی حیثیت رکھتا ہے۔ قیمت ایک روپے۔  
جماعت اسلامی پر کئے گئے بعض اعراضات پر

**حقیقت** مولانا مامعتانی مفصل تقدیر۔ دن آئے

مترجمہ۔ ملک غلام علی مقدمہ۔ مولانا  
**سنستہ رسول** مسعود عالم ندوی۔ "سنست" کے موضوع

پر بے حد و تفعیل کتاب۔ مجلد سو روپے۔

**امیڈہ حقیقت نما** اس قسمی کتاب میں شہرو مولانا مسلم

شام از زمات کی دل صفائی پیش کی ہے جو متعدد حصر اڑا غیر  
اسلام پر لگاتے رہے ہیں طرز خوار بحمد پیپ۔ استدال حکم۔

لقد پسیط۔ لکھائی چھپائی کاغذ سب عماری۔ مجلد بارہ روپے  
**جمهوریت اور مغربی تحریکیں** اور پیس جھوپیت پر کیا

بھی اور ازانیت کے لئے  
نصب العین ناک پیشے میں کیا کیا رکاوٹیں پیش آئیں؟ اس پر

ام و شیخ علمی اداز کا تبصرہ۔ قیمت مجلد مائی تھیں روپے۔

**تحلیل کا خاص منہج** اب بھی مل سکتا ہے۔ ایمان و عمل کے مسئلہ  
حوس اور سایع مرستہ وغیرہ کا جائزہ۔ دراصل مولانا نیاز فاتحود

مدی ہی کی ایک کتاب پر تفصیلی تقدیم اس نمبر کا خاص حصہ ہے جو

انہی زندگی ہی مددی تھی (نوفٹ) تمہاری سرگنازا ہو تو منی اور اور یہ مولانا اختر علی تھانوی مولانا امداد احسن گیلانی مولانا محمد نظرو نعماں

# دیہائی معاجم

”بھاں دوسروی تیکے کو دروان میں نے اپنے طبی و دستیں کو لکھا اور آن سے  
کھا کر وہ بے سور کی تایف۔“ غلی صدیعین ”میں عمدہ طرز کی کتاب تیار کر کے دیں۔  
میں بہر حال یہ جاہاں کی کتاب اس سے بہتر اور زیاد وجد نہ سانی ان حقیقتوں  
کی ایک تحریک آدمی جو حیاتیں میں کام کر رہا ہے اسی سے ساختہ کر کے۔“

چھاتا لگا نہیں (۱۹۲۷ء)

بھاٹا کو جیسی کاہد خواہ اُج ایک حقیقت بیان کا ہے۔ دوستیں تحقیقات نے ثابت کر رکھا ہے کہ تقریباً ۱۶۶۰ء میں اور جزوی  
بودیاں ایسی ایک جو عام طور پر بہت میں پالی جاتی ہیں اور جو پرست اخلاق کے ساتھ دیہات کے عام اس عالم کو تکتیں ہیں جن  
سے ان کی فرستی مدد یا باریوں کا علاج ہو سکتا ہے۔ ان تحقیقات کے بعد مجید دیہائی معاجم میں ہیں کی تھے میں لیکن  
بہتر سے بہتر کا نہیں آج ہمارے دریمان میں نہیں۔ آگرچہ وہ نہ ہوتے تو یقیناً اس کتاب کا پیغمبر شریعت قدم کرتا ہے  
وہ سے پہلی طور پر استخارہ حاصل کر کے کیے گام سے اصرار کرتے۔

دیہائی معاجم دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصال کے دو باب ہیں۔ بہل باب صحت کے نام اصولوں پر ایمان نظر کی  
وہ دو حصے خاص، غسل، بیاس، حنفی صحت، بطيی مواملات، دروان، جمل اور زیچ پر کے ساتھ ہے۔ بعض اہم چیزوں کو تقریباً اشارتی  
تفصیل دی دیکھاں کے زیرِ بحث اس کردار گیا ہے۔ دوسرے باب میں دیہاتیں عام طور پر پالی جاتی ہیں اور اداویں اور  
دریاویں کا تذکرہ ہے۔ جو تقریباً اونسے فی حصہ ہی بیماریوں کے لئے دو لکھ طور پر استعمال کی جاسکتی ہیں۔ اس حصہ میں تقریباً ۱۸۰ تک  
جس تذکرے کی طرفی بیرون اور براوں کو تسانی کے ساتھ چھا جاسکے۔

حضرت مصطفیٰ انتقالی حداثات اور بیماریوں کے علاج سے متعلق ہے۔ اس میں ۳۹۱ اعلانی حداثات اور ۴۰۰ بیماریوں کا  
حال اور آن کا علاج۔ ۹۰ سے زیادہ تعداد کے ساتھ تنبیہات آسان امراض میں پیش کی گئی ہے۔ آخر میں ایک اہم دو باب  
بعض دو اداویں اور بیماریوں کے بیان کا طبقہ درج ہے۔

دیہائی معاجم اپنی تحریک کی ایک کتاب ہے۔ جو حضانی، بیشودہان، ذوبی، صستی، حساسی علاج جس ایک سی شاخ بھی دیہائی  
علاج کا اساذذتی ہے جس کے لیے وہی صحت ارشٹی اداوکا۔ سلسلہ حدائق میں مل نہیں ہے۔

یہ میں: حصال کیں ہیں۔ حضرت مُحَمَّد ﷺ پر  
فی الحال۔ کتاب اور دو بندوق اور بڑی بیانوں میں تیار ہے۔

## ہمدرد دواخانہ (وقت) دلی

# دُوْلَتِ دِینِ اُولِیٰ اور نیتی پر گرام

مکتبہ فیض لقرآن دیوبند نے اشاعت قرآن پاک اور اشاعت ملمع حدیث کے لئے دو احمد پر گرام جاری کئے ہیں، وقت کی پوز پابندی کے ساتھ ہر دو گرام کا بہراہ ایک ایک پارہ شائع ہو جائے۔

## لفظ احمد کی پیر مع حواسی لفڑی

یہ علام ابن کثیر دشی کی بلند پایہ مشہور عام  
تفسیر کا رد و ترجیب ہے جو دنیا سے اسلام میں منتدا و بہمن  
 وسلم کی تجھی ہے ہر زمان کے علاقوں اسکو شرف قبولیت  
 بخشتا ہے اور امام انتا یا کیا لقب دیا ہے۔ علما پرستوں  
 میں کفر قرآن کو بطریق سلف صالحین بھائیتے والی تفسیر نے  
 ابن کثیر سے اور اسکے بعد فی تمام عربی اور ترکی میں  
 مانوذ ہیں کا نہایت عالی طباعت کیا ہے۔ روش افرازیدہ  
 صفات ہی فی پارہ دوسرے گرام کیے ایک دوسرے چار آنے

## تفہیم البخاری، تصحیح البخاری

بخاری اشریف کی سات ہزار صحیح احادیث کا منہد  
 اور سیاس اردو ترجیب ارہیاں نہیں ترجیحی جو اس کی بہمن  
 سلسلہ کے پیش نظر مرتب کیا گیا ہے جس کو امیر المؤمنین  
 فی الرشاد ابو عبد اللہ محمد بن اسحیل بخاری نے چہ لاحص  
 احادیث نبوی میں سے منتخب فرمائے۔ رسول سال میں  
 مرتب فرمایا ہے مکمل متن عربی حواسی تصحیح اسکا سامنہ  
 کا نہ نہایت اعلیٰ طباعت کیا ہے۔ روش افرازیدہ  
 صفات اور نبی پاہ میں روپے، علما کیتے دوسرے پے

## فیس نمبری

ہر دو گرام میں شرکت کے لئے ایک ایک روپیہ برائے فیس نمبری ارسال فرمائیے۔  
تفسیر ابن کثیر کا ایک پارہ منگانے پر خرچ ڈاک خرچ دو روپے کی دی۔ پی اسال ہو گی۔

البیتہ بہراہ ہر پارے کی پائیں کا پیاس یکجا منگانے پر خرچ ڈاک خرچ آٹھ روپے کی دی۔ پی اسال ہو گی۔

تفسیر البخاری کا ایک پارہ منگانے پر بہراہ ڈاک خرچ تین روپے کی دی۔ پی اسال ہو گی۔ البیتہ بہراہ ہر پارے  
 پائیں کا پیاس منگانے پر بارہ روپے کی دی۔ پی اسال ہو گی۔

ہر دو گرام کا ایک ایک پارہ یکجا منگانے پر بہراہ ڈاک خرچ چار روپے پچاس سنتے پیسے کی دی۔ پی روانہ ہوتی ہے۔

آج ہی نمبر منٹے اور نمبر بنائیے

# مکتبہ فیض لقرآن دیوبند دلخواہ سہماں پور